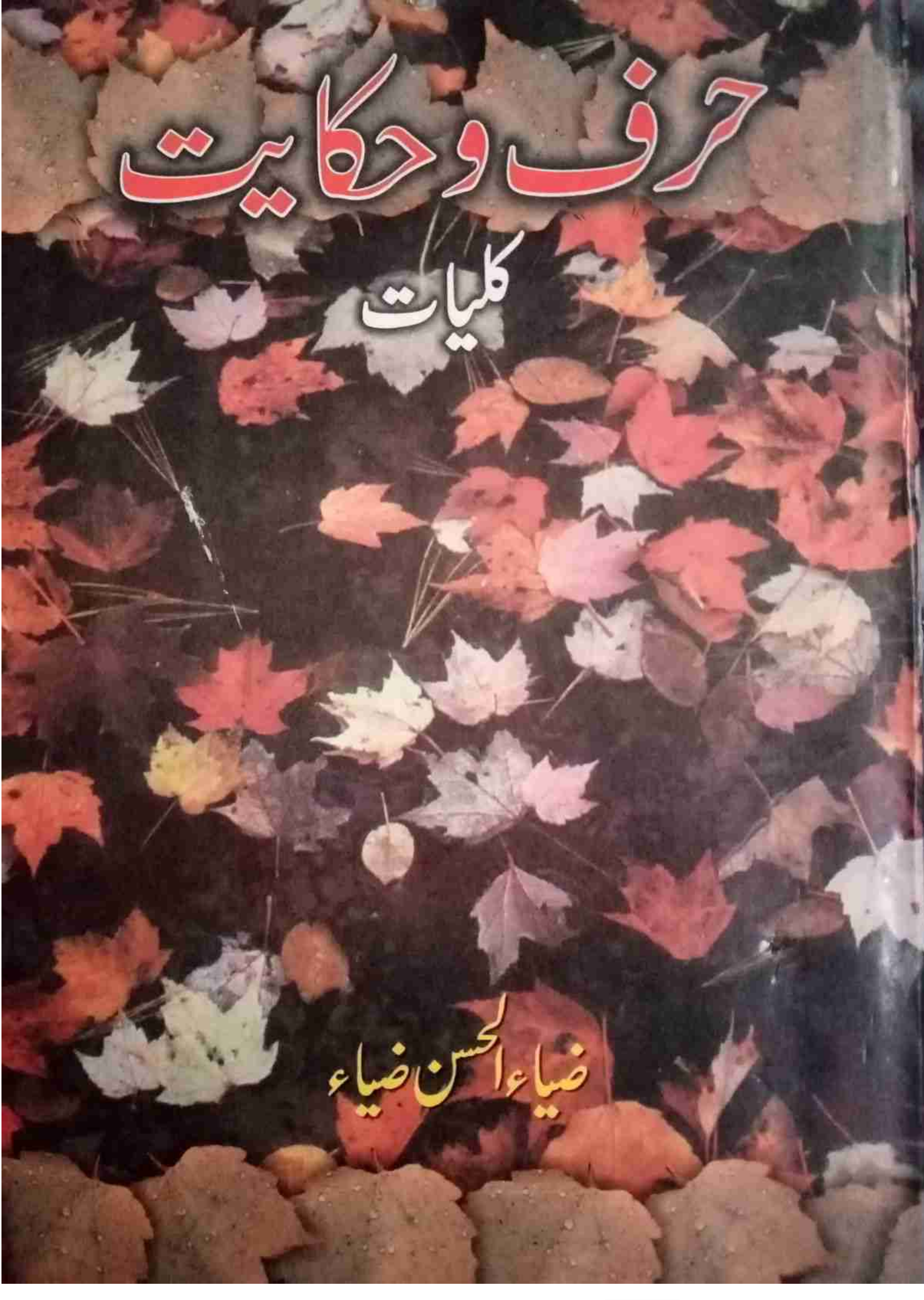

Scanned with CamScanner

حرفِ حکایت

(کُلیات)

ضیاءُ الحسن ضیاء

ارشد بک سیلرز
علامہ اقبال روڈ میر پُور آزاد کشمیر

Scanned with CamScanner

حرف و حکایت

ضیاءالحسن ضیاء

ناشر ـــــــــ ارسلان محمود
اہتمام ـــــــــ امجد محمود
طابع ـــــــــ ناصر باقر پرنٹرز، لاہور
کمپوزنگ ـــــــــ کاشر ایڈورٹائزرز اینڈ کمپوزرز، میرپور
قیمت ـــــــــ 250/- روپے

ملنے کا پتہ ـــــــــ
ارشد بک سیلرز
علامہ اقبال روڈ میرپور آزاد کشمیر
فون نمبر (05864)-42327
49522-49503

انتساب

بشریٰ کے نام

میری بچی ، میری حیات کی نو
قلزم موت میں ہوئی روپوش
ایک آواز جو تھی وجہ سکوں
دیکھتے دیکھتے ہوئی خاموش

فہرست

۱ . منقبت

۱۔ رہ حیات ہے کتنی کٹھن، کسے کہیں	35
۲۔ نہ ہم میں ضبط و تحمل نہ عزم مردانہ	37
۳۔ علی کے لخت جگر فاطمہ کے نور نظر	39
۴۔ رلا رہی ہے خون شہ کربلا کی یاد	41
۵۔ راکب دوش شہنشاہ	43
۶۔ تمنائے دل ہے عظمت کون و مکاں پاؤں	45
۷۔ عرب میں ہر طرف جب خود سری کا جوش پھیلا تھا	46
۸۔ السلام اے صدر بزم کائنات	47
۹۔ زخمی ہے روح و قلب مسلماں کسے کہیں	50
۱۰۔ وارث، میراث پیغمبر حسن	53
۱۱۔ دھندلا گئے ہیں دیدہ انجم کسے کہیں	54
۱۲۔ نرغۂ کفار میں محصور ہے اللہ کا گھر	56
۱۳۔ حسن ازل ہے چھایا ہوا شش جہات پر	57
۱۴۔ زینت محفل امکان رسول عربی	58

	61

۲ . اے مری جنت کشمیر . ھدیہ بنام شھداء

	63
۱۔ ۲۴ اکتوبر۔ آج کے روز غلامی کے فسوں ٹوٹے تھے	65
۲۔ میرے جانباز جری جاں نثارو	66
۳۔ مہاجرین کشمیر:۔ تم نصیب غریب الدیار ہیں ہم لوگ	68

Scanned with CamScanner

۴۔ کشمیر سے آنے والے بتا محبوب وطن پہ کیا گزری ...... ؟	69
۵۔ نذر عقیدت:۔ اے شہیدان وادی کشمیر	71
۶۔ اے وادی کشمیر کے فرزند سنبھل جا	74
۷۔ مادر کشمیر کا پیغام:۔ اپنے مجاہد فرزندوں کے نام	76
۸۔ غازہ لوح و قلم سرخی خون شہداء	78
۹۔ یوم شہدائے جموں:۔ یاد آتا ہے تو ہو جاتی ہیں آنکھیں پر نم	81
۱۰۔ شہیدان ۱۳ جولائی:۔ رگوں میں گرم لہو اور نظر میں نور یقیں	83
۱۱۔ منتظر عرصئہ پیکار ہے کشمیر چلو!	84
۱۲۔ اک ضرب حیدری کی ضرورت ہے اور اب	86
۱۳۔ عہد آزادی کی عید:۔ ہر روش پہ زندگی مست خرام	88
۱۴۔ مادر کاشمر کے فرزند	89
۱۵۔ سلطانی جمہور کا آتا ہے زمانہ	91
۱۶۔ میرے وطن تیرے جاہ و جلال کی سوگند	95
۱۷۔ جنگ آزادی کشمیر کے شہداء سے:۔ تمہارے خون سے رنگینی حنا لے کر	98
۱۸۔ بہادران وطن کے نام:۔ منا رہے ہیں بصد شان جشن آزادی	100
۱۹۔ مقبوضہ کشمیر کی عید:۔ لہلہاتی وادیوں کا حسن پھولوں کا نکھار	101
۲۰۔ وادی مغموم:۔ شفق اداس، صبا مضطرب، چمن مغموم	103
۲۱۔ ارض وطن:۔ ظلمتوں کے حصار میں محصور	105
۲۲۔ ۲۴ اکتوبر:۔ قید ہر غم سے چھٹے اہل وطن آج کے دن	107
۲۳۔ شہیدان ۱۳ جولائی کے نام:۔ سلام شوق شہیدان راہ استقلال	109

۳. گلہائے عقیدت :- بحضور قافلہ سالاران وطن	111
۱۔ قائداعظم کی یاد میں:۔ چراغ عزم مصمم جلا دیا تو نے	113
۲۔ حضور قائداعظم:۔ دیار پاک کے معمار عظمتوں کے نقیب	115
۳۔ بانی پاکستان کے حضور:۔ بپا ہے معرکہ گیر و دار تیرے بعد	118
۴۔ معمار پاکستان:۔ جاں بلب تھا و قار اہل وطن	119
۵۔ بیاد قائداعظم:۔ نغمہ و نے کی لطافت سے سراسر محروم	122
۶۔ قائداعظم:۔ حشر تک روئے گی چشم خونفشاں تیرے بغیر	124
۷۔ روح شاعر مشرق سے:۔ اے نقیب ارتقاء اے محرم راز حیات	126
۸۔ حکیم مشرق کے حضور:۔ اسیر پنجئہ بیداد، مبتلائے ستم	128
۹۔ علامہ اقبال:۔ حکیم مشرق، امام خودی، نقیب حرم	130
۱۰۔ تیرے بغیر:۔ دنیا ہے سوگوار لیاقت تیرے بغیر	132
۱۱۔ فخر ایشیاء:۔ ضیعم اسلام، فخر ایشیاء	133
۴. پاك سرزمین	135
۱۔ ہم لوگ:۔ صد سالہ غلامی میں گرفتار ہیں ہم لوگ	137
۲۔ ۶ ستمبر:۔ آج کے دن:۔ آگ و بارود کا پھرا ہوا ایک سیل رواں	139
۳۔ سبز پرچم کو نگوں سار نہ ہونے دیں گے	141
۴۔ ۱۴ اگست، آج کے دن، کمپرسی کے خرابے میں جلی تھی قندیل	144
۵۔ مجاہدین پاک کے نام:۔ فتح و ظفر کی شمعیں جلاتے بڑھے چلو	146
۶۔ جراروں کی فوج:۔ کفر سے ہے برسرپیکار، دینداروں کی فوج	148
۷۔ اے دشمن دیں تو نے...... تضمین	150
۸۔ نظام نو کی درخشانیوں کا دور آیا	152

Scanned with CamScanner

۹۔ بھارتی درندوں کے نام:- نقش ہے سینہ گیتی پہ شجاعت جس کی 154

۱۰۔ اپنی آزادی کے نام:- مجھے یقین تھا فروغ انجم سے آسماں زر نگار ہو گا 156

۵. رنگ تغزل 159

۱۔ وہی حسرت وہی ویرانی دل 161

۲۔ ایک ہنگامہ سر کون و مکاں سے ساقی 162

۳۔ سرورد کیف کی لذت سے ہیں ہم محروم 163

۴۔ ہو چکے ہیں خزاں سے ہم مانوس 164

۵۔ چلے یوں بزم سے کچھ تشنہ کام دیوانے 166

۶۔ داستان غم و آلام ابھی باقی ہے 168

۷۔ یوں میرے دل کے چراغ جلتے ہیں 170

۸۔ غم نہ کھاؤ کہ عید آئی ہے 171

۹۔ قطعات 174

۶. حرف و حکایت 179

۱۔ جلسوں کا اہتمام، جلسوں کا شور ہے 181

۲۔ مچھر نامہ:- دن کو ہیں مکھیاں ستیزہ کار 183

۳۔ پلا ساقیا شربت خانہ ساز 185

۴۔ برکات چینی:- روز و شب تھا یہ خلفشار مجھے 187

۵۔ الیکشن نامہ:- الیکشن کو دور جواں آگیا 190

۶۔ اچکن میگوید:- لیڈروں کی اساس ہے اچکن 193

۷۔ ایک امیدوار منسٹری بارگاہ خداوندی سے۔ خالق کل خدائے ہست و بود 196

۸۔ جھنڈا نہ موٹر، نوکر نہ چاکر 200

۹۔ گھر بکے گا، بنگلہ و ایوان بکے 203

۱۰۔ ہے رواں سکہ ہر ایک سمت ریاکاری کا 205

۱۱۔ سنا ہے کہ اک شاہ در ے کا گداگر 208

۱۲۔ ووٹ کی دھن میں قطار اندر قطار 210

۱۳۔ بک گئے 213

۱۴۔ اشعار:- خدمت ملک و ملت کے داعی ہیں ہم 215

۱۵۔ مانگتے ووٹ کئی بار نظر آتے ہیں 215

۱۶۔ بصد پارسائی بصد انکساری 217

۱۷۔ کھدر کا کرتا اور ٹوپی کھدر کی شلوار 219

۱۸۔ یہی وہ شہر نگاراں ہے دوستو کہ جہاں 222

۱۹۔ منسٹری کے امیدوار کا خواب:- دوستو میں نے خواب دیکھا ہے 225

۲۰۔ جلال خسروی کا حاشیہ بردار ہے چمچہ 227

۲۱۔ چڑھا کے قوم کو نیلام پر جناب شیخ 230

۲۲۔ حق تعالیٰ کا بڑا احسان ہے 232

۲۳۔ لیڈری کا خمار ہے پیارے 236

۲۴۔ آؤ سنو سرکار کہانی 238

۲۵۔ سنا ہے معترف ہیں اب دھرم داس 242

۲۶۔ گرفتار ہوس کی چاک دامانی نہیں جاتی 243

۲۷۔ قوم و وطن کا ہے دلدادہ 246

۲۸۔ لے گئی ہاہاکار الف خاں کون کہے 248

۲۹۔ ووٹوں کا بیوپار ہے یارو 251

۳۰۔ دنیا کے رنگ و بو کا طلبگار آدمی 253

Scanned with CamScanner

۳۱۔ بہر انداز آتے ہیں بہر عنوان آتے ہیں 256

۳۲۔ مختلف رنگ ہیں زمانے کے 259

۳۳۔ ہر بوالہوس ہے گرم دغا میرے شہر میں 261

۳۴۔ مرض انتخاب عالم ہوا 264

۳۵۔ ہم نے راس رچائی یارو، ہم نے راس رچائی 267

۳۶۔ ہم نواؤ یہ لیڈران کرام 270

۳۷۔ اعلان کیا جو ایکٹ کو جو صدر الصدور نے 272

۳۸۔ کاروان سالار تو ہے کارواں کوئی نہیں 273

۳۹۔ ملت کے غم میں ٹسوے بہاتے ہیں آج کل 275

۴۰۔ دگرگوں بہر طور رنگ چمن سے 278

۴۱۔ دست ہوس کو اور میری جاں بڑھا کے جا 281

۴۲۔ رازداں دوستو، ہم زباں دوستو 284

۴۳۔ متروکہ جائیداد کا بیوپار کیجئے 287

۴۴۔ خود غرض، خود کار، بد عنوان ہوں 291

۴۵۔ فخر لیل و نہار ہیں ہم لوگ 294

۴۶۔ مکھیاں مچھر ہیں یاروعام میرے شہر میں 297

۴۷۔ قوم و ملت کو کئی روشن ضمیرے مل گئے 300

۴۸۔ ان سے ملئے یہ بڑے سردار ہیں 302

۴۹۔ عید آئی ہے۔ پھر کہیں سے مسرتوں کے چراغ 307

۵۰۔ قریہ قریہ پھر رہی ہے خاصا بر داروں کی فوج 314

۵۱۔ شور ہے گیر و دار الف خاں چپ ساد ھو 316

۵۲۔ آپہنچے ہیں آن بان سے 319

۵۳۔ دشت مہکے چمن ہوئے ویراں 321

۵۴۔ ہیں نگار ہوس سے ہم آغوش 328

۵۵۔ سرد بازاری بھی دیکھی گرم بازاری بھی دیکھو 330

۵۶۔ کس قدر ہیں دوستو اس قوم کے غمخوار ہم 333

۵۷۔ قوم کے غم گسار آتے ہیں 336

۵۸۔ پلا ساقیا بادہ لالہ فام 339

۵۹۔ ووٹ ملے سرکار ہمیں بھی ووٹ ملے 345

۶۰۔ ملت کے رکھوالے لیڈر 349

۶۱۔ ہوس نصیب اسیر غم جہاں ہیں ہم 354

۶۲۔ کوٹھی ہم نے نئی بنائی ہے 360

۶۳۔ منقلب رنگ ہے زمانے کا 363

۶۴۔ ملت بیضا کے غمخواروں میں شامل ہو گئے 366

۶۵۔ صبح بجتے ہیں شام بجتے ہیں 369

۶۶۔ ہر مرحلہ سخت پھر آسان ہو گیا 372

۶۷۔ کشمیری:- آمادہ پیکار ہیں جرار کشمیری 374

۶۸۔ سہرا 375

۶۹۔ اے کہ تیری فیض سے قائم ہے نظم بحر و بر 377

Scanned with CamScanner

صحافتی ادب اور ضیاء الحسن ضیاء

کسی زبان کی بو قلمونیاں جہاں ایک طرف متعدد بولیاں ، لہجوں اور طرز ہائے اسلوب کو جنم دیتی ہیں تو وہاں اس کے مختلف استعمال کے باعث جو تنوع وجود پذیر ہوتا ہے وہ ہمیں صحافتی زبان ، عدالتی زبان ، اشتہارات کی زبان ، سرکاری خط و کتابت کی زبان ، تجارت و کاروبار کی زبان ، سائنس اور ٹیکنالوجی کی زبان اور دیگر کئی ایک لسانی درجہ بندیوں کے تعین میں مدد دیتا ہے ۔ استعمال کے اعتبار سے زبان کا یہ تنوع مکمل علیحدگی کو جنم دینے کے بجائے تہہ بندی اور متراکبت کا باعث بنتا ہے جس کے باعث صحافت کی زبان کو زبان کی دیگر درجہ بندیوں سے کلیتاً الگ تھلگ رکھنا ممکن نہیں ۔ اس لئے پیشۂ صحافت سے متعلق لکھنے والوں نے مخصوص صحافتی لب و لہجہ ، الفاظ و ترکیب ، مصطلحات اور فقرات کے استعمال کے ساتھ ساتھ شعر و ادب کے لب و لہجہ کو کبھی اپنے اوپر حرام قرار نہیں دیا بلکہ صحافت میں بھی بعض مخصوص مواقع کی مناسبت سے باعث تفاخر ادبی آہنگ ہی سمجھا جاتا ہے لیکن فی الوقت کوئی لسانیاتی نظریہ موضوع بحث نہیں اس لئے اس ضمن میں اسی قدر تمہیدی اشارات کافی ہیں ۔ موضوع بحث ضیاء الحسن ضیاء ہیں جنہوں نے پیشۂ صحافت کے دوران جس قدر ادبی خدمات سرانجام دیں ان کی قدر و قیمت کو قارئین پر اجاگر کرنا ہے ۔

ایک شخص سفید پائجامہ اور سیاہ اچکن میں ملبوس ، سر پر سیاہ قراقلی ، ہاتھ میں سیاہ چرمی بیگ لئے محلہ نقشبندیاں ، محلہ کمہاراں ، لاری اڈہ ، سی ایم ایچ کے قریب ، ڈاک خانے کے پاس ، کالج کے ارد گرد ، کچہریوں میں ، چوک شہیداں سے فاضل چوک کی طرف آتے ہوئے ، پرانے میرپور شہر سے نئے میرپور شہر کے مختلف مقامات پر اب بھی اپنے کام میں مگن دکھائی دیتا ہے ۔ عجیب بات ہے کہ جس شخص کی یہ شبیہہ میرے پردہ تصور پر نقش ہے غیر ارادی طور پر جب بھی میں ان کے نام پر توجہ دیتا ہوں تو " صادق " ہی مجھے سوجھائی دیتا ہے ۔ بہت شعوری کوشش کے بعد حافظے کے کسی گوشے سے " ضیاء الحسن ضیاء " ایک مدھم سے نقطے کے طور پر ابھرتا اور پھر دیر کے بعد نمایاں ہوتا

Scanned with CamScanner

ہے۔ میں اس کیفیت پر غور کرتا ہوں کہ آخر ایسا کیوں ہے ....؟ تو اس سوال کا جواب مجھے وارث شاہ کی ہیر میں ان الفاظ کے ساتھ

رانجھا رانجھا کو کدی، نی میں آپے رانجھا ہوئی

اور ایملی برونٹے کے واحد اور شہرہ آفاق ناول " وودرنگ ہائیٹس" کی ہیروئن کیتھرائن کے الفاظ ۔

" Cathy in Heathcliff"

میں ملتا ہے ۔ جموں و کشمیر کے ہفتہ وار اخبارات میں "کشیر" کے غلام نبی وانی اور " صادق " کے ضیاء الحسن ضیاء دو ایسے نام ہیں جن کے ساتھ اگر کوئی تیسرا نام شامل کیا جا سکتا ہے تو وہ " انصاف " کے میر عبدالعزیز ہیں جنہوں نے گھر کے چکی چولہے کو خاطر میں لائے بغیر بلاناغہ اخبار کی اشاعت میں کبھی کوتاہی نہیں برتی۔

جموں و کشمیر کے یہ وہ ہفت روزہ جرائد ہیں جن کا سٹاف ہمشیہ یک رکنی رہا۔ چنانچہ پورے اخبار کا پیٹ بھرنا تن تنہا خبروں سے لے کر مقالات تک، ادارتی اشارات سے لے کر اشتہارات تک، اشاعت کے جملہ مراحل سے لے کر بذریعہ ڈاک تقسیم تک اور پھر سرکاری و غیر سرکاری دفاتر سے اشتہارات کے بلات کی وصولی کی جان جوکھم تک سارا کچھ خود ہی کرتے تھے ۔ دیگر دو جرائد کے برعکس ایک صفت جو ضیاء الحسن ضیاء کو ممتاز کرتی ہے وہ ان کی شاعری ہے اور یہ شاعری ہی تو ہے جو ہفت روزہ " صادق " اور ضیاء الحسن ضیاء کا ایسا معجون مرکب تیار کر کے رکھ دیتی ہے کہ ایک کو دوسرے سے جدا کرنے کیلئے کسی ماہر کیمیا کی تجزیاتی مہارت مستعار لینا پڑتی ہے۔

ضیاء الحسن ضیاء کا زیر نظر مجموعہ کلام، ایک سرسری جائزے کے بعد جو حقیقت ہم پر آشکار کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ضیاء الحسن ضیاء اردو شعراء کے اس قبیل سے تعلق رکھتے تھے جن کیلئے شاعری ذریعہ عزت نہیں رہی ۔ اگر سو پشت سے سپہ گری بطور پیشہ آباء مرزا غالب کیلئے ذریعہ عزت تھی تو ضیاء کیلئے بھی ذریعہ عزت بنیادی طور پر صحافت تھی ۔ مولانا چراغ حسن حسرت اور سراج الحسن سراج کے آپ برادر اصغر تھے جن کی

صحافتی اور ادبی خدمات کا اعتراف محتاج بیان نہیں ۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ضیاء کی شاعرانہ عظمت کا جائزہ صحافتی تقاضوں کو خاطر میں لائے بغیر درست نہیں ہو گا۔ ہفت روزہ " صادق " کے اوراق میں بکھرے ہوئے کلام کو یکجا کر کے ان کے مجموعہ کو ترتیب دینا بجائے خود اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ ان کی شاعرانہ رگ کو پھڑکانے کا باعث رومان پرور حسی تجربات، جمالیاتی احساس، مظاہر فطرت اور زلف و رخسار و غازہ و حنا کبھی نہیں تھے ۔ انہیں تو عید میلاد النبی کے موقع پر بہرطور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا ہوتا تھا تو یوم عاشور پر شہادت حضرت امام حسین پر نوحہ کہنا۔ عید تہوار کی مناسبت سے حمد و نعت کہنا تو قومی تہواروں کی نسبت سے ملک و قوم کے جذبات و احساسات کو نظم بند کرنا تھا ۔ ایک طرف وہ آزاد کشمیر پر " مختلف ایکٹ" کے نفاذ کے ذریعے حکمرانی کو شعری اسلوب میں طنز و تشنیعہ کا نشانہ بناتے ہیں تو دوسری طرف سیاسی زعماء اور نوکر شاہی کے کل پرزوں کی رشوت ستانی کو عوام الناس پر آشکار کرنے کے لئے عوامی لب و لہجے میں تنقید کا وار کرتے ہیں۔ یہ شعری واردات اس شعری واردات سے صرف کیفیتی اعتبار سے ہی نہیں بلکہ ہر لحاظ مختلف ہے کہ جس میں تصور تو ہوتا ہے عرش پر اور سر پائے ساقی پر ہوتا ہے ۔ بایں ہمہ اگر ضیاء جذبات و احساسات کے اظہار کے لئے رنگ تغزل اختیار کرنے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تو بے اختیار داد دینے پر جی چاہتا ہے۔

ایک ہنگامہ سرکون و مکاں ہے ساقی
زندگی اہل محبت پر گراں ہے ساقی
وسعت دہر ہے تشریح کتاب ہستی
کہیں نغمہ کہیں فریاد و فغاں ہے ہستی
ستم کے طور، کرم کی روائتیں بدلیں
مگر نہ بدلا ہمارا نوشتہ مقسوم

Scanned with CamScanner

جا چکے ہیں چمن سے اہل چمن
اب خزاں آئے یا بہار آئے
حاصل عمر تھے وہی لمحات
جو تیری بزم میں گذار آئے
خرد کے ہاتھ سے اجڑی ہیں بستیاں کتنی
جنوں نے کر دئیے آباد کتنے ویرانے
اب بھی ناکردہ گناہوں کی سزا ملتی ہے
رسم پارینہ بہرگام ابھی باقی ہے

صحافت اور ادب کی سرحدوں کی خلاف ورزی اگرچہ جرم نہیں اور متعدد ایسے مقامات کی مثالیں دی جا سکتی ہیں جہاں ایک ذریعہ اظہار دوسرے میں دور تک اندر گھستا ہی چلا جاتا ہے۔ اس کے باوجود دونوں کے تقاضے جدا جدا ہیں۔ خبروں کی خبریت سے سروکار رکھنے والے اور ادارتی نوٹوں کے ذریعے سے صدائے احتجاج بلند کرنے اور اصلاح احوال کا مطالبہ کرنے والے صحافی کی غزل بھی اس قسم کے طرز اسلوب کی حامل ہوتی ہے کہ۔

مصرف زاغ میں بلبل کا نشیمن توبہ
مسند عقل پہ ناداں، ہمیں منظور نہیں

البتہ صحافی جب حمد و نعت، ملک و قوم، حب الوطنی اور راہبران ملک و قوم جیسے موضوعات کی طرف رجوع کرتا ہے تو ایمان و یقین، نظریہ و عقیدہ اور مادر وطن سے مکمل وابستگی کے اظہار کیلئے زباں و بیاں پر اپنی بھرپور قدرت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ منقبت میں بعض مقامات پر وہ قدماء پر سبقت کا مظاہرہ کرتا دکھائی دیتا ہے۔

مولائے کل، حبیب خدا، فخر انبیاء
یکساں ہے جس کا فیض رواں ڈال پات پر

اے تاجدار عرب و عجم سید البشر
" بعد از خدا بزرگ توی قصہ مختصر "
زینت محفل امکان رسول عربی
وجۂ تخلیق دل و جان رسول عربی
اپنے دامن میں پناہ دیجئے سرکار اسے
ہے ضیاء سوختہ سامان رسول عربی

ضیاء کی شاعری کا ایک معتدبہ حصہ شہدائے وطن اور آزادی وطن سے متعلق جذبات اور احساسات کی نظم بندی پر مشتمل ہے۔ ایک نظم اختر شیرانی کی بحر میں لکھی گئی ہے اور اس طرح وطن سے اظہار محبت کی روایت کو صحت مندانہ انداز میں آگے بڑھانے کا ذریعہ بنتی دکھائی دیتی ہے۔

کشمیر سے آنے والے بتا محبوب وطن پہ کیا گزری
مرغان چمن پر کیا بیتی اور سرو و سمن پہ کیا گزری
کیا بیتی ہے رحمانے پر اور سلطانے پہ کیا گزری
صمدے کی کوئی روداد سنا اور رمضانے پہ کیا گزری

اور دیس سے آنے والا محکوم و مجبور دیس کی تصویر کشی کرتا ہے اور کہتا ہے۔

پامال ہوئے سیمیں پیکر، حرمت کے ستارے ڈوب گئے
عصمت کے سفینے ڈول اٹھے عزت کے شکارے ڈوب گئے
کاٹی گئی عیلے کی گردن، ریشے کا دلارا چھین لیا
بوڑھی نوشابہ دائی سے پیری کا سہارا چھین لیا

قبضۂ اغیار میں مجبور و مقہور وطن اور ابنائے وطن کا فسانۂ غم جہاں سن کر ضیاء پر افسردگی کا طاری ہونا تو فطری بات ہے لیکن وہ مایوسی اور ناامیدی سے کوسوں دور ہے۔ اس کی دنیا امید و رجاء کی دنیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔

Scanned with CamScanner

لیکن مایوس نہیں ہوں میں اوقات الم کٹ جائیں گے
خورشید مسرت ابھرے گا غم کے بادل چھٹ جائیں گے
کشمیر کے چپے چپے پر پھر پرچم حق لہرائے گا
طاہر نغمات الاپیں گے اور پھر سے کنول مسکائے گا

ضیاء الحسن ضیاء کے شعری مجموعے سے جو بات کھل کر سامنے آتی ہے وہ یہ کہ صحافت ان کیلئے بذاتہی مقصد نہ تھی بلکہ وہ ایک عظیم تر مقصد کے حصول کا ذریعہ تھی۔ وہ مقصد ہی ضیاء کا مقصد حیات تھا۔لہذا وہ اسے اگلی نسل کو منتقل کرنا ضروری سمجھتے تھے کہ مبادہ ان کی اپنی زندگی میں اگر وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو حصول مقصد کی تگ و دو نسل در نسل چلتی رہے۔ " مادر کشمیر " کا پیغام اپنے مجاہد فرزندوں کے نام " ملاحظہ ہو۔

میرے بچو ابھی تکمیل مقاصد کیلئے
ڈوب کر بحر حوادث میں ابھرنا ہے تمہیں
مر مریں باہیں زر و مال غرور و طاقت
یعنی ان سارے سرابوں سے گذرنا ہے تمہیں

۱۳ جولائی ۱۹۳۱ ء اور ۶ نومبر ۱۹۴۷ ء تاریخ جموں و کشمیر کے وہ اوراق ہیں جنہیں کشمیری قوم کبھی فراموش نہ کر سکے گی۔ تقاضائے بشریت ہے کہ انسان انسان کے دکھ درد کو محسوس کرے۔ یہ وہ ایام ہیں کہ جو تاریخ انسانی میں بربریت اور درندگی کا مظاہرہ کیے جانے والے محدود چند ایام میں شمار ہوتے ہیں اور اہل جموں و کشمیر اپنے شہداء کی یاد یوم عاشور کی طرح مناتے رہیں گے۔ ضیاء الحسن ضیاء کا دل بشریت کے درد اور انسانی ہمدردی سے لبریز ہے۔ صحافتی ضرورتیں اپنی جگہ لیکن کاسۂ چشم اگر لہو سے لبریز نہ ہو تو کیا لہو ٹپکانا ممکن ہے۔ چنانچہ ہر سال ۱۳ جولائی کی اور ۶ نومبر کے شہدائے کی یاد میں ضیاء نت نئے جذبات و احساسات کا مظاہرہ خوبصورت اشعار کے ذریعے سے کرتے ہیں۔

سلام شوق شہیدان راہ استقلال
سلام شوق قتیلان عرصۂ کشمیر
تمہارے خون سے رنگین ہے داستان وفا
تمہارے عزم سے پائندہ سنت شبیرؓ
تمہارے خون مقدس سے روشنی پا کر
نئے چراغ سر بزم جگ مگاتے ہیں
یہ ایک زندہ حقیقت ہے ہر زمانے میں
لہو بہے تو نئے پھول مسکراتے ہیں

****

شب سیاہ میں روشن کیے عمل کے چراغ
ہنوز محو تگ و دو ہیں مسلم کشمیر
غبار کتنے اٹھے ، آندھیاں چلیں کتنی
مگر وفا کی عمارت میں آ سکا نہ خلل
حوادثات کی یورش کے باوجود ضیاء
رواں دواں ہے ابھی کاروان عزم و عمل

****

اس قیامت میں بھی جموں کے مسلمانوں نے
پرچم حق و مساوات کو جھکنے نہ دیا
موت سے بڑھ کے بغلگیر ہوئے اہل حرم
اور طاغوت کی طاعت کو گوارہ نہ کیا
غازیو! وقت کا بھرپور تقاضا ہے کہ ہم
جا ہدو للہ کے ارشاد کی تفسیر کریں

Scanned with CamScanner

دشمنی شیوہ ارباب ستم جب ٹھہری
آؤ ہم پیروی سنت شبیرؑ کریں

****

ضیاء الحسن کو فن سخنوری پر کس قدر دسترس اور کتنا کمال حاصل ہے اس کا مظاہرہ انہوں نے بعض انتہائی سنجیدہ اور شعری بلندیوں کو چھوتی ہوئی نظموں میں کیا ہے۔ انہی نظموں میں " سیلاب بلا " کے عنوان سے لکھی گئی ایک نظم کا شمار ہوتا ہے۔ یہ نظم بہرحال ایک نامیاتی کل یعنی Organic Whole ہے اور نازک بھی بہت جو ناقدانہ عمل جراحی کی متحمل ہو نہیں سکتی۔ اس لئے اس کا مجموعی تاثر قائم رکھنے کے لئے اسے ٹکڑوں میں بانٹنا اچھا نہیں لگتا۔ ملاحظہ کیجیے۔

نہ کوئی ساز ، نہ نغمہ ، نہ گیت ، نہ سنگیت
نہ بربطوں کی صدائیں نہ زندگی کا خروش
مہیب سائے ہر سمت دندناتے ہیں
فضائے مغربی پنجاب ہے الم بردوش
وہ رات صبح قیامت کا پیش خیمہ رات
جلو میں موت کا سامان لے کے آئی تھی
نگل لیں اف کئی شاداب بستیاں جس نے
وہ رات دھاڑتا سامان لے کے آئی تھی

ضیاء الحسن ضیاء کی شاعری سے ابھرنے والا مجموعی تاثر درحقیقت مقبوضہ کشمیر کی غلامی و محکومی کا نوحہ ہے۔ اس کا نفس مضمون یہ ہے کہ مجبور اور بے بس انسان خودشناس نہیں ہو سکتا کیونکہ محکوم انسان اپنی ذات پر اختیار سے محروم ہے۔ اس کی قوت تخلیق دوسروں کے تصرف میں ہے۔ اس کی خودشناسی اور خود آگاہی یہ ہے کہ وہ جبر کو اختیار میں بدل دے اور اطاعت کی زنجیروں کو آزادی کی دھار سے کاٹ دے۔ یہ تصور سرزمین وطن سے متعلق ان کی نظموں کے ہر شعر میں موجود ہے۔

شدت آلام سے حسن وطن ہے سوگوار
آہ محروم سکوں ہے جوئباروں کا وقار
طالب امداد ہے رعنائی باغ و بہار
بوئے گل ، رنگ چمن سرمایۂ کیف و خمار
ضربت پیہم سے زنجیر غلامی توڑ دو
مادر کشمیر کے جانباز فرزندو ! اٹھو

زیر نظر مجموعے کا ایک بڑا حصہ ضیاء الحسن ضیاء کے مزاحیہ کلام پر مشتمل ہے۔ صحافت محض خبروں کی خبریت سے ہی قارئین کی توجہ اپنی طرف نہیں کھینچتی بلکہ اخبارات اپنے مزاحیہ نثری و شعری کالموں سے بھی قارئین کا دل موہ لینے کی ٹوہ میں ہوتے ہیں۔ طنز و مزاح ایک ایسی تکنیک ہے جس کے ذریعے سے صحافتی ادیب و شاعر حالات حاضرہ ، حکومتی و معاشرتی خرابیوں پر اصلاح احوال کی نیت سے ہنستے مسکراتے طعن و تشنیعہ کے وہ تیر برساتے ہیں جن کے باعث ارباب بست و کشاد کو احوال واقعی کی طرف متوجہ کرنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ " حرف و حکایت " کے عنوان سے نظم بند مزاحیہ کلام انہوں نے " الف خان " کے قلمی نام سے شائع کیا۔ اس کلام کے مطالعہ سے ان کی بے پناہ ذہانت اور طباعی کا پتہ چلتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے واقعات کے بیان سے انہوں نے ایک طرف رنگ ظرافت جمایا ہے تو دوسری طرف زمانے کی ناہمواریوں پر طنز کے تیر برسائے ہیں۔ انہوں نے معاشرے میں تیزی سے جنم لینے والے منفی رجحانات پر تنقید کی ہے اور بعض مٹی ہوئی تہذیبی اقدار کے احیاء کی کوشش کی ہے۔ وہ لوگ جنہیں اکبر الہ آبادی کا کلام پڑھنے کا موقع ملا ہے انہیں ضیاء اور اکبر الہ آبادی میں یک گونہ مماثلت نظر آئے گی۔

طرز خطاب حسن تکلم نہ پوچھیے
بخیے ادھیڑتے ہیں ہرگام بخیہ گر
کتنا ستم ہے حفظ و شرافت کے مدعی

Scanned with CamScanner

گالی گلوچ پہ اتر آئے ہیں الحذر
وارفتگان حرص و ہوس ہیں رواں دواں
لیلائے اقتدار کی خاطر ڈگر ڈگر
بھاڑے کے ہیں عوام کرائے کے سامعین
محو خطاب ہیں میاں تھو بہ کر و فر
القصہ ممبری کے تعاقب میں ہر طرف
الفا غریب دوڑ رہا ہے برہنہ سر

ضیاءالحسن بنیادی طور پر صحافی ہیں ۔ صحافتی رنگ انکی سنجیدہ اور مزاحیہ شاعری پر بہرطور غالب ہے۔ میونسپل کمیٹی اور اسکی کارکردگی ، حفظان صحت کی صورتحال ، ممبری ، چیئرمین بلدیہ بننے کی آرزو ، اسمبلی ممبر اور پھر وزارت کے خواب ، انتخاب اور انتخابی مہم ، انتخابی مہم میں امیدوار اور ووٹر دونوں کا طرز عمل ، معاشرتی اخلاقیات ، پامال ہوتی ہوئی معاشرتی قدریں، انسانی رویے، دولت اور ثروت، عزت کے معیار، وہ مختلف موضوعات ہیں جن پر ضیاء اکثر طبع آزمائی کرتے نظر آتے ہیں۔ "مچھر نامہ" نہ صرف مچھروں کے ہاتھوں راتوں کی نیندیں حرام کر دینے کی حقیقت پسندانہ ترجمانی ہے بلکہ بلدیاتی اداروں کے ماحولیاتی صفائی سے غفلت اور لاپرواہی کے رویے پر خوبصورت طنز ہے۔

میونسپلٹی نے پال رکھے ہیں
نئے سانچے میں ڈھال رکھے ہیں
مختلف سن و سال کے مچھر
یعنی ماضی و حال کے مچھر
بلدیہ کا وقار زندہ باد
مچھروں کی بہار زندہ باد

" برکات چیئرمینی " کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں ۔

چیئرمینی ہو تیری عمر دراز
کر دیا تو نے ساہوکار مجھے
بن پیئے اب تو مست رہتا ہوں
تو نے بخشا عجب خمار مجھے
تھا ترستا کبھی گدھی کیلئے
مل گئی اب تو عمدہ کار مجھے

" الیکشن نامہ " کے زیر عنوان رقمطراز ہیں ۔

یہ ملت کے خادم یہ خدام دیں
ریا کار ، خود غرض اور نکتہ چیں
بڑے نامور ہیں ، بڑے ہوشیار
غم قوم و ملت میں سینہ فگار
نئے روز و شب ہیں نئے ماہ و سال
قیادت کی ہنڈیا میں آیا ابال

" اچکن میگوید " میں اچکن یعنی شیروانی کی حقیقت اور اصلیت پر انتہائی لطیف پیرائیہ بیان میں طنز کے تیر برساتے ہیں ۔

لیڈری کی اساس ہے اچکن
اور قومی لباس ہے اچکن
زینت میکدہ ہے اور کبھی
محو حمد و سپاس ہے اچکن
گاہے نورو کی حاشیہ بردار
اور گہ رام داس ہے اچکن

Scanned with CamScanner

نشۂ اقتدار میں یارو
کس قدر بدحواس ہے لہ چکن
ہے کبھی سومناتھ کی قاتل
کبھی متھرا نواس ہے لہ چکن
" کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی
راس دھاری کی راس ہے لہ چکن
ہے عجوبۂ روز گار حضور
یہ جو الفے کے پاس ہے لہ چکن

ضیاء الحسن ضیاء اپنی مزاحی شاعری کے ذریعے جس تصور کو آگے بڑھاتے دکھائی دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ معاشرے کی بہت سی خرابیاں ذاتی اغراض کو مد نظر رکھنے سے جنم لیتی ہیں۔ حسد، لالچ، کینہ پر جبھی قابو پایا جا سکتا ہے کہ معاشرے میں اجتماعیت کا رنگ غالب ہو اور جبھی ایک ایسا معاشرہ وجود میں آ سکتا ہے جس کے افراد اطمینان قلب سے بہرہ ور ہوں ... " ایک امیدوار منسٹری بارگاہ خداوندی میں " کے زیر عنوان لکھتے ہیں۔

میں وزارت مآب ہو جاؤں
کامراں کامیاب ہو جاؤں
طالب عز و جاہ ہوں مولا
قوم کا خیر خواہ ہوں مولا
الغرض پیکر کمال ہوں میں
یعنی سرمایۂ جمال ہوں میں
رحم فرما خدائے ارض و سماء
مانگتا ہوں خلوص دل سے دعا

تیری رحمت سے گر وزیر بنوں
نام کی تیرے دیگ پکواؤں

معاشرے کے مختلف طبقوں کی منافقت اور ریاکاری کا پردہ اس طرح چاک کرتے ہیں۔

خود تو گرداب معاصی میں پھنسے ہیں لیکن
درس دیتے ہیں مسلمان کو دینداری کا
رند متلاشی طلبگار ہے زائد بھی ہنوز
ڈھائی اضلاع کی سرداری کا

ضیاء الحسن ضیاء کا اکثر و بیشتر مزاحیہ کلام ذاتی عناد، بغض اور کینہ سے پاک ہے۔ وہ اپنے اجتماعی اور عمومی معاشرتی خرابیوں کا تذکرہ ہنسی مذاق کے انداز میں کرتے ہیں۔ البتہ زیر نظر مجموعہ میں ایک نظم ایسی ہے جس میں " فرد " ان کے تیز دھار طنز کے خنجر کی نوک پر دکھائی دیتا ہے۔

سنا ہے کہ اک شاہ درے کا گداگر
ریا کار ، بدعہد ، بدحال ، خود سر
قیادت کا داعی ، شرابی کبابی
چرسی ، کاڈکو ، زنجی بیرس کا خوگر
اگرچہ ہے نابلد فن سخن سے
مگر ناز ہے اپنے علم و ہنر پر
شریفوں کو آنکھیں دکھانے لگا ہے
شرافت کا دشمن ، شرارت کا پیکر

۱۹۷۰ء کے انتخابات کے نتیجے میں آزاد کشمیر میں آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی حکومت قائم ہوئی جس کے سربراہ مجاہد اول سردار محمد عبدالقیوم خان تھے۔ انہوں نے چھوٹتے ہی بعض آئینی و قانونی تبدیلیوں کا اعلان کیا اور اس طرح سرکاری ملازمین کے لئے کوٹ پتلون پہننا ممنوع قرار دے دیا گیا۔ اس موقع پر یادش بخیر جناب

Scanned with CamScanner

آذر عسکری نے چند قطعات رقم کیے۔ میرے حافظے میں اس موضوع پر ایک قطعہ اب بھی محفوظ ہے۔ ملاحظہ کیجئے آذر عسکری کا قطعہ۔

صاحبی کا لطف اور صاحب طرازی کے مزے
پوچھ اس صاحب سے جو صاحب سے گاما ہو گیا
روز پہنے گا ہے اسے جو کہ لباس عید تھا
سالنامہ تھا کبھی اب روزنامہ ہو گیا

زیر نظر مجموعے میں ضیاء صاحب نے شلوار قمیض کے موضوع پر خوبصورت انداز میں طبع آزمائی کی ہے۔

ڈول اس ڈھب سے ہے سرکار نے ڈالا یارو
ہو گئی عظمت شلوار دوبالا یارو
ملت بیضا کا ملبوس ہے شلوار قمیض
اور پتلون ہے شیطان کی خالہ یارو
معترف کرتہ و شلوار کا ہے نور زماں
اور پاجامے کا دلدادہ ہے کالا یارو
کل سر راہ یہ کہتے تھے جناب مفتی
سوٹ کو ہم نے دیا دیس نکالا یارو

المختصر ضیاء صاحب کا مجموعہ کلام قارئین کے پیش خدمت ہے۔ آپ کی ملاقات اس کلام کے ذریعے سے ضیاء صاحب سے ہو گئی۔ آپ انہیں یقیناً نکتہ سنج اور نکتۂ باریک بیں کے حامل پائیں گے۔ آپ اس کلام کے ذریعے سے اس نتیجہ پر پہنچنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کریں گے کہ ان کا مطالعہ وسیع اور ان کا مشاہدہ بہت گہرا تھا۔ آپ کو اس کلام سے اس بات کا بھی پتہ چلے گا کہ ضیاء صاحب کی شاعری میں زمانے کے تجربات بھی ہیں اور زندگی کی تلخیوں اور حقیقت شناسی کی ایک جھلک بھی ہے۔ آپ کو اس کلام میں زبان کی سادگی، دلکشی، اسلوب کی دل نشینی، بیان کی رعنائی، فن کی پختگی، فکر کی

رنگینی اور مضامین کا تنوع اور رنگا رنگی سبھی کچھ ملے گا۔ کچھ الفاظ و تراکیب از قسم "بدھی مان"، "لندھور" وغیرہ ان کے عہد میں متروک ہو چکے تھے۔ اس کے باوجود یہ الفاظ ان کی شاعری میں زندہ ہیں تو محض اس لئے کہ بحیثیت شاعر ان کو یہ رعایت حاصل ہے کہ وہ ماضی و حال کے ذخیرہ الفاظ سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

ضیاء الحسن ضیاء کی شاعری کا ایک اہم پہلو جس سے صرف نظر ممکن نہیں یہ ہے کہ ان کا خمیر پونچھ شہر سے اٹھا تھا لیکن میرپور شہر ان کے رگ و پے میں اس قدر سمویا ہوا محسوس ہوتا ہے کہ پونچھ سے ان کی نسبت پر حیرانگی سی ہونے لگتی ہے۔ پورے کلام کا مجموعی تاثر جس حقیقت کی نقاب کشائی کرتا ہے وہ یہ کہ ضیاء الحسن ضیاء کے کلام میں میرپوری تہذیب و تمدن نقطۂ عروج پر دکھائی دیتا ہے۔ ان کی حس ظرافت میں میرپور کی روح کی تڑپ صاف محسوس ہوتی ہے۔ ہر شعر میں میرپور کا دل دھڑکتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور ایک ایک لفظ اور ایک ایک ترکیب سے میرپور کی مٹی کی سوندھی سوندھی خوشبو آتی ہے۔ لگتا ہے ضیاء صاحب نے غیر شعوری طور پر اپنے آپ کو میرپور کے ٹیلوں، پہاڑوں، ندی نالوں، جنگلوں، تالابوں اور یہاں تک کہ میرپور کی حسیات تک کو اس طرح اپنا لیا تھا کہ اب ان کی نسبت پونچھ سے ظاہر کرتے ہوئے مجھے احساس جرم ہو رہا ہے شاید یہ اخلاقی طور پر مستحسن نہ ہو۔

پورے کلام کے علاوہ درج ذیل اشعار بالخصوص ان کی "میرپوریت" کا پتہ دیتے ہیں۔

یہ بدحالی، اور یہ کلیالوی اور راٹھوی
ملت بے کس کا ان میں ترجماں کوئی نہیں

چوہدری پھجا، نہالو اور نذیرے ہیں بہت
پر گروۂ خاص میں گلباز خاں کوئی نہیں
کر دیا حالات نے مجبور اب اتنا کہ یاں
الف دیں کوئی نہیں اور الف خاں کوئی نہیں

Scanned with CamScanner

دکھیا ہے سب قوم بے چاری
بچے ، بابے اور زناری
ساری خلقت ہے دکھیاری
گلو ، فضلو ، عبدالباری

میں نے پروف ریڈنگ میں اپنی سی سعی کی ہے لیکن اس کے باوجود مجھے احساس ہے کہ بہت سی غلطیاں باقی رہ گئیں ہوں گی۔ اس کی وجہ ایک تو یہ کہ میں قطعاً ایک اچھا پروف ریڈر نہیں ہوں، دوسرے یہ کہ میری بے حد مصروفیات، درس و تدریس سے متعلق بھی اور تحریر و تقریر سے متعلق، نے مجھے اتنی زیادہ فرصت نہیں دی کہ میں یہ کام تسلی بخش طور پر انجام دے پاتا۔

اس ایڈیشن میں ایک تو " اغلاط نامہ " شامل کتاب کرنے کی کوشش کی جائے گی اور دوسرے قارئین کرام کی نشاندہی پر دوسرے ایڈیشن کو ان اغلاط سے انشاء اللہ پاک کر دیا جائے گا۔

امید کرتا ہوں کہ آپ ضیاء الحسن ضیاء کے کلام سے محظوظ ہوں گے۔

پروفیسر محمد نذیر تبسم

۵۲۲ / سی۔ ۴
میرپور آزاد کشمیر

ضیاء الحسن ضیاء میر آزاد بصیر کی نظر میں

کشمیر کی جنت نظیر وادیاں جو غلامی کی زنجیر میں جکڑے جانے کے بعد اپنی سرزمین سے جنم لینے والے سپوتوں کو دربدر کرتی رہیں۔ کسی نے پونچھ سے ہجرت کی تو میرپور آن بسا۔ کسی نے میرپور سے ہجرت کی تو جموں جا بسا اور مادر وطن کے یہ سپوت اس شعر کی زندہ تفسیر بن گئے۔

پاؤں فگار جس سے ہوئے وہ سفر نہ تھا
جس گھر میں میری عمر کٹی میرا گھر نہ تھا

اسی طرح کے ہجرت کرنے والے خاندانوں میں پونچھ سے اہل ادب ایک خاندان نے ہجرت کی جو چراغ حسن حسرت کا خاندان تھا۔ پہلے قیام کے طور پر اس خاندان نے کشمیر اور بھارتی سرحد پر واقع قصبہ کھوئیرٹہ کو چنا اور پھر مستقل قیام کیلئے میرپور شہر کو مسکن بنایا جہاں یہ خاندان جسمانی طور پر ہجرت کر کے آیا۔ اس خاندان کا ادبی و ثقافتی سرمایہ بطور سینہ گزٹ و کتب بھی ساتھ ساتھ ہجرت کرتا رہا اور پھر اس خاندان نے تلاش معاش کے ساتھ ساتھ اپنا ادبی جہاد بھی جاری رکھا اور جو آزاد کشمیر کے خطہ پر حکمران طبقے کے متعلق واضح انداز میں مصلحتاً تحریر نہ کر سکے اسے شاعری کے اسلوب میں ڈھال کر اہل ادب تک منتقل کر دیا۔

اسی خاندان میں جہاں دیگر اہل علم حضرات موجود تھے وہیں ضیاء الحسن ضیاء اپنا ادبی و صحافتی سفر تلاش معاش کے ساتھ ساتھ جاری رکھے رہے۔ آپ نے شخصیات اور اہم ملکی ایام پر شاعری بھی کی۔ ہفت روزہ " صادق " کا اجراء بھی کیا۔ جاندار کالم تحریر کیے اور اس دور میں جب ادب اور سخن نواز افراد کا قحط تھا یہ حضرات اس دور میں بھی

صحافتی و ادبی چراغ روشن کیے رہے ۔ گو ضیاء الحسن ضیاء جیسی شخصیات کا کلام ان کی حیات میں نہ چھپ سکا لیکن ان کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی اگر ان کا کلام منظرعام پر آرہا ہے تو کم خوشی کا مقام نہیں بلکہ خصوصاً ہمیں یہ خوشی ہے کہ ان کی اہلیہ محترمہ جو ان کے شریک سفر رہیں کم از کم ان کی حیات میں ان کے سرتاج کا کلام منظرعام پر آرہا ہے ۔ جو خوشی ضیاء الحسن ضیاء کے پسران ظفرالحسن تنویر اور اسد ضیاء کو ہو گی وہاں ان کی والدہ محترمہ بھی بے حد خوش ہوں گی ۔ ہماری رائے ہے کہ جہاں ضیاء الحسن ضیاء کا شعری مجموعہ اشاعت پذیر ہو رہا ہے وہاں ان کے اداریے صحافتی کالم بھی مجموعہ کی صورت میں شائع ہونا چاہئیں اور ہمیں خوشی ہے کہ جہاں اس خاندان نے ہجرت کی ۔ سختیاں برداشت کیں ۔ ذات حق نے اس خاندان پر اب اپنا خصوصی کرم بھی فرمایا ہے اور جناب ظفرالحسن تنویر اب اس پوزیشن میں ہیں کہ اپنے والد کے کالم و اداریے بطور مجموعہ کے اشاعت پذیر کروا سکتے ہیں اور اس کے علاوہ اپنے خاندان کے اہل علم حضرات چراغ حسن حسرت مرحوم ، حضرت نبی بخش نظامی مرحوم ۔ خالد نظامی مرحوم ۔ جاوید نظامی مرحوم کی ادبی کاوشوں کو بھی دوبارہ شائع کروا کے اپنے خاندان کا ادبی ورثہ محفوظ کر سکتے ہیں ۔

جناب ضیاء الحسن ضیاء مرحوم سے راقم کو قربت کے لمحات میسر آتے رہے اور ایک شفیق بزرگ کی حیثیت سے مرحوم کی شفقت ہمیشہ راقم پر رہی ۔ جہاں اس شفیق ہستی سے دائمی دوری راقم کیلئے ایک المیہ ہے وہاں اچانک مرحوم کا مجموعہ کلام منظر عام پر آنے سے یوں محسوس ہونے لگا ہے کہ مرحوم اپنی پرشفقت شخصیت کے ساتھ پھر ہمارے سامنے مجسم ہو گئے ہیں اور اب ہمیں یقین ہو چلا ہے کہ اس ادبی خاندان کی کاوشیں جلد ہی نئی نسل کیلئے ایک سرمایہ کی صورت میں منظرعام پر آئیں گی اور جہاں اہل کشمیر اپنی صنعت و حرفت کے سبب و اپنی حسین وادیوں کے سبب دنیا میں جنت ارضی ہے وہاں اہل ادب و سخن فہم بھی محسوس کریں گے کہ وادی کشمیر ہر میدان میں سرسبز و شاداب ہے ۔ جہاں کشمیر کے سپوت شجاعت و بہادری کی داستانیں رقم کرتے رہے ۔ جہاں اس کی بیٹیاں اپنی عصمت و عفت کی نگہبانی کیلئے عملی و عسکری

میدان میں آتی رہی ہیں ۔ اسی وادی کے سپوت اپنے پیشواؤں کی تقلید و پیروی میں عملی و ادبی میدان میں بھی ہمیشہ زندہ و پائندہ رہے ہیں ۔ ہماری دعا ہے کہ جہاں ضیاء الحسن ضیاء جیسی شخصیات جو بھولی بسری یادیں بن گئیں تھیں پھر سے زندہ جاوید ہو رہیں ہیں ۔ اسی طرح کچھ اور ہستیاں جو بھولی بسری یادیں بھی بن چکی ہیں وہ بھی اپنی کاوشوں کے سبب زندہ ہو جائیں ۔ آمین ۔ ثم آمین ۔

خیراندیش
میر آزاد بصیر
ایڈیٹر پندرہ روزہ
کشمیر بینظیر (میرپور آزاد کشمیر)

Scanned with CamScanner

۱۔ منقبت

ہدیہ بحضور سرور کونینؐ
بحضور شاہ کربلا

Scanned with CamScanner

بارگاہ رسالتؐ میں

رہ حیات ہے کتنی کٹھن ، کسے کہیئے
قدم قدم پہ ہیں رنج و محن ، کسے کہیئے
خزاں کا آج تسلط ہے صحن گلشن پر
سلگ رہا ہے ہر اہل چمن ، کسے کہیئے
بھٹک رہے ہیں مسافر تلاش منزل میں
اٹھائے دوش پہ بار محن ، کسے کہیئے
وہی ہے دور گذشتہ کی تیرہ سامانی
وہی ہے قصۂ دار و رسن ، کسے کہیئے
حضور کشت تمنا بھی جل کے راکھ ہوئی
جھلس کے رہ گئے سب باغ و بن ، کسے کہیئے
ہماری بزم طرب میں ہے موت کی تلخی
سسک رہے ہیں کئی گلبدن ، کسے کہیئے
ہمیں سے انجمن گل کی آب و تاب حضور
ہمیں سے زندہ ہے رسم کہن ، کسے کہیئے

Scanned with CamScanner

تڑپ تڑپ کے رہ آرزو میں مر بھی گئے
حضور کتنے غریب الوطن ۔ کسے کہیئے
حیات و مرگ کے اسرار فاش کر دیتے
حضور اب کہاں تاب سخن ۔ کسے کہیئے

****

نہ ہم میں ضبط و تحمل نہ عزم مردانہ
حضور عظمت رفتہ بنی ہے افسانہ

ستم ، کہ لوٹا گیا کاروان امن و سکوں
فغاں ، کہ ٹوٹ گیا عافیت کا پیمانہ

حضور کس کو سنائیں کہ ہم پہ کیا گذری
حضور کس سے کہیں درد دل کا افسانہ

ہنوز فطرت مشرق رہین مغرب ہے
وہی شراب کہن ہے وہی ہے پیمانہ

متاع عشق و محبت سے ہے خطیب تہی
فقیہہ شہر ہے ذوق خودی سے بیگانہ

نہیں ہے پیر حرم ہی خلوص سے محروم
قلندروں کے بھی انداز ہیں حریصانہ

Scanned with CamScanner

نہ شوق سطوت کبریٰ ۔ نہ ذوق عجز و نیاز
سرور و کیف سے خالی ہے اپنا پیمانہ

یزیدیت ہے بدستور آج بھی موجود
اگر نہیں ہے تو ابن علیؑ سا فرزانہ

****

سیدہؓ کا لال

علیؑ کے لخت جگر فاطمہؓ کے نور نظر
حسینؑ تاج رسالتؐ کے تابدار گہر
امیر قافلۂ عزم و آ گہی و خودی
امام مشرق و مغرب ، وقار بحر و بر
رضا و صبر کے مولا ، ثبات کے آقا
ترا مقام خیالات سے ہے بالاتر
حصار شب کی سیاہی کو پھاند کر تو نے
رواق گیتی پہ لکھی ہے ، داستان سحر

نقیب عزم ، جوانان خلد کے سردار
جلال حیدر کرارؓ کے امانت دار
اصول حق کے نگہباں ، خلوص کے پیکر
جیوش حق و مساوات کے علمبردار
ترے عمل سے ہے پائندہ عظمت آدم
ترے خلوص سے قائم ہے جرات احرار
جبین ہستی پہ ہے ثبت داستان تری
چراغ بزم نبوت ۔ امام صبر و قرار

حسینؓ ۔ ضبط و تحمل کے تاجدار جلیل
حسینؓ سبط پیمبرؐ ۔ حسینؓ پور خلیلؑ
تمہارے فیض سے روشن ہے بزم کون و مکاں
تمہارے دم سے منور ہے عزم کی قندیل
جفا و جور کو ہنس ہنس کے جھیلنے والے
نہیں ہے محفل امکاں میں کوئی تیرا مثیل

"غریب و سادہ و رنگیں ہے داستان حرم
نہایت اسکی حسین ابتداء ہے اسماعیل"

(اقبالؒ)

★★★★★★★

خون شہؑ کربلا کی یاد

رلوا رہی ہے خون شہؑ کربلا کی یاد
سبط رسولؐ ، صاحب صبر و رضا کی یاد

خیام اہل بیت کے لٹنے کی داستاں
پور بتولؑ پر ستم ناروا کی یاد

تشنہ لبی میں ضبط و تحمل کی انتہا
آلام و ابتلا میں مسلسل خدا کی یاد

بیٹے کی لاش بھائی کی میت ہجوم غم
کتنی جگر گداز ہے دشت بلا کی یاد

جاری رہیں گے عونؑ و محمدؑ کے تذکرے
قائم رہے گی حشر تک اہل وفا کی یاد

Scanned with CamScanner

ہے باعث ثواب شہیدوں کی منقبت
سرمایۂ نجات ہے یوں کربلا کی یاد

زندہ رہے گی صبح ازل سے ابد تلک
ابن علیؑ کے عزم و خلوص و وفا کی یاد

فرط الم سے خون بہاتی ہے چشم تر
آتی ہے معرکۂ کربلا کی یاد

نیزے کی نوک پر سر شبیر ، الحذر !
بازار شام و بنت پیمبر برہنہ سر !

****

السلام اے تاجدار دو سرا
والسلام اے کشتۂ جور و جفا

راکب دوش شہنشاہ امم
مرد حق اے صاحب جود و کرم
عالم انسانیت کے تاجدار
اے جگر گوشہ معمار حرم
خون سے تیرے درخشاں ہے ابھی
مشعل اسلام سلطاں حرم

تو بنائے لا الہ ہے بالیقیں
کوئی دنیا میں تیرا ثانی نہیں

****

Scanned with CamScanner

سرکار دو عالمؐ کے حضور

تمنائے دلی ہے عظمت کون و مکاں پاؤں
حضور خواجہ یثرب کا فیض بیکراں پاؤں
کروں فرط ادب سے گنبد خضراء کا نظارہ
بہ فیض خالق اکبر متاع عز و شاں پاؤں
دیار ساقی کوثر کی خاک پاک کو چوموں
حیات سرمدی کے ساتھ لطف جاوداں پاؤں
منقش ہو نگاہوں میں سراپائے شہؐ والا
جدھر دیکھوں انہیں دیکھوں، جہاں جاؤں وہاں پاؤں
جبین شوق سے لوں کام میں جاروب کاری کا
اور اپنی خاکساری کو حریف آسماں پاؤں
جگہ مل جائے مدفن کیلئے کوئے محمدؐ میں
مقام آخری پاؤں تو زیر آستاں پاؤں
میسر ہو شرف مولائے کل کی مدح خوانی کا
میں اپنی بے زبانی کو سدا رطب اللساں پاؤں
پہنچ جاؤں ضیاؔ گر سرور عالمؐ کے روضے پر
نجات دو جہاں سرمایۂ امن و اماں پاؤں

****

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عرب میں ہر طرف جب خود سری کا جوش پھیلا تھا
عرب میں ہر طرف جب جہل و بدعت کا اندھیرا تھا
عرب والوں کی جرات کا عرب ہی جب نشانہ تھا
عرب کی کجروی نے جب عرب کو آ کے گھیرا تھا

نہ شوق حق پرستی تھا نہ ذوق دینداری تھا
جواری تھا کوئی تو کوئی مست میگساری تھا

کہیں تھی بت پرستی اور کہیں دور توہم تھا
کہیں بدبختیاں تھیں اور کہیں عشق و تنعم تھا
کہیں علم و عمل میں اور جہالت میں تصادم تھا
کہیں ناعاقبت بینی کے طوفاں میں تلاطم تھا

کہیں معبود سورج تھا کہیں مسجود پتھر تھے
کہیں محبوب دریا تھے کہیں اشجار رہبر تھے

Scanned with CamScanner

وہ محبوب خدا وہ رہنما وہ سرور عالمؐ
وہ مطلوب جہاں وہ پیشوا وہ دودہ آدم
وہ ہادی سبل وہ برگزیدہ قائد اعظم
وہ فخر انبیاء وہ راہبر وہ اقدس و اکرم

اٹھاتا دیب عالم کے لئے یہ شور و غل سن کر
سو آیا سورہ انا فتحنا ہاتھ میں لے کر

کمند نعرۂ تکبیر عالمگیر ہاتھوں میں
کلام پاک الا اللہ کی شمشیر ہاتھوں میں
ادھر انی رسول اللہ کی زنجیر ہاتھوں میں
ادھر تھے طٰہٰ و یٰسین کے دو تیر ہاتھوں میں

علم لولاک کا رکھے ہوئے تھا دوش مطہر پر
اذا جاء کی اک ہلکی زرہ اس جسم اطہر پر

چلا اس شان سے توحید کا ڈنکا بجانے کو
چلا یوں سر کشان بے حیا کا سر جھکانے کو
چلا اس کفر کے حکم و تسلط کو مٹانے کو
چلا اس فتنۂ عالم کے شعلوں کو بجھانے کو

اٹھا فرش زمیں سے رشک چرخ عنبریں ہو کر
وہ آیا تھا جہاں میں رحمۃ اللعالمیں ہو کر

****

Scanned with CamScanner

بارگاہ رسالتؐ میں

ہدیۂ سلام

السلام اے صدر بزم کائنات
والسلام اے خواجۂ عالی صفات
السلام اے سید والا حشم
والسلام اے سرور عرب و عجم
السلام اے مالک دنیا و دیں
والسلام اے رحمتہ اللعالمیں
السلام اے قاسم حور و قصور
والسلام اے شافع روز نشور
السلام اے تاجدار ارتقا
والسلام اے رہبر راہ ھدیٰ
السلام اے چارہ ساز بیکساں
والسلام اے عظمت کون و مکاں
السلام اے شہریار بحر و بر
والسلام اے معدن لعل و گہر

جز تیرے کس سے کہیں روداد غم
سرور عالم امام ذی حشم
ہیں گرفتار الم اہل وطن
لٹ گئی امن و سکوں کی انجمن
ہو گیا ویراں امیدوں کا دیار
چھن گیا سرمایۂ صبر و قرار
یہ ستم کم ہے شہنشاہؐ زمن
زاغ کے مصرف میں بلبل کا چمن
تنگ ہیں ہستی سے مولا رحم کر
کاشمر والوں کے حال زار پر

****

Scanned with CamScanner

کسے کہیں

زخمی ہے روح و قلب مسلماں کسے کہیں
کیسے کہیں یہ حال پریشاں کسے کہیں
برپا ہے حشر وادی گلپوش میں حضورؐ
شعلہ فشاں ہے کوہ و بیاباں کسے کہیں
لٹتا ہے ہر قدم پہ بہاروں کا کارواں
مٹتا ہے اعتبار گلستاں کسے کہیں

آقا سلگ رہی ہے بہاروں کی سرزمین
فی النار ہے فضائے گلستاں کسے کہیں

ہم ہیں اسیر پنجۂ بیداد کیا کریں
ہم ہیں رہین گردش دوراں کسے کہیں
مسدود ہیں مسرت و راحت کے راستے
محدود ہے حیات کا ساماں کسے کہیں

اے تاجدار یثرب و بطحا ترے سوا
ہم واردات قلب پریشاں کسے کہیں

سید الشہداء

کے حضور نذرانۂ عقیدت

وارث میراث پیغمبر حسین
جانشین حیدر و صفدر حسین
نور چشم سید عرب و عجم
پیشوائے اسود و احمر حسین
قافلہ سالار عزم و آگہی
منزل توحید کے رہبر حسین
شہریار صبر ، سلطان قرار
عزم و استقلال کے پیکر حسین
راکب دوش شہنشاہ امم
مالک تسنیم اورکوثر حسین
رہ نورد جادۂ صدق و صفا
زینت محراب اور منبر حسین

"اے امام عاشقاں پور خلیل"
مادر گیتی کے فرزند جلیل

Scanned with CamScanner

تیری قربانی ۔ تیرا عزم بلند
عظمت انسان کی روشن دلیل
سبط پیغمبر، امام بحر و بر
خالق فطرت کے شہکار جمیل
خوگر حمد و ثناء ابن علیؓ
تھا تیرا ذوق عبادت بے مثیل
ہے تعجب تشنگی تیرے لئے
قاسم کوثر ، امام سلسبیل

تو نے ظلمت میں اجالا کر دیا
دین حق کا بول بالا کر دیا

****

خواجۂ یثرب کے حضور فریاد

دھندلا گیا ہے دیدۂ انجم کسے کہیں
ہر سو بپا ہے ایک تلاطم کسے کہیں

ہر رہگذر پہ موت مسلط ہے الحذر
ہر گام پر ہے زیست کا ماتم کسے کہیں

ویرانی چمن میں ہے اہل چمن کا ہاتھ
شیرازۂ بہار ہے برہم کسے کہیں

لوٹا گیا حرم کا تقدس ہزار حیف
چھینی گئی ہے عظمت آدم کسے کہیں

یہ واردات قلب و جگر داستان غم
تیرے بغیر سید عالم کسے کہیں

****

Scanned with CamScanner

مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی سے متاثر ہو کر

نرغۂ کفار میں محصور ہے اللہ کا گھر
الاماں ہے شعلۂ افشاں افتخار بحر و بر
سینۂ گیتی کی رونق ، عارض گیتی کا رنگ
سجدہ گاہ اہل ایماں ، محور اہل نظر
جاں نثاران شہنشاہ امم ہیں اشکبار
لٹ رہی ہے قبلۂ اول کی حرمت الحذر
منبع باران رحمت مخزن جود و کرم
قبضۂ اغیار سے مغموم ہے شام و سحر
مسجد اقصیٰ کی رعنائیؔ ہے مغموم و ملول
اپنی ویرانی پہ ہے بیت المقدس نوحہ گر
درہم و برہم ، سراسر محفل امن و سکوں
مٹتا جاتا ہے جہاں سے امتیاز خیر و شر

آبروئے مسجد اقصیٰ بنی مشق ستم
ہے کہاں روز مکافات اے خدائے بحر و بر
"آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے"

نزول رحمت

نذر عقیدت

حسن ازل ہے چھایا ہوا شش جہات پر
اک نور کھیلتا ہے رخ کائنات پر
رقصاں ہے چاندنی تو ستارے ہیں نور بار
جذبات مرتعش ہیں رباب حیات پر
جس نے کیا ہے عارض ہستی کو تابناک
انسانیت کو ناز ہے جس کی صفات پر
جس کے وجود سے ہوئی تکمیل روزگار
لرزہ سا طاری ہو گیا لات و منات پر
پیشانی حیات کو بخشا ہے جس نے نور
برسا ہے جس کا ابر کرم کائنات پر
مولائے کل حبیبؐ خدا فخر انبیاء
یکساں ہے جس کا فیض رواں ڈال پات پر
پیدا ہوا تو کفر کے بادل بھی چھٹ گئے
سب عظمتیں نثار ہوئیں جس کی ذات پر

Scanned with CamScanner

اے تاجدار عرب و عجم سید البشر
"بعد از خدا بزرگ توی قصہ مختصر"

ذروں کو تو نے طاقت شمشیر بخش دی
تو نے کیا ہے خاک نشینوں کو شہریار
تیرے کرم سے بزم جہاں کو ملا فروغ
تو نے کیا ہے قدرت کامل کو آشکار
دشمن نے آج کر دیئے ویران سر بسر
وہ لہلہاتے کھیت وہ سرسبز مرغزار
ظالم نے سارے ملک کو پامال کر دیا
آباد بستیوں کو بنایا ہے مرگ زار

ہم بھی ہیں منتظر نگہ التفات کے
ڈر ہے نہ چھوٹ جائے کہیں دامن قرار

پھر کیجیئے گا جہل کی تاریکیوں کو دور
بھٹکے ہوئے دلوں کو مسلماں بنائیے
اس ملک نو کو وسعت کونین بخشیئے
ویران وادیوں کو گلستاں بنائیے
مومن کی ساری کلفتیں کافور کیجیئے
اس مرد ناتواں کو سلیماں بنائیے

فرمائیے گا لطف و کرم حال زار پر
امداد کا ہے وقت شہنشاہ بحر و بر

****

Scanned with CamScanner

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زینت محفل امکان رسول عربیؐ
وجہ تخلیق دل و جان رسول عربیؐ
منبع جود و سخا مخزن الطاف و کرم
صاحب عظمت و ایمان رسول عربیؐ

قاسم کوثر و تسنیم ، شہنشاہ امم
معدن رحمت یزدان رسول عربیؐ
سینۂ دہر کی رونق رخ ہستی کا نکھار
عارض زیست کا عنوان رسول عربیؐ

داعی لطف و عنایات کفیل رحمت
پیکر شفقت و احسان رسول عربیؐ
بےنواؤں کی نوا ، خستہ دلوں کی امید
یعنی ہر درد کا درمان رسول عربیؐ

شاید حسن ازل واقف اسرار و رموز
حق و انصاف کی برہان رسول عربیؐ
اپنے دامن میں پناہ دیجئے سرکار اسے
ہے ضیاء سوختہ سامان رسول عربیؐ

****

Scanned with CamScanner

۲۔ اے مری جنت کشمیر

ہدیہ بنام شہداء

۲۴ اکتوبر

آج کے روز غلامی کے فسوں ٹوٹے تھے
آج کے روز اسیران قفس چھوٹے تھے
آج کے روز ہوئے کفر کے سائے تحلیل
جگمگانے لگی ایمان و عمل کی قندیل
کشت امید ثمر بار ہوئی آج کے دن
زندگی مطلع انوار ہوئی آج کے دن
آج کے دن رخ ہستی پہ نکھار آیا تھا
دل بیتاب کو یک گونہ قرار آیا تھا
آج بے تاب بہاروں نے سکوں پایا تھا
مضطرب چاند ستاروں نے سکوں پایا تھا
آج کے دن ہوا کفار پہ لرزہ طاری
کفر کے ہر در و دیوار پہ لرزہ طاری
آج کشمیر کے محکوم مسلمانوں نے
بے لبوں ، بے کسوں اور سوختہ سامانوں نے

پے بہ پے ظلم سے تنگ آ کے کمر باندھی تھی
حفظ ملت کے لئے تیغ و سپر باندھی تھی

میرے جانباز ... جری جانثارو

میرے جانباز جری جاں نثارو
وطن کی عظمتوں کے پاسدارو
بڑھو آگے خدا کا نام لے کر
عدو کی موت کا پیغام لے کر
جلو میں پرچم اسلام لے کر
شہ کونین کے طاعت گذارو
میرے جانباز جری جاں نثارو
وطن کی عظمتوں کے پاسدارو
غرور کثرت و طاقت مٹاؤ
سر مغرور کو نیچا دکھاؤ
خدا کے نام کا ڈنکا بجاؤ
مجاہد غازیو شب زندہ دارو
میرے جانباز جری جاں نثارو
وطن کی عظمتوں کے پاسدارو
شجاعت کے علم بردار ہو تم !
جلالت کے سپہ سالار ہو تم
غلام حیدر کرار ہو تم !
بڑھو عزم و عمل کے تاجدارو

میرے جانباز جری جاں نثارو
وطن کی عظمتوں کے پاسدارو
جلا کر راکھ کر دو خود سروں کو
جفا کاروں کو اور کینہ وروں کو !
مٹا دو دہر سے فتنہ گروں کو
جلال غزنوی کے شاہکارو
میرے جانباز جری جاں نثارو
وطن کی عظمتوں کے پاسدارو
بڑھو داماں ظلمت چاک کر دو
غرور اہرمن کو خاک کر دو
ستم رانوں کا قصہ پاک کر دو
دیار پاک کے رخشندہ تارو
میرے جانباز جری جاں نثارو
وطن کی عظمتوں کے پاسدارو

★★★★★★

Scanned with CamScanner

مہاجرین کشمیر

ستم نصیب غریب الدیار ہیں ہم لوگ
اسیر گردش لیل و نہار ہیں ہم لوگ
وہ ابتداء کہ ہر اک بات بھی گوارا تھی
یہ انتہا کہ بڑے ناگوار ہیں ہم لوگ
سکون و صبر تو کب سے گنوائے بیٹھے ہیں
قرار کیسا بہت بے قرار ہیں ہم لوگ
ستم ظریفی ماحول ہے یا وقت کی بات
رہین کشمکش روزگار ہیں ہم لوگ
ہمارے دم سے ہے پائندہ سنت مرسلؐ
ثبات و عزم کے آئینہ دار ہیں ہم لوگ
گراں ہے آج اگر ہم پہ زندگی تو کیا
نئے جہان کے پروردگار ہیں ہم لوگ
نہ جانے باغ تمنا میں کب بہار آئے
ابھی تو دور خزاں کا شکار ہیں ہم لوگ

******

کشمیر سے آنے والے بتا محبوب وطن پہ کیا گزری

کشمیر سے آنے والے بتا محبوب وطن پہ کیا گزری
مرغانِ چمن پہ کیا بیتی اور سرو و سمن پہ کیا گزری
کیا بیتی ہے رحمانے پر اور سلطانے پہ کیا گزری
صمدے کی کوئی روداد سنا اور رمضانے پہ کیا گزری
کیا اب بھی باد کے ارگن پر نغمات الاپے جاتے ہیں
کیا اب بھی صبا اٹھلاتی ہے، کیا اب بھی کنول مسکاتے ہیں
کیا اب بھی سرور و نکہت کی پرکیف ہوائیں آتی ہیں
پن گھٹ پر جھرمٹ ہوتا ہے اور سکھیاں مل کر گاتی ہیں

اے اچھے شاعر کیسے کہوں دم گھٹتا جی گھبراتا ہے
اک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے اور منہ کو کلیجہ آتا ہے
میں کیسے کہوں روداد وطن رخصت ہوئی تاب گویائی
کلیوں کے گریباں چاک ہوئے جاتی رہی گل کی بینائی
افلاس نے ڈیرے ڈالے ہیں غربت کی سیاہی پھیلی ہے
خونخوار درندوں کے ہاتھوں ہر سمت تباہی پھیلی ہے
پھولوں کی مہک برباد ہوئی کلیوں کا سکوں تاراج ہوا
شاخوں کو لچکنا بھول گیا، غنچوں کا فسوں تاراج ہوا

Scanned with CamScanner

پامال ہوئے سیمیں پیکر حرمت کے ستارے ڈوب گئے
عصمت کے سفینے ڈول اٹھے عزت کے شکارے ڈوب گئے
صمدے کی لری رمضان کا گھر دشمن نے جلا کر خاک کیا
کھینچی گئی کھال ستارے کی غفار کا سینہ چاک کیا
کاٹی گئی عبلے کی گردن ریشے کا دلارا چھین لیا
بوڑھی نوشابہ دائی سے پیری کا سہارا چھین لیا

لیکن مایوس نہیں ہوں میں اوقات الم کٹ جائیں گے
خورشید مسرت ابھرے گا غم کے بادل چھٹ جائیں گے

کشمیر کے چپے چپے پر پھر پرچم حق لہرائے گا
طائر نغمات الاپیں گے اور پھر سے کنول مسکائے گا

******

نذر عقیدت

اے شہیدان وادی کشمیر
بے شبہ تم ہو جان آزادی
تم نے چھیڑا خزاں میں ذکر بہار
تم ہو روح روان آزادی
اے شہیدان وادی کشمیر

تم نے آزادی وطن کے لئے
حاصل عمر تک نثار کیا
آگ اور خوں سے کھیلنا تو کیا
موت کو مسکرا کے پیار کیا
اے شہیدان وادی کشمیر

تم پہ نازاں ہے روح آزادی
تم سے زندہ ہے داستان کہن
ہے بجا تم ہو مظہر اخلاص
تم سے قائم ہے آبروئے وطن
اے شہیدان وادی کشمیر

Scanned with CamScanner

تم نے چھیڑا رباب استقلال
تم نے گائے جہاد کے نغمے
وسعت کاشمر میں گونجیں گے
حشر تک زندہ باد کے نغمے
اے شہیدان وادی کشمیر

جذبۂ صبر و استقامت سے
رہرو جادۂ وفا ہونا
یہ سعادت تمہیں ہوئی حاصل
عزت دین پر فدا ہونا
اے شہیدان وادی کشمیر

تم نے طوفاں کے تندریلے میں
دامن عزم کو نہیں چھوڑا
اپنے سینے میں گولیاں کھائیں
موت سے منہ مگر نہیں موڑا
اے شہیدان وادی کشمیر

نور برسائیں گے مہ و انجم
پھول برسائے گی نسیم بہار
سرفروشو ! تمہاری عظمت پر
ناز کرتے رہیں گے لیل و نہار
اے شہیدان وادی کشمیر

آپ کی بارگاہ میں شاعر
کچھ عقیدت کے پھول لایا ہے
زہے قسمت قبول ہو جائیں
آج ہر قبول لایا ہے
اے شہیدان وادی کشمیر

★★★★★★

Scanned with CamScanner

اے وادیٔ کشمیر کے فرزند سنبھل جا ....

صد سالہ غلامی میں گرفتار تھے ہم لوگ
اس ارض مقدس کے لئے عار تھے ہم لوگ
احساس بھی محبوس تھا اور ذہن بھی محصور
سچ جانیے اک خاک کا انبار تھے ہم لوگ
جذبات بھی پابند خیالات بھی پابند
جیتے تھے مگر جینے سے بیزار تھے ہم لوگ
ہر کام میں تھی پیش نظر غیروں کی تقلید
ہر بات میں منت کش اغیار تھے ہم لوگ
جینے کا قرینہ ، نہ تھا مرنے کا سلیقہ
اور اپنے شب و روز سے بیزار تھے ہم لوگ
جائز تھی کھلے بندوں مسلمانوں کی تذلیل
ہاں اپنی ضلالت پہ نگوں سار تھے ہم لوگ
جب چاہا ستایا ہمیں ارباب ستم نے
ہر رنج و مصیبت کے سزاوار تھے ہم لوگ

درماندۂ منزل تھے بہت خستہ قدم تھے
معذور تھے ، مقہور تھے لاچار تھے ہم لوگ

اک رہبر منزل نے ہمیں رستہ بتایا
صد سالہ غلاموں کو شہنشاہ بنایا
سکھلائے ہمیں پھر سے جہانداری کے آئین
بھولا ہوا برسوں کا سبق یاد دلایا

اخلاص سے اک پاک وطن کر دیا تعمیر
مومن کے لئے ایک نیا ملک بسایا

اے وادیٔ کشمیر کے فرزند سنبھل جا
ایثار کا ہے وقت کہیں بھول نہ جانا
اٹھ مل کے کریں ملک خداداد کو مضبوط
فطرت کا تقاضا ہے یہی مرد توانا

مت بھول شہیدوں کے مقاصد کی ہے تکمیل
کشمیر کو اغیار کے قبضے سے چھڑانا

Scanned with CamScanner

مادر کشمیر کا پیغام

اپنے مجاہد فرزندوں کے نام

میرے بچو میرے ناموس کی خاطر تم نے
آگ سے کھیلنا طوفان سے لڑنا سیکھا
مجھے اس بات کا احساس ہے میرے بچو
تم نے باطل کی صفیں توڑ کے بڑھنا سیکھا

میری عزت کے لئے تم نے جفائیں جھیلیں
میری آزادی پہ گھر بار لٹایا تم نے
اقربا اور عزیزوں کو نچھاور کر کے
میری عفت میرا ناموس بچایا تم نے

مجھ کو احساس ہے باطل کے مقابل ڈٹ کر
تم نے تلوار اٹھائی میری عزت کے لئے
تم نے بپھرے ہوئے سیلاب کا منہ موڑ دیا
میری عصمت کے لئے میری حفاظت کے لئے

مجھ کو احساس ہے اے میرے مجاہد بچو
تم نے تدبیر عدو کو کیا یک سر بیکار
تم نے ٹوکا سر میدان جفاکاروں کو
قابل داد ہے اے بچو تمہارا ایثار

میرے بچو ابھی تکمیل مقاصد کے لئے
ڈوب کر بحر حوادث میں ابھرنا ہے تمہیں
مرمریں بانہیں زر و مال غرور و طاقت
یعنی ان سارے سرابوں سے گزرنا ہے تمہیں

یاد رکھو ابھی تکمیل وطن باقی ہے
مجھ کو اغیار کے قبضے سے چھڑانا ہے ابھی
میرے ہر قصبے کو پرنور بنانے کے لئے
میرے ہر قریہ سے ظلمت کو مٹانا ہے ابھی

★★★★★★

Scanned with CamScanner

غازہ لوح و قلم سرخی خون شہداء

خطۂ پاک کی تخلیق سے ہو کر مسرور
ارض جموں کے مسلمان تھے مصروف سپاس
حمد اور نعت کے جذبات سے معمور تھے دل
کوئی الجھن تھی نہ باقی نہ کوئی خوف و ہراس

آہ ! لیکن یہ مسرت کے حسیں تر لمحات
جبر اغیار سے یکسر ہوئے مجروح و ملول
وائے ناکامی کہ ابلیس فرزندوں نے
پائے نخوت سے مسل ڈالے تمناؤں کے پھول

حق و انصاف کے اعلان سے ہو کر برہم
چل پڑے ملت بیضا پہ عاکر غنیم
قتل و غارت پہ اتر آئے درندے وحشی
موت تھا ان کے لئے ارض مقدس کا قیام

بزم انجم پہ غضبناک اندھیرے جھپٹے
محفل نور پہ ظلمات نے چھاپہ مارا
چاندنی رات پہ چڑھ دوڑے اجالوں کے رقیب
روز روشن پہ سیہ رات نے چھاپہ مارا

دیکھتے دیکھتے پامال ہوا امن و سکوں
بجلیاں کوندیں ، ستم ٹوٹا ، جفائیں برسیں
کارواں راہ تمنا کو سر رہ لوٹا
اہل ایماں پہ مصائب کی گھٹائیں برسیں

اس قیامت میں بھی جموں کے مسلمانوں نے
پرچم حق و مساوات کو جھکنے نہ دیا
موت سے بڑھ کے بغل گیر ہوئے اہل حرم
اور طاغوت کی طاعت کو گوارا نہ کیا

اللہ اللہ یہ سعادت ، یہ مقدر ، یہ نصیب
خاک ناچیز نے اکسیر کا رتبہ پایا
زینت صفحۂ تاریخ شہیدوں کا لہو
غازۂ لوح و قلم سرخی خون شہداء

Scanned with CamScanner

آج بھی مائل پیکار ہے نمرود کا پور
امن و اخلاص کی قدروں کو مٹانے کے لئے
آج بھی غاصب و مکار ہیں سرگرم عمل
مشعل عدل و مساوات بجھانے کے لئے

غازیو ! وقت کا بھرپور تقاضا ہے کہ ہم
جاھدو للله کے ارشاد کی تفسیر کریں
دشمنیٔ شیوۂ ارباب ستم جب ، ٹھہری
آؤ ہم پیروی سنت شبیرؑ کریں

******

یوم شہدائے جموں

یاد آتا ہے تو ہو جاتی ہیں آنکھیں پرنم
ارض جموں کے مسلمانوں کا افسانہ غم
حشر تک صفحۂ گیتی پہ رہے گی مرقوم
یورش اہل جفا بےکسی اہل حرم
اف نومبر کے اوائل کی وہ خونی گھڑیاں
آج سے سترہ برس پہلے کی روداد الم
قوم و ملت پہ مصائب کی گھٹائیں توبہ
اور لہراتا ہوا جورو جفا کا پرچم
خاک اور خون میں لتھڑا ہو معصوم شباب
ہائے مجبور بڑھاپا بھی تھا نخچیر ستم
نرغۂ کفر میں محصور تھے اہل ایماں
رب کعبہ کے پرستار تھے وابستۂ غم
ایک انبوہ شہیداں لب دریائے توی
اور ہر گام پہ مجروح وقار آدم
آرزوؤں کے گلستاں پہ خزاں کی یلغار
شہر مسرور تھا ، تصویر دیار ماتم

Scanned with CamScanner

ایسے ماحول المناک و غم انگیز میں بھی
تھام رکھا تھا جیالوں نے ہلالی پرچم
رہروان رہ تسلیم و رضا تم پہ سلام
ارض جموں کے شہیدان وفا تم پہ سلام

★★★★★★

شہیدان ۱۳ جولائی

رگوں میں گرم لہو اور نظر میں نور یقیں
دلوں میں عزم جواں ، لب پہ نعرۂ تکبیر

شب سیاہ میں روشن کیے عمل کے چراغ
ہنوز محو تگ و دو ہے مسلم کشمیر

اجل کے سامنے کس شان بے نیازی سے
ادائے فرض میں مصروف ہیں وطن والے

مقابلے میں خزاں کے ابھی صف آراء ہیں
بڑے خلوص بڑے عزم سے چمن والے

غبار کتنے اٹھے ، آندھیاں چلیں کتنی
مگر وفا کی عمارت میں آ سکا نہ خلل

حوادثات کی یورش کے باوجود ضیاءؔ
رواں دواں ہے ابھی کاروان عزم و عمل

★★★★★★★

منتظر عرصۂ پیکار ہے کشمیر چلو

بزم احباب میں اب گرمی تقریر فضول
عارض گل کے لئے نالۂ شب گیر فضول
بے اثر نظم عبث شوخی تحریر فضول
بیٹھ کر حجروں میں آیات کی تفسیر فضول

اٹھ کے خلوت سے ذرا جانب کشمیر چلو
جہد اللہ کی کرتے ہوئے تفسیر چلو

آج پھر افق دیس پہ چھائی ہے سراسر ظلمت
خاک اور خون میں غلطاں ہے وطن کی عزت
دست سفاک سے لٹتی ہے گلوں کی نکہت
اے کہ خطرے میں اس وقت دیار جنت

منتظر عرصہ پیکار ہے کشمیر چلو
صاحب سیف چلو ، صاحب تقریر چلو

عظمت سید ابرار کی سوگند تمہیں !
بازوئے حیدر کرارؓ کی سوگند تمہیں
حضرت حمزہؓ کی تلوار کی سوگند تمہیں
خالدؓ و طارقؓ و ضرارؓ کی سوگند تمہیں

دامن ملک کبھی چاک نہ ہونے دینا
خاک کشمیر کو ناپاک نہ ہونے دینا

تم کو کشمیر کی پرکیف بہاروں کی قسم !
زعفراں زار کے رنگین نظاروں کی قسم
سبزہ زاروں کی قسم بوڑھے چناروں کی قسم
جھلملاتے ہوئے معصوم ستاروں کی قسم

اپنے اسلاف کا ناموس بچانے دوڑو !
ٹمٹماتا ہوا فانوس بچانے دوڑو

۲ دسمبر ۱۹۴۹ء

★★★★★

Scanned with CamScanner

اک ضربِ حیدریؑ کی ضرورت ہے اور اب ......

اٹھو کہ کاشمیر کی نکہت ہے بے قرار
آگے بڑھو کہ وادیِ فطرت ہے بے قرار
رنگِ شفق اداس ہے روئے افق اداس
شامِ نشاط صبحِ مسرت ہے بے قرار
پھولوں کا رنگ روپ ستاروں کی روشنی
خورشیدِ آبرو کی تمازت ہے بے قرار
دامانِ کوہسار کی وسعت ملول ہے
جھرنوں کا کیفِ گل کی لطافت ہے بے قرار
مخدوم کے وطن کی ہوائیں ہیں مضطرب
بڈشاہ کے دیار کی راحت ہے بے قرار
سرو و سمن ہے قبضۂ اغیار میں ملول
اور غازۂ حیات کی رنگت ہے بے قرار
سبزے کا حسنِ گل کا تقدس شعاعِ مہر
گلپوش سرزمیں کی نزاکت ہے بے قرار
دیکھو پھر آج رنگِ گلستاں ملول ہے
آگے بڑھو کہ صبحِ فروزاں ملول ہے

آہ لگی ہیں سینۂ ہستی کی دھڑکنیں
اٹھو کہ آج گردشِ دوراں ملول ہے
سہما ہوا ہے وادیِ کشمیر کا شباب
آگے بڑھو کہ عالمِ امکاں ملول ہے
ہونے کو ہے تمام جفاؤں کا دور اب
اک ضربِ حیدریؑ کی ضرورت ہے اور اب

******

Scanned with CamScanner

عہد آزادی کی عید

ہر روش پر زندگی مست خرام
ہر قدم پر عافیت کا اہتمام
ہو گئی شاداب پھر کشت حیات
نور سے معمور بزم کائنات
غرق ظلمت ہو گئے رنج و محن
اوج پر ہے عظمت و شان وطن
کس قدر پر کیف ہے کتنی سعید
ہمنواؤ عہد آزادی کی عید
عید استقلال کیسی پروقار
نور قرآنی ہے ہر سو جلوہ بار

" عید آزاداں شکوہ ملک و دیں
عید محکوماں ہجوم مومنیں "

★★★★★

مادر کاشمیر کے فرزند

حریت کوش اور غیرت مند
مادر کاشمیر کے فرزند
خیل باطل کے سامنے ڈٹ کر
پرچم حق کو کر رہے ہیں بلند
کس قرینے سے ہیں نبرد آرا
خاندان قریش کے دلبند
پیکران خلوص و استقلال
مہ و انجم پہ ڈالتے ہیں کمند
ساری دنیا پہ کر دیا ثابت
ہیں کشمیری بڑے ہی غیرت مند
دیکھ کر حوصلہ جیالوں کا
تھر تھراتے ہیں چاون و آنند
دم بخود ہیں غریب سورن سنگھ
سر بزانوں ہیں بھائی پرمانند
ہاں خبردار غاصبان کشمیر
اہل وادی نے کھائی ہے سوگند

Scanned with CamScanner

دھوتی و گڈوی چھوڑ کر بھاگو
عافیت کے اگر ہو خواہش مند
بسترہ گول کیجئے ورنہ
توڑ ڈالیں گے آپ کا ہر بند
ہم ہیں محمود غزنوی کے پوت
ہم ہیں اورنگزیب کے فرزند
یہ فسانہ نہیں حقیقت ہے
ہم سے خائف تھے رستم و اسفند
برہمن کی ہزار دھوتی پر
ایک بھارا شیخ کا تہ بند
یہ بتا دو تمہیں نہیں معلوم
اہل ایماں ہیں چاق اور چوبند
اہل وادی کے عزم سے لرزاں
ہیں دھرم ویر اور نانک چند
اک الفؔ خان پر نہیں موقوف
اہل وادی ہیں سارے غیرت مند
سب کے سب ہیں غلام شاہ نجف
پیکر عزم ہاشم و اشرف

****

سلطانی جمہور کا آتا ہے زمانہ

مسکاؤ کہ ظلمت کا فسوں ٹوٹ رہا ہے
اے وادی کشمیر کے مغموم نظارو !
اب صبح مسرت کی کرن پھوٹ رہی ہے
اے ظلم سے سہمی ہوئی افسردہ بہارو

اب ڈوبنے والا ہے جہالت کا سفینہ
اور بھاگنے والا ہے غلامی کا اندھیرا
مٹنے کو ہیں اب ظلمت عصیاں کے شب و روز
ہونے کو ہے آغاز نئے صبح و مسا کا

مسکاؤ کہ آتا ہے نیا دور جہانتاب
اے جنت ارضی کی سکوں خیز فضاؤ
اب جبر و تشدد کا زمانہ نہ رہے گا
اے ننھے ستارو اے خنک بار ہواؤ

Scanned with CamScanner

مٹ جائے گا یہ بندہ و آقا کا تخیل
اور اسود و احمر کے خیالات مٹیں گے
آزادی جمہور کا آنا ہے ...... زمانہ
اب سطوت باطل کے نشانات مٹیں گے

مسکاؤ نئے دور میں غم ہو گا نہ آلام
طاغوت کی ناپاک حکومت نہ رہے گی
قانون شریعت کو کیا جائے گا نافذ
اور عہد فرنگی کی ذلالت نہ رہے گی

******

سلامتی کونسل میں قضیۂ کشمیر پر گفتگو

مجلس اقوام میں پچھلے دنوں جب روس نے
مسئلہ کشمیر پر پہلی دفعہ کھولی زبان
یار لوگوں نے بتنگڑ یوں بنایا بات کا
اہل پاکستان کو جس کا نہ تھا وہم و گماں

واقعہ تھا یہ ہوئے جاتے تھے ظاہر خلق پر
اینگلو امریکی سیاست کے رموز ہائے نہاں

روس نے ظاہر کیا یہ مجرم تاخیر ہیں
دے رہے ہیں آپ یہ کشمیر کے جھگڑے کو طول
فوجی اڈے خود بنانا چاہتے ہیں یہ وہاں
ہند و پاکستاں کا ہے اس باب میں لڑنا فضول

یہ جہاں ثالث بنے اس ملک پر قابض ہوئے
ہے فرنگی قوم کا یہ ایک دیرینہ اصول

Scanned with CamScanner

گرا ہم آ رہے ہیں

خبر ہے پھر گرا ہم آ رہے ہیں
نیا . منصوبہ شاید لا رہے ہیں
بڑا ضدی ہے ننھا بھارتی لال
اسے پھسلا رہے بھلا رہے ہیں
مگر اہل خرد فرما رہے ہیں
کہ گدھ مردار پر منڈ لا رہے ہیں
نہیں نیت بخیر ان ثالثوں کی
یہ باتوں کو فقط الجھا رہے ہیں
مرے کوئی ، جیئے ان کی بلا سے
یہ خالی آ رہے اور جا رہے ہیں
بڑا احسان یہ فرما رہے ہیں
کہ وعدوں پہ ہمیں ٹرخا رہے ہیں

★★★★★★

میرے وطن تیرے جاہ و جلال کی سوگند

میرے وطن تیرے جاہ و جلال کی سوگند
کہ تیری خاک ہے خاک شفاء ہمارے لئے
تیری بقاء سے بقائے حرم ہے وابستہ
تیری نمود ہے لطف خدا ہمارے لئے

تیری بقاء کے لئے موت سے لڑیں گے ہم
تیری بقاء کے لئے جاں پہ کھیل جائیں گے
قسم ہے بازوئے حیدر کی اے عظیم وطن
عدو کے سر کو ہر گام پہ جھکائیں گے

غلام سید کونین ہیں تیرے فرزند
تیرے جیالے ہیں لاریب جراتوں کے امیں
نقیب حق و صداقت ہے تیرا ہر بچہ
کہ تیری گود نے پالے ہیں عظمتوں کے نگیں

Scanned with CamScanner

خدا بھی ایک ہے کعبہ بھی اور قرآں بھی
ہم ایک مرسلِ برحق کے نام لیوا ہیں
ہے راہ ایک تو منزل بھی ایک مسلک بھی
ہم ایک کشتیٔ عزم و عمل کے کھیوا ہیں

میں ایک ادنیٰ سا شاعر سہی مگر مجھ کو
خدائے پاک نے عزمِ بلند بخشا ہے
لڑوں گا میں یکہ و تنہا تیری بقاء کے لئے
حضورِ حق نے دلِ ارجمند بخشا ہے

میں رو رہا ہوں کہ تو آج زخم خوردہ ہے
وہ زخم جس سے ہے مجروح وقارِ آزادی
میں رو رہا ہوں کہ نااہل قائدوں کے سبب
سسک رہی ہے سرِ راہ نگارِ آزادی

قبول کر لیں ہزیمت یہ ہو نہیں سکتا
لڑیں گے آخری دم تک گروہِ باطل سے
کبھی تو ان کو بھی احساس گمرہی ہو گا
بھٹک گئے ہیں اچانک جو راہ منزل سے

بڑھیں گے عرصۂ پیکار میں کفن بر دوش
بقائے ملتِ بیضا کا اذنِ عام لئے
کریں گے زندہ و پائندہ سنتِ شبیرؑ
جلال و عزم کی شمشیرِ بے نیام لئے

قسم ہے ظلمتِ شب کا طلسم توڑ کے ہم
چراغِ مہر و مساوات جگمگائیں گے
عدوئے دینِ مبیں کے فریب میں پھنس کر
بچھڑ گئے ہیں جو ان کو گلے لگائیں گے

ہمارا عزم ہے تابندہ صورتِ خورشید
ہمارا جذبۂ پندار بھی سلامت ہے
ہماری ضرب ہے ضربِ کلیم کی تمہید
ہمارا ذوقِ خودی مخزنِ شجاعت ہے

★★★★★★

Scanned with CamScanner

جنگ آزادی کشمیر کے شہداء سے

تمہارے خون سے رنگینیٔ حنا لے کر
عروسِ صبح بصد افتخار آئے گی
بجے گی چار طرف فصلِ گل کی شہنائی
بہار آئے گی بے اختیار آئے گی

تمہارے خونِ مقدس سے روشنی پا کر
نئے چراغ سرِ بزم جگمگاتے ہیں
اسی سے ظلمتِ شب کا غرور مٹتا ہے
لہو بہے تو نئے پھول مسکراتے ہیں

تمہارے جذبۂ بے باک کی قسم تم نے
شبِ خزاں کو عطا کی متاعِ صبحِ بہار
تمہارے خون سے قائم ہے آبروئے وطن
تمہارے عزم پہ نازاں ہے عظمتِ احرار

فضا میں عزم کی دولت بکھیرنے والو
جھپٹ کے چھین لی ظلمت سے روشنی تم نے
کلی کلی کو دیا تم نے درسِ استقلال
وطن کی خاک کو بخشی ہے برتری تم نے

بہ فیضِ عزمِ رواں ہیں حرم کے شیدائی
پہنچ ہی جائے گا منزل پہ کارواں اپنا
کرے گی رقص ہر اک سو عروسِ آزادی
تمہارے خوں سے مہکے گا گلستاں اپنا

★★★★★★

Scanned with CamScanner

بہادرران وطن کے نام

بسلسلہ یوم استقلال

منا رہے ہیں بصد شان جشن استقلال
میرے وطن کے جیالے میرے وطن کے غیور
انہیں کے عزم سے روشن ہے رہگزار حیات
جھلک رہا ہے سر بزم جام نکہت و نور

انہیں سے ملت بیضا کا نام زندہ ہے
انہیں کے دم سے ہے قائم نظام آزادی
ہے اعتراف فرشتوں کو اس حقیقت کا
فروغ گیر انہیں سے ہے نام آزادی

انہیں نے سرخی خون وفا سے لکھی ہے
افق سے تابہ افق داستان استقلال
رہ عمل میں نہیں کوئی ہم سفر ان کا
انہیں کے فیض سے پائندہ شان استقلال

* * * * * * *

مقبوضہ کشمیر کی عید

لہلہاتی وادیوں کا حسن پھولوں کا نکھار
سبزہ نورس کا جوبن رونق باغ و بہار
آبشاروں کا حسیں مرکز چناروں کا دیار
دست فطرت کا انوکھا اور رنگیں شاہکار

عید کے دن بھی ہے محروم مسرت الاماں
سرزمین نور و نکہت خطہ عنبر فشاں

جاں بلب ہے عظمت کون و مکاں ہائے ستم
سسکیاں لیتا ہے حسن گلستاں ہائے ستم
دم بخود ہے زینت باغ جہاں ہائے ستم
عید کے دن بھی ہیں سرگرم فشاں ہائے ستم

مرغزاروں کے مناظر اور چمن زاروں کا حسن
کیف پرور چاندنی رخشندہ سیاروں کا حسن

Scanned with CamScanner

آرزوؤں کے مہکتے پھول بھی مرجھا گئے
یاس کے پر ہول سائے آس کو دھندلا گئے
کرب محکومی سے خوشیوں کے کنول کملا گئے
آسمان زیست پر حسرت کے بادل چھا گئے

مضطرب ہے ایک مدت سے بہاروں کا وطن
نکہت و انوار کی دنیا چناروں کا وطن

شدت آلام سے حسن وطن ہے سوگوار
آہ محروم سکوں ہے جوئباروں کا وقار
طالب امداد ہے رعنائی باغ و بہار
بوئے گل رنگ چمن سرمایۂ کیف و خمار

ضرب پیہم سے زنجیر غلامی توڑ دو
مادر کشمیر کے جانباز فرزندو! اٹھو

******

وادی مغموم

شفق اداس ۔ صبا مضطرب ۔ چمن مغموم
نظر نواز بہاروں کا بانکپن ، مغموم

جمال شاہد فطرت ۔ وقار نکہت و نور
دیار لالہ و گل عظمت کہن مغموم

جفائے غیر سے برہم قرار کی محفل
ستم ظریفی دوراں سے انجمن مغموم

ستم گروں کے تسلط سے پھول پژمردہ
خزاں کے ہاتھ سے رعنائی چمن مغموم

تجلیات کا ہر خد و خال افسردہ
تخیلات کی دنیا کا ہر چلن مغموم

نگار جنت کشمیر مبتلائے محن
شباب و حسن کی وادی کا بانکپن مغموم

ضیاء الحسن ضیاء
حرف وحکایت

فغاں کہ حد نظر تک ہے یاس کا عالم
کلی کلی ہے پریشاں ، چمن چمن مغموم

الم نصیب ہے سرمایۂ نشاط و سرور
وقار لالہ رخاں ، رونق وطن مغموم

ہر ایک گام پر لٹتی ہے عظمت جمہور
کہاں ہے روز مکافات اے خدائے غیور

★★★★★★

ارض وطن

ظلمتوں کے حصار میں محصور
ایک مدت سے ہے وطن میرا
نکہت و رنگ سے تہی دامن
سونا سونا سا ہے چمن میرا

ریزہ ریزہ قبائے عافیت
پارہ پارہ ردائے صبر و قرار
بنت حوا ہے وقف کرب و ستم
ابن آدم ہے بیکسی کا شکار

ہر کوئی ہے اسیر رنج و محن
بزم افسردہ ، انجمن مغموم
رگ گل سے ٹپک رہا ہے لہو
آج بے رونق چمن مغموم

Scanned with CamScanner

وہ چناروں کی سرزمین جمیل
آبشاروں کا وہ دیار لطیف
ہے رہین خزاں کسے کہیے
زعفران زار کی بہار لطیف

آخرش ظلمت کہن کے نقوش
ضرب نور ہی مٹائے گی
کاشمر کی اداس وادی میں
مسکرا کر بہار آئے گی

مسکرائے گا پھر ستارۂ نور
جگمگائے گا نیر اقبال
دیر کے بعد ہی سہی لیکن
ہم منائیں گے جشن استقلال

★★★★★★

۲۴ اکتوبر

قید کے غم سے چھٹے اہل وطن آج کے دن
کٹ گیا سلسلہ دار و رسن آج کے دن

ریگ زاروں میں کھلے پھول با انداز بہار
دشت وحشت کو ملا حسن چمن آج کے دن

سالہا سال غلامی کے شب و روز کے بعد
عظمت رفتہ ہوئی جلوہ فگن آج کے دن

اجنبیت کے ماہ و سال نے دم توڑ دیا
ہو گیا عام اخوت کا چلن آج کے دن

بیکراں رات کے دامن سے ہوئی صبح طلوع
جگمگانے لگا خورشید وطن آج کے دن

عالم یاس میں امید کا تارا چمکا
رشک فردوس ہوئے کوہ و دمن آج کے دن

Scanned with CamScanner

"بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق "
پھر سے زندہ ہوئی یوں رسم کہن آج کے دن

ہیبت مرد مجاہد سے زمیں بوس ہوئے
ڈوگرہ شاہی کے ایوان کہن آج کے دن

قید آلام و مصائب سے ہوئے تھے آزاد
للہ الحمد اسیران چمن آج کے دن

******

شہیدان ۱۳ جولائی کے نام

سلام شوق شہیدان راہ استقلال
سلام شوق قتیلان عرصۂ کشمیر

تمہارے خون سے رنگیں ہے داستان وفا
تمہارے عزم سے پائندہ سنت شبیرؓ

تمہارے خون مقدس سے روشنی پا کر
نئے چراغ سر بزم جگمگاتے ہیں

یہ ایک زندہ حقیقت ہے ہر زمانے میں
لہو بہے تو نئے پھول مسکراتے ہیں

******

Scanned with CamScanner

گلہائے عقیدت

بحضور قافلہ سالاران وطن

قائد اعظم

حکیم مشرق

شہید ملت

شہید ذوالفقار علی بھٹو

Scanned with CamScanner

قائد اعظم کی یاد میں

چراغ عزم مصمم جلا دیا تو نے
خوشا کہ ظلمت شب کو مٹا دیا تو نے
عطا کی خاک نشینوں کو سطوت تیمور
ستم کشوں کو شہنشاہ بنا دیا تو نے
قفس نصیبوں کو بخشی متاع آزادی
حصار کرب غلامی گرا دیا تو نے
الم نصیب زبوں حال خفتہ بختوں کا
بہ فیض عزم مقدر جگا دیا تو نے
امیر قوم نصیب جلال و استقلال
خزاں کو رشک بہاراں بنا دیا تو نے
غلام قوم کو ہمدوش شہریار کیا
سفینہ بحر حوادث سے تو نے پار کیا
تیرے طفیل ہوئی کشت آرزو سیراب
تیرے خلوص نے کھولے تجلیوں کے باب

Scanned with CamScanner

بڑھا حمایت ملت میں جب قدم تیرا
حوادثات کے طوفان ہو گئے پایاب
لڑایا شاہین سے بے مقدرت ممولے کو
عطا کی تو نے نحیفوں کو دولت تب و تاب
خزاں میں تو نے الاپا بہار کا نغمہ
سکوت مرگ میں چھیڑا حیات نو کا رباب
سکوں و امن کی دولت اسے عطا کر دی
تڑپ رہی تھی جو مخلوق صورت سیماب

تیرے خلوص نے خوشیوں کے پھول مہکائے
سمٹ کے رہ گئے نکہت کے پیکراں سائے

****

بحضور قائد اعظمؒ

دیار پاک کے معمار عظمتوں کے نقیب
تیرے شعور ۔ تیرے ذوق آگہی کو سلام
تیری عظیم قیادت کو ہدیۂ تبریک
تیرے خلوص تیرے جذبۂ خودی کو سلام

میں سوچتا ہوں شب و روز قائد اعظم
کہ تیرے بعد نگار وطن پہ کیا گزری
جلال و عزم کے ماتوں یہ کیا ستم ٹوٹا
چمن پہ اور بہار چمن پہ کیا گزری

شجاعتوں کے امیں جراتوں کے متوالے
خروش کفر سے گھبرا گئے نہ جانے کیوں
میں سوچتا ہوں کہ شاہ نجف کے حلقہ بگوش
گروہ غیر سے خم کھا گئے نہ جانے کیوں

Scanned with CamScanner

سکوت شب میں یہی سوچ میرا مسلک ہے
سحر کی ضو میں یہی سوچ ہے شعار میرا
فغان نیم شبی سوچ ہی سے ہے مربوط
وفور یاس ہے اور قلب بے قرار میرا

میری امید پہ احساس یاس غالب ہے
میرے یقین کی قندیل ٹمٹماتی ہے
ہنوز حد نظر تک ہے ظلمتوں کا ہجوم
خیال بد سے میری روح تھرتھراتی ہے

امید و یاس کی اس بے کراں کشاکش میں
مزار قائد اعظم سے یہ صدا آئی
غمیں نہ ہو کہ یہ ماحول سرنگوں ہو گا
بجے گی چار طرف عظمتوں کی شہنائی

خدا کا اور محمدؐ کا نام لے کے بڑھو
چراغ عظمت و اقبال جگمگاتے ہوئے
دیار پاک کی عزت کے پاسدار ہو تم
بڑھو خلوص سے نصرت کے گیت گاتے ہوئے

تمہارا عزم ہر طور کامراں ہو گا
کھلیں گے پھول چمن میں بہار آئے گی
درخشاں ہو کے رہے گا چراغ استقلال
غرور و کفر کی زنجیر ٹوٹ جائے گی

مٹا کے سینۂ گیتی سے کبر و نخوت کو
بقائے ملت بیضا کا اہتمام کرو
روش روش پہ جلاؤ حیات نو کے چراغ
خلوص و پیار کی قدروں کا احترام کرو

یہ سرزمین مقدس یہ ارض نکہت و نور
جلال دین مبیں مخزن شجاعت ہے
فروغ عظمت آدم کی ہے علمبردار
سنبھال کر اسے رکھنا میری امانت ہے

بڑھو قبائے رعونت کو تار تار کرو
شکست فاش سے دشمن کو ہمکنار کرو

****

Scanned with CamScanner

بانی پاکستان کے حضور

تیرے بعد

بپا ہے معرکۂ گیر و دار تیرے بعد
مٹی نہ کشمکش روزگار تیرے بعد
ابھر سکے نہ خلوص و وفا کے خدوخال
نکھر سکی نہ جبین بہار تیرے بعد
وہ قافلہ جسے تو نے دیا تھا اذن سفر
بھٹک رہا ہے سر رہ گذار تیرے بعد
مچل کے رہ گئی پہلو میں آرزوئے بہار
خزاں کی نذر ہوئے برگ و بار تیرے بعد
رہ حیات میں خستہ قدم مسافر کو
ملا نہ آہ کوئی غمگسار تیرے بعد
سسک رہی ہیں امیدیں سلگ رہا ہے چمن
مہیب ہو گئے لیل و نہار تیرے بعد
حکایت غم دوراں کسے سنائیں ہم
گراں ہے ہم پہ نسیم بہار تیرے بعد
جہان نو کا تصور حیات نو کا خیال
نہ جانے ہو گیا کیوں ناگوار تیرے بعد

معمار پاکستان

جاں بلب تھا وقار اہل وطن
لٹ رہا تھا جمال سرو و سمن
دامن گل سے خون رستا تھا
زخم خوردہ تھی آبروئے چمن
ہر روش پر محیط تھے آلام
ہر طرف بے کسی تھی خیمہ زن

دور تک آہ گھپ اندھیرا تھا
ہم کو تاریکیوں نے گھیرا تھا

بے کسی بے بسی کا تھا عالم
لٹ گئی تھی متاع جاہ و حشم
کرب محکومیت تھا جاں لیوا
شدت غم سے گھٹ رہا تھا دم
راہ پر ہول دور تھی منزل
رہ روان حرم تھے خستہ قدم

Scanned with CamScanner

یورش کفر تھی مسلمان تھے
چاک دل اور چاک داماں تھے

اک کٹھن مرحلہ تھا اور ہم تھے
اپنی بربادیوں پہ نادم تھے
قافلہ تھا نہ قافلہ سالار
راہ گم گشتہ اور بے دم تھے
سالہا سال کی غلامی تھی
اور ہم لوگ وقف ماتم تھے

ستم غیر تھا مآل اپنا
بد سے بدتر تھا ہائے حال اپنا

ایک مرد خدا بعزم جواں
قائد قوم بندۂ یزداں
بزم سے سوئے رزم آ پہنچا
توڑ کر ظلمتوں کا سیل رواں
ذی ہمم اور جراتوں کا امیں
یعنی معمار ارض پاکستاں

کر گیا سرفراز ملت کو
پیکر عزم صاحب دوراں
ریگ صحرا کو کر کے حسن بدوش
آج کے روز ہو گیا خاموش

****

Scanned with CamScanner

بیاد قائد اعظم

نغمہ و نے کی لطافت سے سراسر محروم
سالہا سال سے سرگرم فغاں تھے ہم لوگ
عظمت قوم و وطن قصۂ پارینہ تھی
وسعت دہر میں بے تاب و تواں تھے ہم لوگ

راکھ لاوا کہ سلگتی ہوئی آہوں کا دھواں
تھا یہی اپنا مقدر ، یہی ملت کا مآل
زندگی لطف و مسرت سے تہی دامن تھی
کشت امید و تمنا تھی سراسر پامال

بے سحر رات تھی بے برگ و ثمر تھے اشجار
روشنی اور بہاروں کا کہیں نام نہ تھا
لذت زیست سے محروم تھے اہل محفل
کون سا قلب تھا جو وقف صد آلام نہ تھا

قائد قوم ترے عزم مصمم کے نثار
تو نے آہوں کو کیا نغمہ و نے میں تبدیل
تیرے بے لوث ارادوں سے ہوئی جلوہ فروز
شدت یاس میں امید و یقین کی قندیل

دھند میں ڈوبی ہوئی راہ طلب کو تو نے
یوں سنوارا کہ درخشاں ہوئے منزل کے نقوش
رہبر قوم ۔ تیری سعی مسلسل کے طفیل
بحر ظلمت سے اجاگر ہوئے ساحل کے نقوش

****

Scanned with CamScanner

قائد اعظم

حشر تک روئے گی چشم خونفشاں تیرے بغیر
پایا ہے ویراں سارا گلستاں تیرے بغیر

ہاں وفور غم سے رک جائے نہ نبض کائنات
ڈر ہے تھم جائے نہ زور آسماں تیرے بغیر

قائد اعظم در شہوار بحر زندگی
زندگی ہے ایک خواب رائیگاں تیرے بغیر

کھو گیا ہے تجھ سا فرزند جلیل ایشیاء
کیوں نہ ہو وہ آج معروف فغاں تیرے بغیر

ہاتھ ہیں 'در دامن صبر و سکوں کی دھجیاں
دل ہے اور آلام کا کوہ گراں تیرے بغیر

راستہ پرہول دل منزل دور طوفاں خیز رات
کارواں روتا ہے میر کارواں تیرے بغیر

******

روح شاعر مشرق سے

اے نقیب ارتقا ، اے محرم راز حیات
اے حکیم شرق ، اے دانائے رمز کائنات
اے شناسائے مقامات خودی و آگہی
تو نے بخشا قوم کو سرمایہ عزم و ثبات
تو نے محکومی کے ظلمت آفریں حالات میں
اپنے نغموں سے درخشاں کی وہ قندیل حیات
جس کی تابانی نے بینائی کو خیرہ کر دیا

شاعر مشرق تیرے حسن تکلم پہ نثار
بھر دیئے جس نے رگ و پے میں نئے برق و شرار
جذبۂ ایثار نے راہ طلب کو پا لیا
جرات بے باک نے توڑا غرور شہریار
آ گئے دام قضا میں ظلمتوں کے برگ و بار
زیست کے ماتھے پہ آزادی پرافشاں ہو گئی

شاعر ملت ، حکیم قوم اے روشن ضمیر
اے کہ تیرا مسکن اول دیار کاشمیر
وہ جہان رنگ و بو ، وہ آبشاروں کا وطن
سرزمین کیف و مستی ، باغ رضواں کی نظیر
مرکز علم و ہنر ، گہوارہ حسن و شباب
" کل جسے اہل نظر کہتے تھے ایران صغیر "
آج ہے سرمایہ دارانہ سیاست کا شکار

****

Scanned with CamScanner

حکیم مشرق کے حضور میں

اسیر پنجۂ بیداد مبتلائے ستم
ہر ایک سانس تھا اپنا رہین رنج و الم

دل و نظر تھے متاع قرار سے محروم
نگار زیست کی زلفیں تھیں درہم و برہم

شکایت غم دوراں تھی قابل تعزیر
زباں سکوت پہ مجبور ، آنکھ تھی پرنم

وفور کرب سے چھلنی تھا سینۂ ہستی
سسک رہی تھی سر راہ عظمت آدم

دل و دماغ پہ طاری تھی یاس و نومیدی
بھٹک رہے تھے بہ ہر گام زادگان حرم

تیرے خیال نے اس وقت دستگیری کی
محیط تھے دل ملت پہ جب کہ یاس و الم

تیرے کلام نے بخشا شعور عزم و عمل
حکیم شرق ، پیمبر خودی ، نقیب حرم

فروغ گیر ہوئی داستان استقلال
سمٹ کے رہ گئے محکومیت کے خد و خال

****

علامہ اقبال

حکیم شرق امام خودی نقیب حرم
تیرے شعور تیرے ذوق آگہی کے نثار
تیری عظیم بصیرت کو ہدیۂ تبریک
تیری خلوص تیرے جذبۂ خودی کے نثار

حکیم شرق میں کیسے کہوں کہ اب کے برس
دیار پاک کے کوہ و دمن پہ کیا گزری
عظیم قوم پہ کیا ناگہاں ستم ٹوٹا
چمن پہ اور نگار چمن پہ کیا گزری

تیرے عظیم تخیل کا شاہکار جمیل
حضور قائد اعظم کی کاوشوں کا امیں
جلال دین مبین کا حسین گہوارہ
حوادثات کے ہاتھوں ہے آج اندوہگیں

بجھے بجھے سے ہیں امید و آرزو کے چراغ
عروس زیست کی دھڑکن پہ خوف ہے طاری
حکیم شرق یہ رو داد کس قدر ہے مہیب
بساط نور پہ ظلمات کی عملداری

حکیم شرق اگر اذن ہو تو عرض کروں
فروغ گیر ہے ہر سمت فرقہ آرائی
تراشتے ہیں ہرطور ذات و پات کے بت
اسیر نام و نسب ہیں حرم کے شیدائی

حکیم شرق یہ ناکامیوں کا نقش مہیب
دیار پاک کے دامن سے ہم مٹائیں گے
امیر قوم تیری خواب گاہ پہ اگلے برس
ظفر نصیبی کا نذرانہ لے کے آئیں گے

****

Scanned with CamScanner

شہید ملت لیاقت علی خاں

ترے بغیر

دنیا ہے سوگوار لیاقت ترے بغیر
ملت ہے اشکبار لیاقت ترے بغیر
بکھری پڑی ہیں جیب و گریباں کی دھجیاں
دامن ہے تار تار لیاقت ترے بغیر
رنگ شفق اداس ہے روئے افق اداس
ذرے ہیں بے قرار لیاقت ترے بغیر
محو فغاں ہیں اہل سیاست ترے لئے
وقف خزاں بہار لیاقت ترے بغیر
تھمنے لگی ہیں سینۂ گیتی کی دھڑکنیں
لٹنے لگا قرار لیاقت ترے بغیر
ڈر ہے کہ چھوٹ جائے نہ ملت کے ہاتھ سے
دامان اختیار لیاقت تیرے بغیر
ہر قلب مضطرب ہے وفور الم سے آج
ہر آنکھ اشکبار لیاقت ترے بغیر
ترے بغیر بزم گلستاں اداس ہے
افسانۂ حیات کا عنواں اداس ہے

فخر ایشیاء

ضیغم اسلام ، فخر الیشیاء
ملت بیضا کے فرزند جلیل
جذبۂ حب وطن تیرا کمال
ذوق استقلال تیرا بے مثیل

گامزن ہے تو نئے انداز سے
سوئے منزل اے پرستار حرم
رہنمائے قوم تیرے خوف سے
لرزہ براندام ہیں اہل صنم

تو نے ظلمت سے بھرے ماحول میں
مشعل اسلام کو رخشاں کیا
اے زعیم ملک تیرے عزم نے
نیر اقبال کو بخشی جلا

Scanned with CamScanner

قافلہ سالار عزم و آگہی
سرفروشان وطن کے رہنما
تو نے باطل کو ملایا خاک میں
آتش نمرود کو ٹھنڈا کیا

اے امیر کارواں تیرے طفیل
مرتبۂ دین بالا ہو گیا
عظمت اسلام تابندہ ہوئی
اور اندھیرے میں اجالا ہو گیا

مشکلیں جتنی تھیں یکسر مٹ گئیں
مرحلے دشوار آساں ہو گئے
بے قراروں کو قرار ہی آ ہی گیا
پھول پھر زیب گلستان ہو گئے

★★★★★★★

پاک سرزمین

ہم لوگ

صد سالہ غلامی میں گرفتار تھے ہم لوگ
اس ارض مقدس کے لئے عار تھے ہم لوگ
جذبات بھی پابند خیالات بھی پابند
جیتے تھے مگر جینے سے بیزار تھے ہم لوگ
ہر کام میں تھی پیش نظر غیر کی تقلید
ہربات میں منت کش اغیار تھے ہم لوگ
جینے کا قرینہ تھا نہ مرنے کا سلیقہ
اور اپنے شب و روز سے بیزار تھے ہم لوگ
جب چاہا ستایا ہمیں ارباب ستم نے
ہر ظلم و شرارت کے سزاوار تھے ہم لوگ
درماندۂ منزل تھے بہت خستہ قدم تھے
معذور تھے ، مقہور تھے لاچار تھے ہم لوگ
ایک رہبر منزل نے ہمیں رستہ بتایا
بھولا ہوا برسوں کا سبق یاد دلایا
سکھلائے ہمیں پھر سے جہانداری کے آئین
صد سالہ غلاموں کو شہنشاہ بنایا

اخلاص سے اک پاک وطن کر دیا تعمیر
مومن کے لئے ایک نیا ملک بسایا
سمجھائے اصول اس نے حیات ابدی کے
توقیر سے جینے کا ہمیں گر یہ بتایا
اتحاد و یقیں ، عزم و عمل قوت ایمان
ان پانچ عناصر سے عبارت ہے مسلمان
اے وادیٔ کشمیر کے فرزند سنبھل جا
ایثار کا ہے وقت کہیں بھول نہ جانا
اٹھ مل کے کریں ملک خداداد کو مضبوط
فطرت کا تقاضا ہے یہی مرد توانا

مت بھول شہیدوں کے مقاصد کی ہے تکمیل
کشمیر کو اغیار کے قبضے سے چھڑانا

****

شہدائے وطن اور غازیان پاک کے حضور

نذرانۂ عقیدت

دیار پاک کے جانباز اور جیالوں نے
بھڑکتے شعلوں کو بے کار کر دیا آخر
بعزم سیل حوادث کا رخ بدل ڈالا
سپاہِ کفر کو فی النار کر دیا آخر

جھپٹ کے توڑ دیا اہرمن کا کبر و غرور
لپک کے سطوت نمرود کو کیا پامال
بعزم خاک کیا دشمنان دیں کا گھمنڈ
فروغ گیر ہوئی داستان استقلال

سیالکوٹ ہو کہ یا معرکۂ کھیم کرن
ہر ایک گام پہ منصور و سر بلند ہوئے
صداقتوں کے امین اور حیات نو کے نقیب
نگاہ دہر میں مقبول و ارجمند ہوئے

Scanned with CamScanner

شریک رزم رہے حریت کے متوالے
ہر اک محاذ پہ شمشیر بے نیام لئے
دیار " داتا " کے فرزند جانب واہگہ
بڑے خلوص سے لپکے خدا کا نام لئے

محاذ چھمب ہویا کارزار راجستان
یہ سرفروش بہر گام کامگار ہوئے
مٹا کے بر سر میداں غرور بھارت کا
عروس نصرت و عظمت سے ہمکنار ہوئے

یہ ذی مہم ، یہ مجاہد ، یہ صاحب ایثار
عدوئے ملک پہ جھپٹے تو بے خطر جھپٹے
بہ فیض جذبۂ بے باک خیل باطل پر
دلاوران وطن مثل شیر نر جھپٹے

خدا کی رحمتیں نازل ہوں ان جیالوں پر
وطن کی عزت و عفت پر جو نثار ہوئے
لہو میں ڈوب کے ملت کی آبرو رکھ لی
نگاہ بخشش و رحمت سے ہمکنار ہوئے

سبز پرچم کو نگوں سار نہ ہونے دیں گے

جان پہ کھیلیں گے محبوب وطن کی خاطر
موت سے الجھیں گے ہم سرو سمن کی خاطر
آگ اور خون سے گذریں گے چمن کی خاطر
قصر ملت کبھی مسمار نہ ہونے دیں گے
سبز پرچم کو نگوں سار نہ ہونے دیں گے

زندگی وقف ہے ملت کی حفاظت کے لئے
کٹ مریں گے وطن پاک کی عزت کے لئے
اپنی عظمت کے لئے ، اپنی حکومت کے لئے
اپنا گھر دولت اغیار نہ ہونے دیں گے
سبز پرچم کو نگوں سار نہ ہونے دیں گے

رب کعبہ کے پرستار ہیں معلوم رہے
نام لیوا شہ ابرارؐ ہیں معلوم رہے
ہم جہانگیر جہاندار ہیں معلوم رہے
کاشمر کا تمہیں مختار نہ ہونے دیں گے
سبز پرچم کو نگوں سار نہ ہونے دیں گے

Scanned with CamScanner

مرد میدان وفا شیر نیستاں ہم ہیں
صاحب عزم و عمل حامل قرآں ہم ہیں
زندگی جن کے اشاروں پہ ہے رقصاں ہم ہیں
سطوت ملک کو ہم خوار نہ ہونے دیں گے
سبز پرچم کو نگوں سار نہ ہونے دیں گے

بارہا ہم نے مچلتے ہوئے شعلے دیکھے
کبھی بجھے ، کبھی جلتے ہوئے شعلے دیکھے
نت نیا رنگ بدلتے ہوئے شعلے دیکھے
اپنی جنت کو شرر بار نہ ہونے دیں گے
سبز پرچم کو نگوں سار نہ ہونے دیں گے

غیرت دیں سے نہ ٹکراؤ کہ مٹ جاؤ گے
یاد رکھو کہ ہر اک گام پہ پٹ جاؤ گے
جس طرح پھیلے ہو اس طرح سمٹ جاؤ گے
ہم تمہیں مالک کوہسار نہ ہونے دیں گے
سبز پرچم کو نگوں سار نہ ہونے دیں گے

پوچھ لو ماضی سے روداد مسلمانوں کی
حرم پاک کی قندیل کے پروانوں کی
یعنی خم خانۂ توحید کے مستانوں کی
ملک پر قبضۂ اشرار نہ ہونے دیں گے
سبز پرچم کو نگوں سار نہ ہونے دیں گے

ہم نے امڈے ہوئے طوفان کا منہ موڑا ہے
ہم نے بپھرے ہوئے شیطان کا منہ موڑا ہے
ہم نے فرعون کا ، ہامان کا منہ توڑا ہے
خود کو منت کش اغیار نہ ہونے دیں گے
سبز پرچم کو نگوں سار نہ ہونے دیں گے

زندگی جس پہ نہ ہو بارگراں دور رہے
رند بے باک سے اب پیر مغاں دور رہے
عافیت چاہے تو دریا سے کنواں دور رہے
دامن کفر کو زرتار نہ ہونے دیں گے
سبز پرچم کو نگوں سار نہ ہونے دیں گے

آزاد کشمیر ۳ نومبر ۱۹۵۱ء

****

Scanned with CamScanner

۱۴ اگست

آج کے روز

کسمپرسی کے خرابے میں جلی تھی قندیل
تیرہ و تار گھروندوں نے ضیاء پائی تھی
روشنی پھیلی تھی تاریک سمن زاروں میں
عظمت رفتہ بصد شان پلٹ آئی تھی

آج کے روز گلستان وطن مہکا تھا
اور شدت سے بہاروں پہ نکھار آیا تھا
چاند نے اپنی ضیاؤں کو کیا تھا قربان
مضطرب قلب کو اک گونہ قرار آیا تھا

ظلمت عہد غلامی کا فسوں ٹوٹا تھا
صبح امید بصد ناز و ادا آئی تھی
عزم بے باک نے منزل کا پتہ پایا تھا
مطلع پاک پہ رحمت کی گھٹا چھائی تھی

مسکرا اٹھے تھے فریاد و فغاں کے پیکر
مرگ ساماں فضا زیست کا ساماں بنی
عزم بے باک نے ظلمت میں جلایا وہ چراغ
جس کی ضو عظمت و اقبال کا عنوان بنی

مطلع پاک پہ اے اہل وطن آج کے روز
جھوم کر عظمت و رفعت کا سحاب آیا تھا
دل کے گوشوں میں جنم پانے لگے تھے نغمات
نکہت و نور کی محفل پہ شباب آیا تھا

****

Scanned with CamScanner

مجاہدین پاک کے نام

فتح و ظفر کی شمع جلاتے بڑھے چلو
ظلمت کے خدو خال مٹاتے بڑھے چلو

زندہ کرو روائتیں بدر و حنین کی
دین مبیں کی شان بڑھاتے بڑھے چلو

اے غازیان ارض مقدس بصد جلال
قصر ملوکیت کو گراتے بڑھے چلو

توڑو غرور اور سر نخوت قلم کرو
باطل کو خاک و خوں میں ملاتے بڑھے چلو

دکھلا کے زور بازوئے حیدر مجاہدو
ارض وطن کی شان بڑھاتے بڑھے چلو

میدان کارزار میں لے کر خدا کا نام
باہم قدم قدم سے ملاتے بڑھے چلو

ہے منتظر حنا کی عروس وطن ضیاء
خون جگر کا رنگ جماتے بڑھے چلو

****

Scanned with CamScanner

جراروں کی فوج

کفر سے ہے برسرِپیکار ، دینداروں کی فوج
زادگان حق کا لشکر اور جراروں کی فوج

کثرت و قلت کے غم سے ہو کے یکسر بے نیاز
محو جدوجہد ہے ملت کے غم خواروں کی فوج

اپنی آزادی کی خاطر آج ہے سینہ سپر
سرزمین پاک کے جانباز احراروں کی فوج

روند ڈالے گی سپاہ کفر کا کبر و غرور
پرچم حق و صداق کے علم داروں کی فوج

صفحۂ گیتی پہ جن کی عظمتیں مرقوم ہیں
آج سرگرم عمل ہے ان جہانداروں کی فوج

ہر قدم پہ فتح و نصرت سے ہو کر ہمکنار
جانب دلی رواں ہے برق رفتاروں کی فوج

سرنگوں کر دے گی سب کفار کا جاہ و حشم
ملت اسلام کے جانباز و جراروں کی فوج

رزم گاہ خیر و شر میں سرفراز و سر بلند
آخرش ہو گی خدا آگاہ خود داروں کی فوج

ایک دن ہو کر رہیں گے کامیاب و کامراں
جاں نثاروں کے عساکر اور وفاداروں کی فوج

****

Scanned with CamScanner

اے دشمن دیں تو نے کس قوم کو للکارا

توحید و رسالت کی جو قوم حدی خواں ہے
فطرت کے مقاصد کی لاریب نگہباں ہے
ظلمت کے اندھیروں میں خورشید درخشاں ہے
سرمایۂ عظمت ہے اور پیکر ایماں ہے
اے دشمن دیں تو نے کس قوم کو للکارا
بپھرے ہوئے طوفان کا جس قوم نے رخ موڑا
فرعون کو للکارا ، نمرود کو جھنجھوڑا
باطل کے خداؤں کا ناپاک فسوں توڑا
رزم حق و باطل میں کفار کا سر پھوڑا
اے دشمن دیں تو نے کس قوم کو للکارا
ورثہ میں ملی جس کو جبروتی و جراری
جس قوم نے توڑی ہے باطل کی فسوں کاری
جس قوم کو حاصل ہے کونین کی سرداری
جس قوم کی ہیبت سے تھراتے ہیں زناری
اے دشمن دیں تو نے کس قوم کو للکارا

ظلمت کدۂ عالم معمور کیا جس نے
تاریک خرابوں کو پرنور کیا جس نے
جابر کو سر میداں مجبور کیا جس نے
طوفان حوادث کو کافور کیا جس نے
اے دشمن دیں تو نے کس قوم کو للکارا

کھائی ہے قسم جس نے ظلمت کو مٹانے کی
بھارت کے ارادوں کو ناکام بنانے کی
ہر دشمن ملت کو رستہ سے ہٹانے کی
کثرت کے تخیل کو مٹی میں ملانے کی
اے دشمن دیں تو کس قوم کو للکارا ......

★★★★★★★

Scanned with CamScanner

نظام نو کی درخشانیوں کا دور آیا

نئے نظام نئی مملکت کی ہے تقریب
سنور رہا ہے گلستاں نکھر رہا ہے چمن
نئے اصول نئے ضابطے نیا دستور
نئی امنگوں کے سانچے میں ڈھل رہا ہے وطن
نئے سفر ہیں نئے راستے نئی منزل
جہان کہنہ پہ بھاری ہے نزع کا عالم
قدم قدم پہ ابھی مشکلات ہیں لیکن
ہمارے ساتھ ہیں ضبط و یقیں عمل پیہم
افق سے تابہ افق زندگی ہے محو خرام
نظام نو کی درخشانیوں کا دور آیا
غم و الم کے نشانات مٹتے جاتے ہیں
مسرتوں کی فراوانیوں کا دور آیا
مگر نگار وطن کو سنوارنے کے لئے
ابھی بہت سے مراحل عبور کرنا ہے

عزیز دیس کے کچھ لوگ ہیں ابھی محکوم
ابھی غلامی کی ظلمت کو دور کرنا ہے

ابھی بہاروں میں بھرنا ہے رنگ عافیت
نظام تازہ کی ہر شے سنوارنا ہے ابھی
ابھی تو دیدۂ عالم کو بخشنا ہے فروغ
اٹھو کہ عارض ہستی نکھارنا ہے ابھی

★★★★★★★

Scanned with CamScanner

بھارتی درندوں کے نام

نقش ہے سینۂ گیتی پہ شجاعت جس کی
صفحۂ دہر پہ مرقوم ہے عظمت جس کی
مثل خورشید درخشندہ ہے سطوت جس کی
اے کہ مشہور زمانہ ہے حمیت جس کی
تم نے للکارا تو کس قوم کو للکارا ہے

جو سر رزم مٹا سکتی ہے باطل کا غرور
روند سکتی ہے بہرگام کلاہ فغفور
عدل و انصاف ہے جس قوم کا زریں دستور
جس کی عظمت کے فسانے ہیں جہاں میں مشہور
تم نے للکارا تو کس قوم کو للکارا ہے

جو غلامی کے اندھیروں کو مٹا سکتی ہے
مشعل عظمت و اقبال جلا سکتی ہے
آگ نمرود کو گلزار بنا سکتی ہے
اپنے قدموں پہ ہمالہ کو جھکا سکتی ہے
تم نے للکارا تو کس قوم کو للکارا ہے

کفر کو زیر کیا ظلم مٹایا جس نے
عزم فرعون کو ناکام بنایا جس نے
مرتبۂ ملت بیضا کا بڑھایا جس نے
"نوح انساں کو غلامی سے چھڑایا جس نے"
تم نے للکارا تو کس قوم کو للکارا ہے

****

اپنی آزادی کے نام

مجھے یقیں تھا فروغ انجم سے آسماں زر نگار ہو گا
مجھے یقیں تھا طلوع خورشید سے جہاں تابدار ہو گا
حیات افروز ہوں گی یکسر مرے وطن کی حسیں فضائیں
کبھی کہیں بے کلی نہ ہو گی نہ کچھ کہیں خلفشار ہو گا
افق سے نور سحر ابھر کر حیات نو کا پیام دے گا
نہ پھر کوئی بے قرار ہو گا ، نہ پھر کوئی اشکبار ہو گا
سحر کی ضوریزیوں سے شام الم کی تاریکیاں مٹیں گی
ردائے شب تار تار ہو گی جہان نو آشکار ہو گا
مجھے یقیں تھا سمٹ کے رہ جائیں گے حوادث کے تند طوفاں
سفینہ گرداب غم سے اپنا یقین محکم تھا پار ہو گا
بھٹک رہے ہیں جو دشت غربت میں قافلے آہ بے کسوں کے
انہیں بھی جینے کا حق ملے گا انہیں بھی حاصل قرار ہو گا
مجھے یہ امید تھی کہ پھولوں سے دامن آرزو بھروں گا
نسیم گل جلوہ ریز ہو گی ، نگار گل جلوہ بار ہو گا

مجھے یہ امید تھی کہ میں بھی شریک جشن بہار ہوں گا
حیات نو کی مسرتوں پر مجھے بھی کچھ اختیار ہو گا
مگر یہ امید اور یقیں کا فسوں بھی اب ٹوٹنے لگا ہے
جو شاخ نازک پہ آشیاں بنے گا ناپائیدار ہو گا

****

Scanned with CamScanner

رنگ تغزل

متفرقات

وہی حسرت وہی ویرانی دل
نہ ہم بدلے نہ بدلا رنگ محفل
خرد گھبرا گئی راہ وفا میں
جنوں بڑھتا گیا منزل بہ منزل
طلسم زندگی کے شعبدے ہیں
یہ باغ و راغ یہ شور عنا دل
ابھی حد نظر تک تیرگی ہے
نہ جانے کب جلے قندیل محفل
حرم نومید ہے پیر حرم سے
ابھی تک ہو سکی ہے طے نہ منزل
وہی عہد گذشتہ کے شب و روز
وہی زنداں وہی طوق و سلاسل
تحیر خیز ہے نظم گلستاں
پریشاں ہیں ابھی تک دیدہ و دل

****

Scanned with CamScanner

ایک ہنگامہ سر کون و مکاں ہے ساقی
زندگی اہل محبت پہ گراں ہے ساقی
وسعت دہر ہے تشریح کتاب ہستی
کہیں نغمہ کہیں فریاد و فغاں ہے ساقی
نہ سہی عرض تمنا کا سلیقہ لیکن
مدعا دیدۂ پرنم سے عیاں ہے ساقی
ظلمت شب ہے، کٹھن رستہ ہے ، بے جہت سفر
کارواں اپنا بدستور رواں ہے ساقی
یہ گر انباری ماحول یہ بے کیفی دل
اک نئے دور کی آمد کا نشاں ہے ساقی
اب خزاں سے بھی ہمیں بوئے بہار آتی
سنگریزوں پہ ستاروں کا گماں ہے ساقی
نکہت و رنگ سے محروم چمن کی وسعت
اہل گلشن کے لئے کتنی گراں ہے ساقی

****

سرور و کیف کی لذت سے ہیں ابھی محروم
یہ بادہ خواروں کے جھرمٹ یہ میکشوں کے ہجوم
کھلا نہ کوشش پیہم سے مجھ پہ راز حیات
سمجھ سکا نہ میں عمر عزیز کا مفہوم
ترس گئی ہے سماعت سکوں کے نغمے کو
مغنیوں کے ترانے ہیں کیف سے محروم
ستم کے طور ، کرم کی روائتیں بدلیں
مگر نہ بدلا ہمارا نوشتہ مقسوم
قدم قدم پہ دلآویز نکہتیں حیراں
روش روش پہ بہاریں فسردہ و مغموم
حسین و سرمئی آنکھوں میں اشک مجبوری
جبین شوق پہ حسرت کی داستاں مرقوم
چلا تو ہوں میں بصد شوق جانب منزل
مآل راہ نوردی مگر نہیں معلوم

****

Scanned with CamScanner

افکار پریشاں

ہو چکے ہیں خزاں سے ہم مانوس
مطربا ! نغمۂ بہار نہ چھیڑ
آمد فصل گل کا ذکر نہ کر
غم نصیبوں کو بار بار نہ چھیڑ

تیرگی کو سحر کہیں کیونکر
رات کو کیوں نہ کہیں رات نہیں
خار صحراء کو برگ گل سمجھیں
آہ یہ اپنے بس کی بات نہیں

یہ بنائیں گے وہ بنائیں گے
آرزوؤں نے کتنے جال بنے
ہم نے کانٹوں سے بھر لیا دامن
کون جانے کہ کس نے پھول چنے

جا چکے ہیں چمن سے اہل چمن
اب خزاں آئے یا بہار آئے
حاصل عمر تھے وہی لمحے
جو تیری بزم میں گزار آئے

★★★★★★★

چلے یوں بزم سے کچھ تشنہ کام دیوانے
اداس ہو گئے ساغر اداس پیمانے

اچاٹ کیوں نہ ہوں دل تیرے بادہ خواروں کے
سرور و کیف سے خالی ہیں آج میخانے

سسک رہی ہے تہ دام روح آزادی
بھٹک رہے ہیں سر راہ آج فرزانے

خرد کے سامنے لوٹی گئی متاع حیات
وفا کے ہاتھ سے ٹوٹے وفا کے پیمانے

نہ جانے کس نے اٹھایا نقاب چہرے سے
کہ رقص کرتے چلے آ رہے ہیں پروانے
غم حیات ، تمنائے دید فکر مآل
مرے فسانے میں مضمر ہیں کتنے افسانے

خرد کے ہاتھ سے اجڑی ہیں بستیاں کتنی
جنوں نے کر دیئے آباد کتنے ویرانے

الہی خیر ہو اس خاک دان عالم کی
مقام عقل سے بڑھنے لگے ہیں فرزانے

****

Scanned with CamScanner

غزل

داستان غم و آلام ابھی باقی ہے
میرے آغاز کا انجام ابھی باقی ہے
نکہت گل ہے بدستور پریشاں خاطر
تلخی گردش ایام ابھی باقی ہے
تشنہ لب چل دیئے پھر داد و واہش کیا معنی
ساقیا تجھ پہ یہ الزام ابھی باقی ہے
اب بھی ناکردہ گناہوں کی سزا ملتی ہے
رسم پارینہ بہرگام ابھی باقی ہے
زلف برہم ہے دل آشفتہ صبا آوارہ
دوست بے کیفی ایام ابھی باقی ہے

★★★★★★★

ہمیں منظور نہیں

پھول پژمردہ و حیراں ، ہمیں منظور نہیں
خار ہوں زینت داماں ، ہمیں منظور نہیں
مصرف زاغ میں بلبل کا نشیمن توبہ
مسند عقل پہ ناداں ، ہمیں منظور نہیں
حسن کے ہاتھ میں شمشیر ہلاکت افسوس
عافیت شعلہ بداماں ہمیں منظور نہیں

گرد آلود جبیں اور نگاہیں بے نور
ایسی ہیئت مسلماں ، ہمیں منظور نہیں

بےکسی تشنہ لبی ۔ یاس پریشاں حالی
یہ ہیں گر زیست کے عنواں ہمیں منظور نہیں
ہم گرانباری ماحول کا شکوہ نہ کریں
ہے بجا آپ کا فرماں ، ہمیں منظور نہیں
صحن گلشن میں رہیں نکہت گل سے محروم
اور سہیں تلخی دوراں ، ہمیں منظور نہیں

Scanned with CamScanner

غزل

یوں مرے دل کے داغ جلتے ہیں
جیسے غم کے چراغ جلتے ہیں

چپ ہوں اور کچھ بھی کہہ نہیں سکتا
آرزوؤں کے باغ جلتے ہیں

گل کے دامن سے خون رستا ہے
عافیت کے ایاغ جلتے ہیں

کاروان بہار لٹتا ہے
رنگ مٹتے ہیں راغ جلتے ہیں

بجھ رہے ہیں مسرتوں کے دیے
حسرتوں کے چراغ جلتے ہیں

دیکھ کر کج روی زمانے کی
دل تو دل ہے دماغ جلتے ہیں

المدد جذبۂ سکون و فرار
آج پھر دل کے داغ جلتے ہیں

****

عید آئی ہے

غم نہ کھاؤ کہ عید آئی ہے
مسکراؤ کہ عید آئی ہے

خون دل خون آرزو کیا
بھول جاؤ کہ عید آئی ہے

کلفت غم فسانۂ آلام
مت سناؤ کہ عید آئی ہے

پھر کہیں سے مسرتوں کے چراغ
مانگ لاؤ کہ عید آئی ہے

نہ سہی قمقمے جگر کے داغ
تم جلاؤ کہ عید آئی ہے

گرد جھاڑو اداس چہروں سے
مسکراؤ کہ عید آئی ہے

مطمئن قلب پر سکوں ماحول
ڈھونڈ لاؤ کہ عید آئی ہے

کچھ نہ کچھ اہتمام عید کرو
ہمنواؤ کہ عید آئی ہے

Scanned with CamScanner

مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی سے
متاثر ہو کر

نرغۂ کفار میں محصور ہے اللہ کا گھر
الاماں ہے شعلۂ افشاں افتخار بحر و بر

سینۂ گیتی کی رونق ، عارض گیتی کا رنگ
سجدہ گاہ اہل ایماں ، محور اہل نظر

جانثاران شہنشاۂ امم ہیں اشکبار
لٹ رہی ہے قبلہ اول کی حرمت الحذر

منبع باران رحمت مخزن جود و کرم
قبضۂ اغیار سے مغموم ہے شام و سحر

مسجد اقصیٰ کی رعنائی ہے مغموم و ملول
اپنی ویرانی پہ ہے بیت المقدس نوحہ گر

درہم و برہم ، سراسر محفل امن و سکوں
مٹتا جاتا ہے جہاں سے امتیاز خیر و شر

آبروئے مسجد اقصیٰ بنی مشق ستم
ہے کہاں روز مکافات اے خدائے بحر و بر

" آگ ہے ، اولاد ابراہیم ہے ، نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی امتحان مقصود ہے "

****

Scanned with CamScanner

قطعات

تاریخ وفات جسٹس سردار یار محمد خان مرحوم

شمع روشن بجھ گئی وائے نصیب
لٹ گیا سرمایۂ کیف و قرار
پیکر انصاف رخصت ہو گئے
رہ گیا " داغ فراق اب " یادگار

چھایا ہے ہر طرف الم و غم ملال و یاس
وائے ستم کہ اس کا دامن ہوا نراس

سوئے عدم سدھارنے والے میں کیا کہوں
" تیرے بغیر آج ہے حسن " وطن اداس

****

وفات بشریٰ

میری بچی ، میری حیات کی نو
قلزم موت میں ہوئی روپوش
ایک آواز جو تھی وجہ سکوں
دیکھتے دیکھتے ہوئی خاموش

****

آہ جمال ناصر

آج وہ صورت جہانگیر ہے آسودہ خاک
جس نے صدیوں کی غلامی کا فسوں توڑا تھا
عزم و ہمت کے چراغوں کو جلا بخشی تھی
ملت خفتہ کے احساس کو جھنجھوڑا تھا

ایک آواز جو تھی نغمۂ جمہور کی گونج
قلزم موت کی گہرائیوں میں روپوش ہوئی
ایک آواز جو تھی جہد مسلسل کا پیام
دفعتاً رک گئی اور چپکے سے خاموش ہوئی

ایک آواز جو تھی سوز یقیں سے معمور
ایک آواز جو تھی شوکت عظمت کی امیں
ایک آواز جو تھی عزم مصمم کی نوید
کھو گئی آہ خلاؤں میں کہیں دور کہیں

ایک آواز جسے بانگ جرس کہتے تھے
ایک آواز جو تھی مایۂ فہم و ادراک
دیکھتے دیکھتے خاموش ہوئی وائے نصیب
ایک آواز دراک صدائے بے باک

مصر کے کوچہ و بازاروں میں ہے حشر بپا
بجھ گئی عظمت و اقبال کی روشن قندیل
مٹ گیا مشرق وسطیٰ کی جلالت کا شباب
اٹھ گیا دھر سے اسلام کا فرزند جلیل

★★★★★★★

Scanned with CamScanner

حرف و حکایت

قلمی نام (الف خان)

ضیاء الحسن ضیاء (الف خان)

جلسوں کا اہتمام ۔ جلوسوں کا شور و شر
نعروں کے زیر و بم کا تسلسل ادھر ادھر
ووٹوں کی جستجو میں پریشاں و سرگرداں
زعمائے قوم گھوم رہے ہیں نگر نگر
کاروں کا جم غفیر ٹرکوں کا اژدھام
ملت کے جانثار ہیں یوں عازم سفر
حلقے میں ہم نواؤں کے اللہ رے نصیب
انداز تمکنت سے قیادت ہے جلوہ گر

طرز خطاب حسن تکلم نہ پوچھیے
بخیئے ادھیڑتے ہیں بہرگام بخیہ گر
کتنا ستم ہے حفظ شرافت کے مدعی
گالی گلوچ پہ اتر آئے ہیں الحذر
عزت ہے دم بخود تو شرافت ہے جاں بلب
خدام ملک و قوم کا انداز دیکھ کر

رندان میکدہ بھی ہیں زاہد کے ہمرکاب
یکجا ہیں آج شعلہ و شبنم حذر حذر

Scanned with CamScanner

وارفتگان حرص و ہوس ہیں رواں دواں
لیلائے اقتدار کی خاطر ڈگر ڈگر
بھاڑے کے ہیں عوام کرائے کے سامعین
محو خطاب ہیں میاں نتھو بہ کر و فر
دشنام اور طعنوں کا باہم تبادلہ
جوش و خروش اور تسلسل اگر مگر

القصہ ممبری کے تعاقب میں ہر طرف
الفاً غریب دوڑ رہا ہے برہنہ سر

****

مچھر نامہ

دن کو ہیں مکھیاں ستیزہ کار
شب کو مچھر ہیں در پے آزار

بھنبھناتے ہیں گیت گاتے ہیں
اور دھڑلے سے کاٹ کھاتے ہیں

بے شبہ نام دار ہیں مچھر
رات دن گرم کار ہیں مچھر

دوڑ کر کاٹنے کو آتے ہیں
رقص کرتے ہیں دندناتے ہیں

ظلم سے ان کے ہیں سبھی نالاں
ننھے منے غریب پیر و جواں

Scanned with CamScanner

میونسپلٹی نے پال رکھے ہیں
نئے سانچے میں ڈھال رکھے ہیں

مختلف سن وسال کے مچھر
یعنی ماضی و حال کے مچھر

غول در غول ہیں نبرد آرا
اس کو تاکا کبھی اسے مارا

ہر طرف ان کی شہریاری ہے
رات دن ان کا خوف طاری ہے

کوئی لندھور ہے کوئی چنگیز
خوں چکاں ہیں کبھی گئے خوں ریز

بلدیہ کا وقار زندہ باد
مچھروں کی بہار زندہ باد

****

پلا ساقیا شربت خانہ ساز
کروں منکشف تجھ پہ سر بستہ راز
بنا کس طرح نور دیں رہنما
میاں خیر دیں کیسے لیڈر بنا
اگرچہ پرانی ہے یہ داستاں
نیا ہے مگر میرا طرز بیاں
مگر ذکر ماضی ہے فرسودہ بات
سناؤں تجھے کچھ نئے واقعات
تیری خیر اور تیرے یاروں کی خیر
وزارت کے امیدواروں کی خیر

پلا ساقیا ایک ٹھرے کا جام
خدا تجھ کو کر دے مدار المہام

Scanned with CamScanner

میرے دیس کے سورماؤں کی خیر
وزارت کے بخت آزماؤں کی خیر
جو گرم عمل ہیں بڑی شان سے
بڑی شان سے اور بڑی آن سے
نہ تخصیص ہے نہ کوئی امتیاز
ادھر گل زماں ہیں ادھر ہیں گل نواز
وزارت کی دھن میں ہے سرگرم کار
بڑے چاؤ سے آج شمانجار

پلا ساقیا کوئی ایسی شراب
کھلے جس سے مجھ پہ وزارت کا باب

انوکھا ہے رنگ اور نرالا ہے ڈھنگ
ٹھنی ہے ہر سو وزارت کی جنگ
نئے داؤ ہیں اور نئے پیچ ہیں
پرانے طریقے تو سب ہیچ ہیں
کوئی پختنی میں ہے مرد جری
اڑنگے میں حاصل کسے برتری

کوئی پہلوان جواں سال ہے
کوئی پیل تن ثانی زال ہے
بڑے مضطرب ہیں بڑے بے قرار
نگار وزارت کے امیدوار

مئے ارغوانی پلا ساقیا
غم روز و شب سے چھڑا ساقیا

کوئی فہم میں گر ہے فرد جلیل
جہالت میں کوئی ہے اپنی مثیل
نبرد آزما ہیں کئی سر فروش
وزارت کی دیوی کے حلقہ بگوش
بپا قیل اور قال کی جنگ ہے
حصول زر و مال کی جنگ ہے
وزارت تجارت کا عنوان ہے
تمول کا لاریب سامان ہے

الف خان بھی شامل سواروں میں ہے
وزارت کے امیدواروں میں ہے

Scanned with CamScanner

برکات چیئرمینی

روز و شب تھا یہ خلفشار مجھے
کہ میسر ہو روزگار مجھے

چیئرمینی ہو تیری عمر دراز
کر دیا تو نے ساہو کار مجھے

ہو گئیں ختم خواہشیں ساری
مل گیا وقت سازگار مجھے

تجھ سے پہلے اے مایۂ تسکیں
مل سکا نہ کبھی قرار مجھے

چین سے بیٹھنے نہ دیتا تھا
ہم نفس فکرِ روزگار مجھے

آٹا بیچا کبھی ، کبھی مٹی
مل سکا نہ مگر قرار مجھے

تیرے الطاف نے کیا آخر
صاحب عزت و وقار مجھے

بن پئے اب تو مست رہتا ہوں
تو نے بخشا عجب خمار مجھے

فرش سے عرش کی طرف ہوں رواں
راس آیا یہ کاروبار مجھے

تھا ترستا کبھی گدھی کے لئے
مل گئی اب تو عمدہ کار مجھے

پہلے بے اختیار تھا واللہ
اب تو حاصل ہے اختیار مجھے

*****

Scanned with CamScanner

الیکشن نامہ

الیکشن کا دور جواں آ گیا
یہاں آ گیا اور وہاں آ گیا
ہوا گرم ہنگامہ کار زار
صدارت کے رسیا ہیں مصروف کار
غم قوم میں محو پیکار ہیں
غرض لڑنے مرنے کو تیار ہیں
ہے ملبوس کھدر کا زیب بدن
صدارت کی منزل پہ ہیں گامزن

نگار صدارت کے نخچیر ہیں
کئی چوہدری اور کئی پیر ہیں
کوئی ان میں لندھور سعدان ہے
کوئی پیلتن کوئی بلوان ہے
صدارت وزارت کے امیدوار
کئی خام تر ہیں کئی پختہ کار

چلے جا رہے ہیں کشاں در کشاں
کوئی میر و مرزا ہے اور کوئی خاں
ہیں پیران صد سالہ بھی گرم کار
بصد شان و شوکت بصد افتخار

مچلتے ہوئے دندناتے ہوئے
حریفوں کو آنکھیں دکھاتے ہوئے
بڑے اہل دانش بڑے باوقار
سیاست کے داعی شرافت شعار
الیکشن کے گر آزماتے ہوئے
کبھی زیر لب مسکراتے ہوئے
بصد انکساری بصد التجا
ہر گام سب مانگتے ہیں دعا
الٰہی مجھے بھی وزارت ملے
کوئی مال بہر تجارت ملے

تہمتن ، بہادر ، دلاور دلیر
کچھار سیاست کے بے مثل شیر

یہ ملت کے خادم یہ خدام دیں
ریا کار ، خودغرض اور نکتہ چیں
بڑے نام ور ہیں بڑے ہوشیار
غم قوم و ملت میں سینہ فگار
بڑے نیک طینت بڑے نیک نام
مشیری ، وزیری کے طالب تمام
نئے روز و شب ہیں نئے ماہ وسال
قیادت کی ہنڈیا میں آیا ابال
الیکشن کی روداد مرغوب ہے
الف خاں کا طرز بیاں خوب ہے

****

اچکن میگوید

لیڈری کی اساس ہے اچکن
اور قومی لباس ہے اچکن
اپنی اچکن پہ تم نہ اتراؤ
اب تو میرے بھی پاس ہے اچکن
کبھی تولہ ہے اور کبھی ماشہ
کتنی خبط الحواس ہے اچکن
زینت میکدہ ہے اور کبھی
محو حمد و سپاس ہے اچکن
گرچہ یہ بامراد ہے لیکن
پھر بھی یارو اداس ہے اچکن
چاؤ اور چونچلے کی پروردہ
کچھ دنوں سے نراس ہے اچکن

مقتدر ہو کے بھی سکون نہ ملا
مبتلائے ہراس ہے اچکن
گاہے نورو کی حاشیہ بردار
اور گہ رام داس ہے اچکن
نت نئے راویے بناتی ہے
وقف امید و یاس ہے اچکن
بھانپ لیتی ہے وقت کی رفتار
ہمنوا و حساس ہے اچکن
کبھی مجو کی ہے یہ خدمتگار
کبھی زلفی کی داسی ہے اچکن
مختلف رنگ و ڈھنگ کی حامل
نیک و بد کی عکاس ہے اچکن
نشۂ اقتدار میں یارو
کس قدر بدحواس ہے اچکن
ہے کبھی سومناتھ کی قاتل
کبھی متھرا نواس ہے اچکن
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی
راس دھاری کی راس ہے اچکن

ہے سراپا سوال اور یارو
سر بسر التماس ہے اچکن
ہے عجوبہ روزگار حضور
یہ جو الفی کے پاس ہے اچکن

****

ایک امیدوار منسٹری
بارگاۂ خداوندی میں

خالق کل خدائے ہست و بود
بے شبہ تو ہے ہر جگہ موجود
ہے عیاں تجھ پہ مدعا میرا
تجھ سے پوشیدہ کچھ نہیں مولا
حسرت اقتدار ہے مجھ کو
حاجت کاروبار ہے مجھ کو
اپنی رحمت سے کامراں کر دے
اور بڑھاپے میں نوجواں کر دے
بخش دے دولت قرار مجھے
کوئی اچھا سا روزگار مجھے
مجھ کو بھی اقتدار مل جائے
جھنڈا مل جائے کار مل جائے
مے دو آتشہ پلا مجھ کو
پر لگا کر ذرا اڑا مجھ کو

ضعف میں طاقت جوانی دے
اور مجھے آب ارغوانی دے
میں وزارت مآب ہو جاؤں
کامراں کامیاب ہو جاؤں
صاحب عز و جاہ کر مجھ کو
اور وزارت پناہ کر مجھ کو
میں سراپا سوال ہوں یارب
اور آشفتہ حال ہوں یارب
خدمت قوم کا صلہ دے دے
اور وزیری کا مرتبہ دے دے
میں ہوں لاریب صاحب اوصاف
اور کروں گا ہر ایک سے انصاف
ہوں اگر میں وزیر بے تعلیم
سب کریں گے مگر میری تکریم
التجا اب قبول ہو جائے
اور کلی کھل کے پھول ہو جائے

Scanned with CamScanner

ہوں جہالت میں گوہر یکتا
میرا ثانی نہیں کوئی واللہ
علم سے قلم ہے عزیز مجھے
نیک و بد کی نہیں ہے تمیز مجھے
اپنے فن میں کمال حاصل ہے
اور متروکہ مال حاصل ہے
تجربہ کار میں پرانا ہوں
صنف دشنام میں یگانہ ہوں
میری فطرت بڑی جلالی ہے
اور طبیعت بھی لا ابالی ہے
صبح لیتا ہوں شام لیتا ہوں
ہیرا پھری سے کام لیتا ہوں
طالب عزو جاہ ہوں مولا
قوم کا خیر خواہ ہوں مولا
الغرض پیکر کمال ہوں میں
یعنی سرمایہ جہال ہوں میں
شوق ہے خدمت عوام کروں
اور روشن بڑوں کا نام کرو

رحم فرما خدائے ارض و سماء
مانگتا ہوں خلوص دل سے دعا
تیری رحمت سے گر وزیر بنوں
نام کی تیرے دیگ پکواؤں

قوم آسودہ حال ہو جائے
الف خاں بھی نہال ہو جائے

★★★★★★★

Scanned with CamScanner

سابق منسٹر

جھنڈا نہ موٹر ، نوکر نہ چاکر
نہ میز اور کرسی ، نہ کوئی دفتر
انبوہ یاراں ، نہ لاؤ لشکر
افتاں و خیزاں ، بادیدۂ تر
پھرتا ہے در در ، سابق منسٹر
صدر معمر ، اللہ اکبر

جلسہ نہ میلا ، گھوڑا نہ ٹھیلا
سنگی نہ ساتھی ، نہ کوئی چیلا
جورو کا طوفاں ، بچوں کا ریلا
وہ جا رہا ہے ، بالکل اکیلا
وائے مقدر ، سابق منسٹر
صدر معمر ، اللہ اکبر

عزت گنوائی ، دولت کمائی
کرسی کی خاطر ، خفت اٹھائی

بیوی سے جھگڑا ، کی ہاتھا پائی
جلسہ رچایا ، اور مار کھائی
ملت کا رہبر ، سابق منسٹر
صدر معمر ، اللہ اکبر

گذرا زمانہ ، عہد شہانہ
رخصت ہوئی عظمت خسروانہ
خیمے قناتیں ، اور شامیانہ
اب رہ گیا ہے ، خالی فسانہ
نے بال و نے پر ، سابق منسٹر
صدر معمر ، اللہ اکبر

ڈنڈا گھمانا ، آنکھیں دکھانا
ملت کے غم میں ، ٹسوے بہانا
تقریر کرنا ، شیخی جتانا
مرغ مسلم ، حلوہ اڑانا
بے لوث لیڈر ، سابق منسٹر
صدر معمر ، اللہ اکبر

کہنے کو ہمراز ، ملت کے دمساز
لیکن ہیں سارے ، حاکم کے غماز

Scanned with CamScanner

زعمائے ملت ، ہیں حیلہ پرداز
نعرۂ حق ہے ، الغفے کی آواز
لیڈر ، ایڈیٹر ، سابق منسٹر
صدر معمر ، اللہ اکبر

★★★★★★★

بیچئے

گھر بیچئے گا بنگلہ و ایوان بیچئے
متروکہ جائیداد میری جان بیچئے
سب کچھ بکاؤ مال ہے اس دور میں حضور
رعنائی بہار گلستان بیچئے
اسلاف کے مزار، اقارب کے مقبرے
ہاں اونے پونے حضرت گل خان بیچئے
چڑھائیے گا قوم کو نیلام عام پر
ہر راہ گذر پہ عظمت ایمان بیچئے
قدرت نے ایسا وقت دیا ہے حضور کو
دامن کے ساتھ سایہ داماں بیچئے
کھائیے اڑائیے شوق سے سرکار شوقین
زر کی ہوس میں عزت انسان بیچئے
ملبوس قوم ، چادر ملت قبائے دین
ہاں بیچئے گا اور علی الاعلان بیچئے

Scanned with CamScanner

منبر پہ چڑھ کے زہد کا پرچار کیجئے
میخانہ میں متاعِ شبستان بیچئے
پھیلائیے گا دامِ ریا گام گام پر
زر کی ہوس میں عزتِ ایمانی بیچئے
اوقاف اقربا کے لئے وقف کیجئے
غازی کی قبرِ پاک کا سامان بیچئے
واقف نہیں ہیں رمزِ حکومت سے اس لئے
بہتر ہے جا کے اب کہیں پکوان بیچئے
قبریں ، مزار اور مساجد ومقبرے
سب بک گئے ہیں اب کیا الف خان بیچئے

****

ہے رواں سکہ ہر اک سمیت ریاکاری کا
اوج پر پہنچ گیا سلسلہ عیاری کا
مایۂ خلق سے محروم ہے گر پیرِ حرم
شیخ کمبخت بھی دیباچہ ہے ، مکاری کا
خود تو گردابِ معاصی میں پھنسے ہیں لیکن
درس دیتے ہیں مسلمان کو دینداری کا
رند متلاشی طلبگار ہے زاہد بھی ہنوز
اڑھائی اضلاع کی سرداری کا
ہر قدم پر ہے بپا مکر و ریا کی محفل
ہر روش سے ہے عیاں رنگ سیہ کاری کا
قال اللہ کا ہے ذکر زباں پر لیکن
کام صاحب کی فقط حاشیہ برداری کا
نتھو دھوبی بھی ہے مخدوم چچا چھکن بھی
میاں سلو کو بھی ہے زعم جہانداری کا
سوشل ازم کے پرستار حرم کے فرزند
نیا انداز ہے اسلام سے غداری کا

Scanned with CamScanner

رند تو رند ہے ، زاہد کی نہ پوچھو روداد
اس کا ہر فعل ہے غماز ریاکاری کا
عظمت دین حنیفہ کے بظاہر قائل
فعل وکردار ہے توحید سے بیزاری کا
غازی اور غزنوی غوری ہوں کہ تبریزی
فکر ہے ہر کس وناکس کو سپہداری کا
مشرقیت کے خدوخال نہ کیوں دھدلائیں
سلک ٹیڈی ازم بن گیا نر ناری کا
شہر مسرور و درخشندہ کو وائے قسمت
سامنا کرنا پڑا موت کی اندھیاری کا
کتنے ناکردہ گناہ ہو گئے مجروح و ہلاک
ہے یہ انجام ستم گر کی جفاکاری کا
مختلف مکتب افکار سے وابستہ ہیں
کوئی اقراری کا ساتھی کوئی انکاری کا
میر و طارق کی قیادت کا ہے کوئی قائل
ڈنکا بجتا ہے کہیں حضرت انصاری کا
یہ دھماکہ یہ تباہی کا الف خان ساماں
غافلوں کیلئے پیغام ہے بیداری کا

١۔ میر عبدالعزیز ۔ ایڈیٹر انصاف
٢۔ چوہدری محمد شریف طارق ایڈووکیٹ
٣۔ عبدالخالق انصاری ایڈووکیٹ
محاذ رائے شماری میں دھڑے بندی کی طرف اشارہ

Scanned with CamScanner

ہجو

سنا ہے کہ اک شاہ درے کا گداگر
ریاکار ، بدعہد ، بد حال خودسر
قیادت کا داعی شرابی کبابی
چڑی کاڈکو ، زنخ بیرس کا خوگر
جہالت میں اول خجالت میں بے مثل
لٹیروں کا ساتھی لفنگوں کا ہمسر
اگرچہ ہے نابلد فن سخن سے
مگر ناز ہے اپنے علم و ہنر پر
نہیں بات کرنے کا گرچہ سلیقہ
مگر پھر بھی ہے ملک و ملت کا رہبر
اسے حادثہ ہی سمجھ لیجیے گا
چنبیلی کا تیل اور کاٹے چھچھوندر
کوئی کل بھی یارو نہیں گرچہ سیدھی
زمانے میں مشہور ہے کینہ پرور
شریفوں کو آنکھیں دکھانے لگا ہے
شرافت کا دشمن شرارت کا پیکر

کشاں در کشاں پھر چلے آ رہے ہیں
صدارت کے رسیا وزارت کے چاکر
لڑیں گے الیکشن بڑی تمکنت سے
میاں نور دین اور چاچا دلاور
کہیں گرم دشنام ہیں مولوی جی
کہیں گرم پیکار ہیں سائیں سرور
کوئی ان میں لندھور کا ہم عناں ہے
کوئی زال اور کوئی ابن سکندر
کوئی ان میں سوشل ازم کا ہے داعی
کوئی بحر اسلام کا ہے شناور
ہر اک مکتب فکر کے اہل دانش
لئے اپنے ہمراہ چیلوں کا لشکر

صدارت کی دیوی کے سب ہی پجاری
تہی دست ، زردار اور بندہ پرور

الف خان بے چارہ بھی شامل ہے ان میں
اٹھائے ہوئے دوش پر اپنا بستر

Scanned with CamScanner

ووٹ کی دھن میں قطار اندر قطار
پھر رہے ہیں لیڈران نام دار
مختلف اقسام کے ہیں رہنما
رند کوئی ہے کوئی پرہیزگار
غازی اسلام اور فخر کشیر
جستجوئے ووٹ میں ہیں گرم کار
قائد ملت اگر ہیں نور دین
قافلہ سالار ہیں عبدالستار
کوئی ان میں ثانی لندھور ہے
سام کوئی ہے کوئی اسفندیار
کوئی دریوزہ گری میں بے مثل
اور کوئی بخیہ گری میں پختہ کار
رہنمائے دین پیر میکدہ
پیشوائے ملک و ملت بادہ خوار
حکمت و ادراک میں سب بے نظیر
مولوی گلباز سترو خشت کار

مولوی گل کار شیر کاشمیر
غازی کشمیر ہے نتھو لوہار
حافظ امن و سکون و عافیت
دوستو ہیں ان دنوں عبدالشرار
ہیں امیر کارواں ملت فروش
رہبران قوم ہیں ملت شکار
پارسائی کا لبادہ اوڑھ کر
پھر رہے ہیں کو بکو دیوانہ وار
گاہے اس جانب ہے گاہے اس طرف
چوہدری نتھو برائے اقتدار
جھاڑتے تقریر ہیں ہر گام پہ
لیڈری کا بھوت ہے سر پہ سوار
ووٹ کا طالب ہے کوئی اور کوئی
نوٹ کی خاطر سراپا انتظار
چوہدری راجہ قریشی اور میر
سب غرض مندوں میں ہوتے ہیں شمار
کیا کہیں کس سے کہیں کیسے کہیں
لٹ رہی ہے عظمت لیل و نہار

Scanned with CamScanner

ووٹ کی عظمت سے ہیں نا آشنا
چوہدری چھکن میاں عبدالغفار
وائے قسمت ہیں اسیر ذات و گوت
اور قبیلائی تعصب کا شکار
امتحاں ہے آپ کے ایثار کا
ووٹران ملک و ملت ہوشیار
دیجئے گا عقل و دانش کا ثبوت
ہے یہ الفت کے جلے دل کی پکار

****

بک گئے

ارزاں بکے گراں بکے ، سرکار بک گئے
اف کاروان قوم کے سالار بک گئے

کل تک جنہیں غرور تھا اپنے اصول پر
بکنے پہ آئے تو سر بازار بک گئے

لیلائے اقتدار کی خاطر بری طرح
آزادی وطن کے طلبگار بک گئے

اب کس سے دلدہی کی تمنا کرے کوئی
دلبر بکے ، رفیق بکے ، یار بک گئے

مونچھوں کے ساتھ دولت پندار بک گئی
فخر وطن ، خلوص کے مینار بک گئے

Scanned with CamScanner

گاڑی کی آرزو میں بکے کچھ برائے ووٹ
بکنے لگے تو سید و سردار بک گئے

نفرت تھی جن کو بکنے بکانے کے فعل سے
وہ صاحبان طرہ و طرار بک گئے

شاعر بکے ، ادیب بکے ، رہنما بکے
زر کی ہوس میں صاحب کردار بک گئے

کہتے تھے زندہ باد جنہیں کل امیر قوم
افسوس آج وہ پس دیوار بک گئے

میخانۂ وفا کی متاع گراں کے ساتھ
واحسرتا کہ میکش و مے خوار بک گئے

بکنے کی رسم ایسی چلی ہے کہ الحذر
نازاں تھے جو وفا پہ وفادار بک گئے

بہرحال کامل

خدمت ملک و ملت کے داعی ہیں ہم
یہ حقیقت ہے ادنیٰ سپاہی ہیں ہم

قوم مجبور ہے ہم پریشان ہیں
مثل برق تپاں شعلہ ساماں ہیں ہم

خود غرض ، خود پسندوں میں شامل ہیں ہم
اس ہنر میں بہرحال کامل ہیں ہم

★★★★★★★

کنونسنگ

مانگتے ووٹ کئی بار نظر آتے ہیں
غول در غول سبکسار نظر آتے ہیں

Scanned with CamScanner

پا پیادہ ہے کوئی اور کوئی موڑ پہ سوار
یعنی ہر روپ میں فنکار نظر آتے ہیں

قوم کے غم میں پریشان ، فسردہ ، مغموم
ان دنوں مولوی گلزار نظر آتے ہیں

خواہش ووٹ میں سرکار کئی جاہ طلب
صورت مرغ گرفتار نظر آتے ہیں

شرق میں چوہدری فضلے کی سپہ داری ہے
غرب میں راجہ جہانداد نظر آتے ہیں

جن کو تخریب کے فن میں تھی مہارت حاصل
آج وہ صورت معمار نظر آتے ہیں

اب تو میخانے میں رندان کہن کے ہمدوش
صاحب جبہ و دستار نظر آتے ہیں

پرانے شکاری

بصد پارسائی بصد انکساری
چلے آ رہے ہیں سیاسی مداری
نگار وزارت کا طالب ہے کوئی
صدارت کی دیوی کا کوئی پجاری
سنا ہے کہ کل بوٹر کے زیر سایہ
پٹے غازیان وطن باری باری
ہیں دست و گریباں بڑی تمکنت سے
ستاری سے الجھے ہیں میاں غفاری
پہن کر دیانت کا ملبوس دیکھو
میرے دیس کے رہبران مکرم
اڑاتے ہیں تکے لنڈھاتے ہیں تاری
رچانے چلے راس بہروپ دھاری
بڑے تجربہ کار پرفن ہیں سلو
دکھاتے ہیں تیسہ چلاتے ہیں آری

Scanned with CamScanner

ہیں گرم عمل حفظ ملت کے داعی
کہیں زرگری ہے کہیں زر نگاری
کوئی مولوی نور دیں کا ہے ساتھی
کسی کی ہے رندان ملت سے یاری
ہیں باہر میاں صاحب جاہ و حشمت
مگر گھر میں بیوی ہے فاقوں کی ماری
نبرد آزما ہیں بڑے حوصلے سے
سیاست کی لکڑی ریاضت کی آری
اگرچہ ہیں ناطق یہ احکام و فرماں
مگر ہیں یہ سب بے شبہ کرمچاری
سماتا نہیں اپنے جامے میں اب تو
یہ تخم ملنگاں یہ ابن بھکاری
محبت کی قدروں کو پامال کر کے
کیئے جائیے پھر ظلم کی آبیاری
ادھر اور ادھر گھومتے ہیں الف خاں
نیا جال لائے پرانے شکاری

****

کھدر کا کرتا اور ٹوپی کھدر کی شلوار
پہن کے آ پہنچے ہیں پھر سے قوم کے ٹھیکیدار

ظاہر میں ہیں اجلے اجلے اور باطن میں میلے
کرود کپٹ اور لوب کے بندے جانے سب سنسار

چھین چھپٹ ہے ان کا پیشہ مکر و دغا ہے کام
نام کے رہبر، عمل کے رہزن گلو اور گلزار

پہلے تھے یہ نیم جولاہے اور ہیں خان بہادر
بدل کے چولہ نام و نسب کا پھرتے ہیں سرکار

فضلو تیلی، علیانائی اور نتھو حلوائی
نورا، ہاشم اور فرمانا سب ہیں نمبردار

Scanned with CamScanner

چال گھات سے بھان متی نے ایسا کنبہ جوڑا
متروکہ املاک کے صدقے بن بیٹھے سردار

چہرے اور مہرے سے مومن ہر کردار سے کافر
کینہ پرور ظالم ضدی اور پکے خرکار

مفت اڑائیں حلوہ انڈاہ مرغ مسلم کھائیں
کچھ تخمی کچھ قلمی لیڈر وقت کی پیداوار

منصب کے صدقے میں پایا سریا سیمنٹ اینٹیں
کوٹھی اور حویلی ایواں مفت ہوئے تیار

نگر نگر میں ان کا شہرہ ، ڈگر ڈگر پہ دھوم
ملت کا نیلام رچائیں ملت کے غم خوار

کرسی مسند موٹر جھنڈا ہے ان کی میراث
گارڈ آف آنر کے ہیں اب سارے تو حصہ دار

وقت وقت کی بات ہے ساتھی اور سمے کا رنگ
گوندھ کے مٹی تھاپ کے اینٹیں اگاتے ہیں لہار

رنگ زمانہ دیکھ کے الفا کیوں نہ اشک بہائے
قوم ہے بھوکی ، قوم ہے ننگی اور لیڈر زر دار

****

Scanned with CamScanner

یہی وہ شہر نگاراں ہے دوستو کہ جہاں
سمگلروں کو تقدس مآب کہتے ہیں
بلیکروں کو سمجھتے ہیں قاضی حاجات
اٹھائی گیروں کو عالی جناب کہتے ہیں

یہاں لٹیروں کو حاصل ہے قرب سلطانی
یہاں پہ عدل کی قدروں کا احترام نہیں
یہاں چمن کی تباہی میں باغباں ہیں شریک
فروغ لالہ و نکہت کا اہتمام نہیں

فقیہہ شہر ہے حرص و ہوس کا دیوانہ
فریب و مکر کے خوگر ہیں لیڈران کرام
خطیب قوم ہے محروم حق بیانی سے
ہیں مفتیان مکرم بھی بندۂ حکام

طریق عدل سے نا آشنا ہیں وائے نصیب
جو لوگ مسند انصاف پر ہیں جلوہ فگن
میرے وطن کے سیاہ و سپید پر ہیں محیط
غرور جن کا وطیرہ فریب جن کا چلن

اب بھی کرسی پر متعین ہیں
گرہ کٹوں کے امام اور رہزنوں کے امیر
کوئی غریب شکایت کرے تو کس سے کرے
کہ کوتوال بھی ہے حرص و آز کا نخچیر

کہیں ہے نام کا جھگڑا کہیں ہے گوت کی جنگ
کہیں ہے اونچ کا قصہ کہیں ہے نیچ کی بات
قضاء و قدر کے منصب پہ آج فائز ہیں
اسیر رنگ و نسل اور رہین ذات و پات

Scanned with CamScanner

یہ میرا شہر حسین و جمیل ہے لیکن
یہاں غریب کا پرسان حال کوئی نہیں
گناہ و جرم ثقافت میں ہو گئے شامل
یہاں تمیز حرام و حلال کوئی نہیں

غریب الفے کو امید تھی کہ اب کے برس
خزاں نصیب چمن میں بہار آئے گی
شب الم کے اندھیروں کا زور ٹوٹے گا
عروس صبح بصد افتخار آئے گی

مگر یہ آس یہ امید بھی ہوئی پامال
بجھے بجھے ہیں بدستور آرزو کے چراغ
خزاں کی زد میں ہے شادابی چمن اب بھی
رہین رنج و الم ہے میرا وطن اب بھی

****

منسٹری کے امیدوار کا خواب

دوستو میں نے خواب دیکھا ہے
اک نرالہ سا باب دیکھا ہے
خواب دیکھا ہے کامرانی کا
عہد پیری میں نوجوانی کا
میں نے دیکھا کہ وزیر ہوں میں
بے نواؤں کا دستگیر ہوں میں
مجھ کو عز و وقار حاصل ہے
جھنڈا حاصل ہے کار حاصل ہے
ڈنکا بجتا ہے میری عظمت کا
دبدبہ ہے میری وزارت کا
پیکر عزت و وقار ہوں میں
دست فطرت کا شاہکار ہوں میں
مجھ کو سارے سلام کرتے ہیں
اور بصد احترام کرتے ہیں
صاحب عزت و جلال تھا میں
بے شبہ پیکر کمال تھا میں

Scanned with CamScanner

گھومتا تھا حسیں فضاؤں میں
اڑ رہا تھا نئی ہواؤں میں
الغرض تھا میں پیکر اجلال
صاحب بخت صاحب اقبال
اسپ قسمت تھا تیزگام میرا
اور روشن تھا خوب نام میرا
خواب میں تھا میں مالک اورنگ
مجھ کو کہتے تھے سب وزیر جنگ
آہ لیکن یہ خواب کا عالم
میرے عہد شباب کا عالم
مثل حرف غلط ہوا معدوم
پھوٹ کر رہ گیا میرا مقسوم
خواب آخر میں خواب ہی نکلا
اور یارو سراب ہی نکلا
آنکھ جھپکی تو خواب ٹوٹ گیا
دامن اقتدار چھوٹ گیا
یوں وزارت کا اختتام ہوا
پھر الف خان میرا نام ہوا

چمچہ

جلال خسروی کا حاشیہ بردار ہے چمچہ
یہاں سرکار ہے چمچہ وہاں سرکار ہے چمچہ

کبھی نتھو کا ہمراہی کبھی گل باز کا ساتھی
غرض ہر رنگ میں مصروف کاروبار ہے چمچہ

تعلق اور خوشامد چاپلوسی اس کا شیوہ ہے
خدا محفوظ رکھے کتنا حیلہ کار ہے چمچہ

فقیہہ شہر پیر میکدہ سے اس کا پارینہ
سپہ سالار ملت کا بن یار غار ہے چمچہ

میرا ممدوح چمچہ اس لئے چمچوں میں یکتا ہے
کہ فن مکر میں ہوشیار در ہوشیار ہے چمچہ

Scanned with CamScanner

کبھی گُل باز کی صورت میں سرگرم تکلم ہے
کبھی زوردار ہے یارو کبھی نادار ہے چمچہ

میرے ممدوح چمچے کی جو عظمت کا نہیں قائل
وہ بداطوار ناہنجار اور خرکار ہے چمچہ

صف عشاق اور بزم حسیناں میں بھی شامل ہے
بہ فیض ہیرا پھیری منعم و زردار ہے چمچہ

بدلنا رنگ گرگٹ کی طرح اس کا وطیرہ ہے
کبھی خواجہ کبھی مرزا کبھی سردار ہے چمچہ

گہ غربت زدوں کی بے کسی پر وقف گریاں ہے
گہ اہل دول کا حاشیہ بردار ہے چمچہ

ادھر چمچہ ، ادھر چمچہ ، یہاں چمچہ ، وہاں چمچہ
رباب زندگانی پر بھی آج نغمہ بار ہے چمچہ

اسی کے دم سے قائم ہے فساد و شر زمانے میں
کہیں رہبر ، کہیں رہزن ، کہیں عیار ہے چمچہ

حضور پیر میں بھی حاضری کا شرف حاصل ہے
خطیب قوم و ملت کا بھی خدمتگار ہے چمچہ

کبھی اس دیگ میں ہے تو کبھی اس دیگ میں یارو
کوئی مانے نہ مانے صاحب اسرار ہے چمچہ

کبھی رندوں کی محفل میں کبھی پیروں کے جھرمٹ میں
کبھی دیندار ہے چمچہ ، کبھی مےخوار ہے چمچہ

اگرچہ رات دن چمچوں کا ذکر خیر کرتا ہے
الف خان سے مگر پھر بھی بڑا بے زار ہے چمچہ

****

Scanned with CamScanner

چڑھا کے قوم کو نیلام پر جناب شیخ
بصد فریب و دغا صاحب وقار ہوئے
ملی جو ڈھائی ضلعوں کی حقیر سرداری
بزعم خویش جہاں بھر کے شہریار ہوئے

غم وطن ، غم ملت ، غم جہاں داری
ہزار غم ہیں ابھی جان ناتواں کے لئے
اگرچہ قوم کے غم میں ہیں وقف آہ و فغاں
یہ سلسلہ ہے فقط زیب داستاں کے لئے

یہ کہہ رہے تھے سر راہ چوہدری چھکن
کہ اب کی بار صدارت میرا مقدر ہے
خدا کے فضل سے سب لوگ ہمنوا ہیں میرے
میری جبین درخشندہ مثل خاور ہے

سنا ہے ہم نے کہ ملت کے قافلہ سالار
ہیں گرم کار نئے عزم سے بہ شوکت و شان
کشاں کشاں چلے جاتے ہیں دیکھئے کیا ہو
چھپائے جیب میں اپنے ہزارہا فرمان

برا ہو حرص و ہوس کا کہ صاحب تقویٰ
حرم سے نکلے چلے جانب صنم خانہ
ہے ایک ہاتھ میں تسبیح تو دوسرے میں شراب
بڑے خلوص سے تھامے ہوئے ہیں پیمانہ

اٹھائیں کیوں نہ شب و روز دعوتوں کا لطف
تواضع کام و دہن جبکہ شغل ہے محبوب
اگرچہ کھیر بھی کھاتے ہیں اور حلوہ بھی
مگر ہے مرغ مسلم انہیں بہت مرغوب

Scanned with CamScanner

بڑے وثوق سے دیتے ہیں قوم کو دھوکا
یہ لیڈران مکرم یہ رہبران کرام
لبادہ اوڑھ کے پھرتے ہیں پارسائی کا
یہ خود پسند فریبی یہ خود غرض خود کام

خدا خدا کہ میری قوم کے شریف عوام
ہر ایک موڑ پہ اکثر فریب کھاتے ہیں
سمجھ کے رہزنوں کو بھی رہبر ملت
بصد خلوص انہیں دوش پر اٹھاتے ہیں

خدا بچائے الف خاں یہ دور ناہنجار
شرافتوں کا ہے دشمن دیانتوں کا حریف
مقام اونچے پہ فائز ہیں بدنہاد مگر
بھٹک رہے ہیں سر راہ بندگان شریف

★★★★★★★

حق تعالیٰ کا بڑا احسان ہے
میونسپلٹی تابع فرمان ہے

کل تلک یارانہ خرکاروں سے تھا
دوست اپنا آج تانگے بان ہے

کوٹھیاں آباد ۔ ویراں مسجدیں
پھر بھی علموں صاحب ایمان ہے

اللہ اللہ ان دنوں گندم فروش
مہتران ملک کا سلطان ہے

اہل دل ہیں وقف فریاد و فغاں
بزم رنداں سوختہ سامان ہے

یہ تکبر خود نمائی ، خود سری
کیا پنپنے کا یہی عنوان ہے

Scanned with CamScanner

چوہدری کوئی ہے اور راجہ کوئی
کوئی مرزا اور کوئی افغان ہے

چاروں شانے چت ہوا بار دگر
ہم تو سمجھے تھے بڑا بلوان ہے

جاہل مطلق ہے ملت کا امام
بوجہل لاریب بدھی مان ہے

دیکھ کر رنگ زمانہ دوستو
قلب مضطر اور نظر حیران ہے

چارہ گر تخم ملنگاں دے مجھے
دل ہے زخمی اور جگر بریان ہے

ابو جد جس کے تھے سقان وطن
وہ میاں سلمو بھی پاٹے خان ہے

بلدیہ کے فیض سے اہل وطن
زندگی یکسر وبال جان ہے

ہر روش پر مکھیاں ہیں گرم کار
مچھروں کا ہر طرف طوفان ہے

دیکھ کر روش جہاں اے الف خاں
دل ہے صد پارہ خرد حیران ہے

****

Scanned with CamScanner

لیڈری کا خمار ہے پیارے
ہلکا ہلکا بخار ہے پیارے
بدحزنوں کی انجمن کا امام
لیڈر پختہ کار ہے پیارے
لوط کے خاندان کا رکن خاص
اب بھی سرگرم کار ہے پیارے
واپڈا کی جفا سے وائے نصیب
شہر نو سوگوار ہے پیارے
قوم کے ووٹ کا فقط حقدار
چوہدری گلبہار ہے پیارے
کیا بتاؤں گرہ کٹوں کا امیر
صاحب اختیار ہے پیارے
کس سے کہیئے کہ شرم آتی ہے
ہر طرف خلفشار ہے پیارے
کل تلک تھا جو تابع فرماں
آج فرمان دار ہے پیارے
ووٹ کی جستجو میں شام و سحر
مولوی بے قرار ہے پیارے
بیچ کر جائیداد متروکہ
آج کل ساہوکار ہے پیارے

ان سے ملیئے یہ ہیں میاں نورو
اور یہ نو بہار ہے پیارے
میکدہ اس کے دم سے قائم ہے
یعنی شب زندہ دار ہے پیارے
رنگ بدلے ہے گرگٹوں کی طرح
کس قدر ہوشیار ہے پیارے
دیکھ کر رنگ ڈھنگ روز و شب
میرا سینہ فگار ہے پیارے
خانساماں تھا پہلے لیکن اب
لیڈروں میں شمار ہے پیارے
اللہ اللہ محرر مجبور
رہبر نامدار ہے پیارے
شوق سے نوش کیجیئے حضرت
شربت انجبار ہے پیارے
ان کی محفل میں ذکر الفی کا
ان دنوں بار بار ہے پیارے

Scanned with CamScanner

آؤ سنو سرکار کہانی
طرز نئی ہے بات پرانی

میرے دیس کے یارو انسان
اپنے اپنے کام میں غلطاں
زینت محفل رونق زنداں
خوگر طاعت تابع فرماں

حسب و نسب اور نام کے بندے
سب کے سب ہیں کام کے بندے

زاہد شب بیدار بھی ہیں کچھ
غازی اور احرار بھی ہیں کچھ
ملت کے غمخوار بھی ہیں کچھ
وقت کی پیداوار بھی ہیں کچھ

کچھ ہمراہی کچھ ہم جولی !
کھیل رہے ہیں آنکھ مچولی

قوم و وطن کے ہیں مستاجر
خان زماں گلو اور سرور
گھوم رہے ہیں گھر گھر در ، در
کئی بلیکی کئی سمگلر

چمچہ گیری میں لاثانی
کچھ صحرائی کچھ کاغانی

رہرو لیڈر ، راہی لیڈر
پیادے اور سپاہی لیڈر
عبداللہ ششماہی لیڈر
خواجہ فضل الٰہی لیڈر

ملت کے معمار ہیں سارے
قوم کے خدمتگار ہیں سارے

لیڈر پنج ہزاری لیڈر
سالانہ مہ واری لیڈر
گرداور پٹواری لیڈر
عامی اور سرکاری لیڈر

Scanned with CamScanner

بھانت بھانت کی بولی بولیں
جب بھی بولیں پورا تولیں

حرص و ہوس کے ہیں متوالے
سرخ سلونے گورے کالے
بھیڑوں بکروں کے رکھوالے
سوڑیا سترو اور جمالے

دھن اور دولت کے شیدائی
لیکن سب ہیں بھائی بھائی

منصب خاص کے بل بوتے پر
یوسو بالا اور سکندر
گلا بھیما یار دھڑا دھڑ
لوٹ رہے ہیں قوم کو مل کر

ہر صاحب کے ساتھ ہے چمچہ
یعنی ہاتھوں ہاتھ ہے چمچہ

نورو کا ہمراز ہے چمچہ
سیدے کا دمساز ہے چمچہ
گویا وقت کا ساز ہے چمچہ
یوں کہ بے آواز ہے چمچہ

دولت کا بنجارا چمچہ
الفے کا ہے پیارا چمچہ

****

Scanned with CamScanner

سنا ہے معترف ہیں اب دھرم داس
ہوا نظم و نسق کا ستیا ناس

بڑے جوکھوں سے حاصل کی تھی لیکن
صدارت پھر بھی آئی نہ ہمیں راس

یہ پتھر اٹھ نہیں سکتا ہے ہم سے
چلو چل کر کہیں اب کاٹیئے گھاس

کسی فٹ پاتھ پر مل جل کے سارے
لگا کر چھابڑی بیچیں انناس

حذر کہ کھوہ میں شیروں کی اب کے
چھپے بیٹھے ہیں لاتعداد خناس

حواری ، حاشیہ بردار ، دکھیا
حضور شیخ کے چہرے پہ ہے یاس

ذرا ماضی کی جانب جھانک کر دیکھ
سیہ ہیں سر بسر اوراق قرطاس

نہ دکھلاؤ ہمیں یہ کاغذی پھول
نہیں ہے نام کو بھی جن میں بوباس

خدا ان رہنماؤں سے بچائے
نہیں ہے جن کو اپنے عہد کا پاس

رچائیے گا کہیں اب اور ۔ جا کر
حضور اپنے تقدس کی نئی راس

اسی تنخواہ پر خدمت کروں گا
کہ ہوں ہر رنگ میں سرکار کا داس

الجھ کر رہ گئی مایوسیوں میں
تمنا آرزو امید اور آس

خدا حافظ ہے اب اہل وطن کا
دم واپس یہ فرماتے تھے عباس

سلیقے سے دکھاتا ہے مناظر
الف خاں ہے بڑا مشاق عکاس

Scanned with CamScanner

گرفتار ہوس کی چاک دامانی نہیں جاتی
نہیں جاتی میاں نتھو کی حیرانی نہیں جاتی

تونگر کر دیا حالات نے گر بھیک منگوں کو
تعجب ہے کہ پھر بھی خوئے کاغانی نہیں جاتی

وزارت سے جدائی اس قدر بار گراں گذری
کہ فرط غم سے ان کی شکل پہچانی نہیں جاتی

عجب بے چارگی ہے سرد آہیں ہیں تڑپنا ہے
وزارت کیا گئی ہے گھر کی ویرانی نہیں جاتی

مریض جیپ و جھنڈا پر جو طاری ہے کئی دن سے
معالج تھک گئے پر مرض ہذیانی نہیں جاتی

فریب و جھوٹ کے باعث ہوئے ہر موڑ پر رسوا
مگر پھر بھی میاں جی کی اکڑ خانی نہیں جاتی

غنیمت جانیئے دو چار دن کی سرفرازی کو
لکھی ہے جو مقدر میں پریشانی نہیں جاتی

جناب میر کو ہر گام پر کھانی پڑی منہ کی
غضب ہے پھر بھی ان کی شعلہ سامانی نہیں جاتی

سنا ہے کل سر پنڈال پہ گل خاں کہتے تھے
عدو کے شور و شر سے میری گل خانی نہیں جاتی

مخالف گرچہ ہے سارا زمانہ نور عالم کا
مگر صاحب سلامت کی ہوس رانی نہیں جاتی

پہن کر پارسائی کا لبادہ آپ سے ہرگز
چھپائی مکر اور حیلے کی عریانی نہیں جاتی

لکھا کرتا تھا الفا لیڈروں کا جس سے پس منظر
سیاہی تو گئی لیکن الف خانی نہیں جاتی

Scanned with CamScanner

قوم و وطن کا ہے دلدادہ
گرم عمل ہے پھر شہزادہ
خدمت دیں پر ہے آمادہ
کتنا بھولا کتنا سادہ

اس نے کہی اور اس نے مانی
لیڈر سب کا ہے رمضانی

حلف اٹھانا کام ہے اس کا
شغل یہ صبح و شام ہے اس کا
دانہ اس کا دام ہے اس کا
نذرانہ انعام ہے اس کا

پھر بھی کہلائے گر گیانی
لیڈر سب کا ہے رمضانی

زندہ باد کا نعرہ سننا
اور سن کر سر اپنا دھننا
جال ریاکاری کے بننا
کانٹے بونا اور گل چننا

دنیا میں ہے رسم پرانی
لیڈر سب کا ہے رمضانی

گارا گوندھے اینٹیں تھاپے
ہوٹل کھولے کپڑا ناپے
مکر و ریا کے گیت الاپے
مالا رولے منتر جاپے

ہٹ دھری میں ہے لاثانی
لیڈر سب کا ہے رمضانی

ملت کا غمخوار ہے یارو
زاہد شب بیدار ہے یارو
آر ہے یارو پار ہے یارو
دیہہ دیہہ کا نمبردار ہے یارو

Scanned with CamScanner

ملے گئی بابا کار الف خاں کون کہے
حشر کے ہیں آثار الف خاں کون کہے
سچوں پر اللہ کی رحمت
جھوٹوں پر پھٹکارا الف خاں کون کہے
راہب ، زاہد اور بن باسی
اکثر ہیں مکار الف خاں کون کہے
بچوں کے ہاتھوں میں تم نے
سونپی ہے تلوار الف خاں کون کہے
طفل مکتب منصف ٹھہرے
وقت کی یہی پکار الف خاں کون کہے
بحر الم میں ڈوب گئے ہیں
ملت کے غمخوار الف خاں کون کہے
غازی ۔ غزنی اور مجاہد
وقت کی پیداوار الف خاں کون کہے
رنگ چمن ہے آج دگرگوں
جلتا ہے گلزار الف خاں کون کہے
پھول بچارے وقف خزاں اور
خار گلے کا ہار الف خاں کون کہے

ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم
لٹتا ہے سنسار الف خاں کون کہے
کور چشم ہیں دنیا والے
اندھی ہے سرکار الف خاں کون کہے
غنچہ اور گل کی رعنائی
ہو گئی وقف نار الف خاں کون کہے
حد نشیمن تک آ پہنچی
زنداں کی دیوار الف خاں کون کہے
ہو گئے باہم دست و گریباں
کرتہ اور شلوار الف خاں کون کہے
بٹتی ہے جوتوں میں اب تو
دال سر بازار الف خاں کون کہے
پیر حرم نے بیچ دیئے ہیں
طرہ و دستار الف خاں کون کہے
قوم کے سر پہ لہراتی ہے
دشمن کی تلوار الف خاں کون کہے
عدل کے منصب پہ فائز ہے
نتھو چوکیدار الف خاں کون کہے
وہ ٹھہرے سردار بہادر
یہ ہیں منصب دار الف خاں کون کہے

Scanned with CamScanner

اس بے راہ روی کے بے شک
آپ ہیں ذمہ دار الف خاں کون کہے
حرف شکایت لب پہ لانا
جرم ہے کیوں سرکار الف خاں کون کہے

****

ووٹوں کا بیوپار ہے یارو
اب تو بیڑا پار ہے یارو
ہر سو بھونک رہے ہیں کتے
اور چلنا دشوار ہے یارو
ووٹر کے ہیں وارے نیارے
نوٹوں کی بھرمار ہے یارو
دیہہ کا نمبردار ہے نتھو
فضلا چوکیدار ہے یارو
ووٹ کے بدلے نوٹ ملیں گے
اچھا کاروبار ہے یارو
کھدر کا کرتہ پاجامہ
کھدر کی دستار ہے یارو
لیڈر اپنا خان بہادر
بہت بڑا سردار ہے یارو
جاٹ کا بیٹا نتھو خیرو
اور راجہ گلزار ہے یارو
کھلم کھلا ڈگر ڈگر پہ
ووٹوں کا بیوپار ہے یارو
حکم کا بندہ ہے مستانہ
اور فرماں بردار ہے یارو

Scanned with CamScanner

مطلب کے ہیں سارے ساتھی
کون کسی کا یار ہے یارو
نگر نگر میں گھوم رہے ہیں
اپنی موٹر کار ہے یارو
قوم و وطن کا خادم لیکن
وقت کی پیداوار ہے یارو
چور اچکا اور گرہ کٹ
ملت کا غم خوار ہے یارو
خوب چلا چندے کا دھندا
دولت کی بھرمار ہے یارو
لیڈر کے چہرے کی رنگت
خیر سے اب گل نار ہے یارو
ڈھائی ضلعوں کی سرداری پر
کیا درجہ یلغار ہے یارو
مدح و ستائش سے بےگانہ
ذم کا ٹھیکیدار ہے یارو
نورو ، شرفو ، بھیما ، خوشیا
الفا سب کا یار ہے یارو

****

دنیا کے رنگ و بو کا طلب گار آدمی
حجرہ نشین صاحب کردار آدمی
خود غرض ، خود پسند ریاکار آدمی
بد عہد آدمی ہے تو بدکار آدمی
اس آدمی کے یار کئی رنگ و روپ ہیں

مندر میں گا ہے گھنٹہ بجاتا ہے آدمی
مسجد میں جا کے وعظ سناتا ہے آدمی
نغمات زندگی کہیں گاتا ہے آدمی
روتا ہے آدمی تو رلاتا ہے آدمی
اس آدمی کے یار کئی رنگ و روپ ہیں

زوردار آدمی ہے تو نادار آدمی
بے رحم آدمی ہے تو غمخوار آدمی
معصوم آدمی ہے خطاکار آدمی
تگڑا ہے آدمی ، کوئی بیمار آدمی
اس آدمی کے یار کئی رنگ و روپ ہیں

Scanned with CamScanner

سلطان آدمی ہے شہریار آدمی
صدر الصدور یعنی جہاں دار آدمی
فتنہ پسند اور وفادار آدمی
مجبور آدمی ہے تو مختار آدمی
اس آدمی کے یار کئی رنگ روپ ہیں

لیڈر کے روپ میں کبھی آتا ہے آدمی
ملت کے غم میں ٹسوے بہاتا ہے آدمی
چندے کے بل پہ عیش اڑاتا ہے آدمی
لٹتا ہے آدمی تو لٹاتا ہے آدمی
اس آدمی کے یار کئی رنگ و روپ ہیں

افسر ہے آدمی ناافسر ہے آدمی
غمخواہ قوم یعنی منسٹر ہے آدمی
شر کا فساد و بغض کا خوگر ہے آدمی
کینہ پرست اور ستمگر ہے آدمی
اس آدمی کے یار کئی رنگ و روپ ہیں

پیغمبر زمان ہے لاریب آدمی
سلطان انس و جان ہے لاریب آدمی
سرمایہ زمان ہے لاریب آدمی
اور صاحب عنان ہے لاریب آدمی
اس آدمی کے یار کئی رنگ و روپ ہیں

****

Scanned with CamScanner

بہر انداز آتے ہیں بہر عنوان آتے ہیں
وہ دیکھو دندناتے مولوی فرمان آتے ہیں

لبادہ اوڑھ کر صدق و صداقت اور شرافت کا
کئی نمرود اٹھتے ہیں کئی ہامان آتے ہیں

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے اہل ایماں کو
نئے فتنے مچلتے ہیں نئے طوفان آتے ہیں

حفاظت کیجئے خود اپنے جوتوں کی مساجد میں
لباس شرف میں ملبوس کچھ شیطان آتے ہیں

جنہیں سونپا گیا تھا عدل اور انصاف کا منصب
وہی اب پایۂ جولاں برسر میدان آتے ہیں

لٹیرے اور اٹھائی گیر شامل ہیں شریفوں میں
بشکل مومناں کچھ دشمن ایمان آتے ہیں

تلاش ووٹ میں مصروف ہیں رسیا صدارت کے
چچا چھکن کے ہمرہ آج پاٹے خان آتے ہیں

کھڑے ہیں اس طرف خم ٹھوک کر راجہ گلابو خاں
ادھر سے چوہدری بھی صورت طوفان آتے ہیں

******

صدا ہر سمت گونجی رہبران .... تیز گام آئے
میاں نتھو کے ہمرہ مولوی عبدالسلام آئے

جو کل تک پھانستے پھرتے تھے ناکردہ گناہوں کو
خدا کی شان ہے آخر وہ خود ہی زیر دام آئے

تکبر سرنگوں ہو کر رہا کچھ اس قرینے سے
تماشہ دیکھنے کے واسطے سب خاص و عام آئے

سمگلر اور گرہ کٹ آخرش انجام کو پہنچے
مکافات عمل کی زد میں کچھ ولدالحرام آئے

Scanned with CamScanner

اشعار

کسے معلوم ہے کس وقت کس پر گر پڑے بجلی
کسے معلوم ہے کب پو پھٹے کس وقت شام آئے

مآل خیر و شر سے خوب واقف تھے مگر پھر بھی
کسی محفل میں جب آئے تو اکثر بے لگام آئے

الم انگیز ہے انجام حرص و آز کا .... یارو
لب دریا پہنچ کر آہ واپس تشنہ کام آئے

بچاؤ اپنی عزت دھول دھپے کا زمانہ ہے
یہ الفے کی کہانی اور حریفوں کا فسانہ ہے

****

مختلف رنگ ہیں زمانے کے
سارے چکر ہیں آب و دانے کے
چور شامل ہوئے شریفوں میں
انقلابات ہیں زمانے کے
چوہدری خیر دیں ، میاں فرماں
منتظم ہیں قمار خانے کے

ان سے ملیئے بصد ادب یارو
لوگ ہیں یہ بڑے گھرانے کے
منعموں میں شمار ہوتے ہیں
کل جو مقروض تھے زمانے کے

خوان نعمت انہیں میسر ہے
جو تھے محتاج دانے دانے کے
چوہدری نور خان چچا چھکن
آج مالک ہیں کارخانے کے

رنگ بے ڈھنگ ہے کسے کہیے
تنکے اڑتے ہیں آشیانے کے

Scanned with CamScanner

نام حاجی ولے ہے کام عجیب
ہیں یہ مالک شراب خانے کے
اے سمگلنگ تیرے طفیل ہمیں
لطف حاصل ہوئے زمانے کے

دانت ہیں دانت پوچھتے کیا ہو
کچھ ہیں کھانے کے کچھ دکھانے کے
خوف عصیاں ہے نہ غم عقبیٰ
ہیں نڈر لوگ اس زمانے کے
وائے قسمت کہ ہو گئے مسدود
راستے اب مزے اڑانے کے
لیڈری کا خمار ہے ورنہ
بیچ حمام آج ننگے ہیں
سارے کردار اک فسانے کے
وہ تو قسمت سے بچ گے ورنہ
مستحق ہم تھے تازیانے کے
بات کہتا ہے کس سلیقے سے
شعر ہیں خوب الف خانے کے

*****

میرے شہر میں

ہر بو لہوس ہے گرم دغا ، میرے شہر میں
اک جنگ زرگری ہے بپا ، میرے شہر میں
ہر ایرا غیرا کیوں نہ ہو بدھو کے ہمرکاب
یہ چوہدری ہے سب سے بڑا ، میرے شہر میں
ابا ادھر تو بیٹا ادھر گرم کار ہے
یہ نقطۂ عجیب کھلا ، میرے شہر میں
کچھ تو علاج اس کا بھی چارہ گر کرو
پھوٹی ہے لیڈری کی وبا ، میرے شہر میں
کاروں کی ، کوٹھیوں کی ، امارت کی دوڑ ہے
کیا کچھ نہیں ہے آج بتا ، میرے شہر میں
اینٹوں کا بھاؤ تیز ہے ، سیمنٹ کا بھاؤ تیز
ارزاں ہے کچھ تو مکر و ریا ، میرے شہر میں
مسجد کی آڑ لے کے دکانیں بنایئے
آتی ہے ہر طرف سے صدا ، میرے شہر میں

Scanned with CamScanner

گرم سخن ہیں حضرت نتھو بھی ان دنوں
ہے عام شاعری کی وبا ، میرے شہر میں
پھر کر رہے ہیں شرف قیامت کو تار تار
کچھ بندگان حرص و ہوا ، میرے شہر میں
ہر شے کی میرے شہر میں بہتات ہے مگر
عنقا ہے ایک خوف خدا ، میرے شہر میں
قبریں بکیں تو کوٹھیاں تعمیر ہو گئیں
آیا ہے انقلاب نیا ، میرے شہر میں
گرمی میں بھی بقدر ظرف دھوپ تاپیئے
سایہ نہیں کہیں بھی ذرا ، میرے شہر میں
ہر ایک سر میں آج سیاست کا ہے خمار
ہر اک زباں ہے شعلہ نوا ، میرے شہر میں
اے بادہ خوارو خوب پیئو کاڈکو کے جام
کھل کر برس رہی ہے گھٹا ، میرے شہر میں
دشنام اور لعنوں کا بازار گرم ہے
دم توڑتی ہے شرم و حیاء ، میرے شہر میں
غازی بھی ، غزنوی بھی ، مجاہد بھی ، پیر بھی
کیا کچھ نہیں ہے بنام خدا ، میرے شہر میں
یارو نئے سلیقے سے پھر جوتیوں میں دال
بٹتی ہے اب تو شام وپگا میرے شہر میں

سرمایۂ خلوص و وفا ختم ہو گیا
ہے عام جنس مکر و دغا میرے شہر میں
اغماض کر رہے ہیں فرائض سے بے دریغ
یہ صاحبان قدر و قضاء میرے شہر میں
اس روشنی کے دور میں یہ تیرگی ہے کیوں
اے ہم جلیس ، تو ہی بتا ، میرے شہر میں
اخلاق اور اصول کی قدریں ہیں دم بخود
دم توڑتی ہے مہر و وفا میرے شہر میں

****

Scanned with CamScanner

ضیاءالحسن ضیاء

مرض انتخاب عام ہوا
مینڈکی کو غرض زکام ہوا
گانٹھ کر دوستی جمالو سے
خان فرمان نیک نام ہوا
کل لٹیروں کا سرغنہ تھا جو
آج ملت کا وہ امام ہوا
انقلابات کے کرشمے ہیں
نور دین صاحب زمام ہوا
دندناتے ہیں ہر طرف خمار
اسپ شب گویا بے لگام ہوا
بیچ کر جائیداد متروکہ
چوہدری فائز المرام ہوا
شنکچر کاڈکو کے جام چلے
زنجی بیرس کا اہتمام ہوا
دیکھ کر مہوشوں کا حسن و جمال
پیر صد سالہ بھی غلام ہوا
حریت کیش بھی ہوئے مخمور
مرد غازی اسیر دام ہوا
منصب خاص کی وساطت سے
نئی کوٹھی کا انتظام ہوا

حرف وحکایت

بر سر راہ کل خطیب قوم شہر
مجھ سے یوں مائل کلام ہوا
بھر کے اک آہ سرد فرمایا
ختم شرم و حیا کا نام ہوا
رند نے ڈھونڈ لی حرم کی رہ
غرق مے مولوی نظام ہوا
اندھے کانے بصیر بن بیٹھے
گنگ بھی قادرالکلام ہوا
مکر و حیلہ فروغ گیر ہوئے
اور شرافت کا اختتام ہوا
امن کے راستے ہوئے مسدود
سلسلہ عافیت تمام ہوا
وائے قسمت یہ دور ناہنجار
وجۂ تذلیل نسب و نام ہوا

بچ کے جائیں کہاں الف خانا
ہم پہ جینا بھی اب حرام ہوا
عرض کی میں نے ٹھیک کہتے ہو
تلخ انداز صبح و شام ہوا

Scanned with CamScanner

صبح مسجد میں سجدہ ریزی کی
شب کو مے خانہ میں قیام ہوا
پوچھتے کیا ہو تم الف خاں کی
مولوی بھی رہین جام ہوا

****

ہم نے راس رچائی یارو
ہم نے راس رچائی

اونے پونے خاک کو بیچا
متروکہ املاک کو بیچا
بدھی اور ادراک کو بیچا
دھرتی کیا افلاک کو بیچا
کوٹھی نئی بنائی یارو ہم نے راس رچائی

قوم کے غم میں حلوہ کھایا
بریانی اور مرغ اڑایا
مکر و ریا کا کھیل رچایا
دھرتی کو آکاش بنایا
ہرسو دھوم مچائی یارو ہم نے راس رچائی

Scanned with CamScanner

قوم و وطن کی شان کو بیچا
عزت بیچی آن کو بیچا
قبریں بیچیں، مان کو بیچا
مسجد اور ایمان کو بیچا
دولت خوب کمائی یارو ہم نے راس رچائی

لیڈر ہیں ہم بہت پرانے
دانا بنیا سگھڑ اور سیانے
تان کے اکثر تانے بانے
بے شک ہیں جانے پہچانے
جانے سب لوکائی یارو ہم نے راس رچائی

ڈاکوؤں میں اب نام ہے اپنا
خیر سے ہر اک کام ہے اپنا
دانہ اپنا دام ہے اپنا
چرچہ صبح و شام ہے اپنا
ہم ٹھہرے ہرجائی یارو ہم نے راس رچائی

حرص و ہوس کے ہیں متوالے
سرخ سلونے گورے کالے
بھیڑوں بکروں کے رکھوالے
بے شک ہم ہیں دیکھے بھالے
سب ہیں بھائی بھائی یارو، ہم نے راس رچائی

ٹی اے ڈی اے خوب کما کر
حلوے مانڈے مفت اڑا کر
گاڑی پہ جھنڈا لہرا کر
گھر کو لوٹے منہ لٹکا کر
خیر سے بدھو بھائی یارو ہم نے راس رچائی

سب کا خدمتگار ہے الفا
اور یاروں کا یار ہے الفا
ملت کا غمخوار ہے الفا
گھر کا نمبردار ہے الفا
جھوٹ نہیں ہے کائی یارو ہم نے راس رچائی

****

Scanned with CamScanner

ہمنواؤ یہ لیڈران کرام
ہیں سراپا اسیر بادہ وجام
قوم کے غم میں دل فگار ہیں سب
یعنی مصروف کاروبار ہیں سب
ہے بپا ان میں اقتدار کی جنگ
ڈھائی اضلاع کے وقار کی جنگ
زہد و تقویٰ میں بے مثال ہیں یہ
رونق بزم قیل و قال ہیں یہ
ان کو بے شک فروغ حاصل ہے
اور وصف دروغ حاصل ہے
کوئی انڈر گراؤنڈ محو کار
کوئی گرم عمل سر بازار
کوئی ایرا ہے کوئی غیرا ہے
کوئی لاریب نتھو خیرا ہے
زعم میں اپنے ناخدا ہیں سب
یعنی بے ۔لوث رہنما ہیں سب
حرف ناطق ہے ان کا ہر ارشاد
ان کے دم سے ہے قوم زندہ باد
ہے طویل ان کی داستان دروں
اذن ہوگر مجھے تو عرض کروں

گرچہ یہ نامدار ہیں سارے
کامراں کامگار ہیں سارے
لیکن ان کا طریق کار الگ
ان کا ہر سلسلہ ہے یار الگ
ان کا ظاہر ہے اور باطن اور
یعنی کرتہ ہے اور دامن اور
کبھی حاکم کے دوستدار ہیں یہ
کبھی ملت کے غمگسار ہیں یہ
ان میں شامل ہیں راہزن بھی کئی
خوگر مکر اور فن بھی کئی
کچھ جلالی ہیں کچھ جمالی ہیں
کچھ متاع خرد سے خالی ہیں
ہیرا پھیری میں بے مثال ہیں سب
بے شبہ صاحب کمال ہیں سب
الف خان ہر طرف اندھیرا ہے
ظلمتوں نے وطن کو گھیرا ہے

*****

Scanned with CamScanner

اعلان کیا جو ایکٹ کا صدر الصدور نے
پایا قرار میرے دل ناصبور نے
زاہد بھی خوش ہے پیر حرم بھی ہے خوش مگر
رند خراب حال لگا منہ بسورنے
جمہوریت کا نام زمانے میں سربلند
صد افتخار و ناز کیا ہے حضور نے
سر مستی شباب سے محروم تھے مگر
مخمور کر دیا ہے شراب طہور نے
مغرور ہیں وہ اپنی بصیرت پہ الحذر
دیکھا نہ جن کو جھانک کے عقل و شعور نے
سب ناروا روا ہے الیکشن کے دور میں
فتویٰ دیا ہے مولوی بدرالبدور نے
اب تو فقیہہ شہر بھی ہے محو ناؤ نوش
بے خود کیا ہے لذت کیف و سرور نے
پھر دعوتیں اڑانے کا سامان ہو گیا
کتنا کرم کیا ہے خدائے غیور نے
کیا بتائیں انتخاب کی بلی بصد جلال
تھیلے سے جونہی نکلی ، لگی سب کو گھورنے

کارواں سالار تو ہے کارواں کوئی نہیں
وائے قسمت مولوی جی کا یہاں کوئی نہیں
کل سر رہ کہہ رہے تھے حضرت گلباز خاں
اس بھری دنیا میں اپنا ہم زباں کوئی نہیں
آج جو کہتے ہیں کل تردید کر دیتے ہیں خود
بے شبہ اب آپ سا ابو البیاں کوئی نہیں
اب بھی بے نقطہ سناتے ہیں بھرے بازار میں
کون کہتا ہے کہ ہم میں نکتہ داں کوئی نہیں
پیتے پلواتے ہیں کس دانائی سے ملاں غلام
میکدہ میں آج ان کا ہم عناں کوئی نہیں
رہبروں کے بھیس میں سرگرم ہیں کچھ راہزن
دور تک جیب و گریباں کا نشاں کوئی نہیں
یہ بدحالی ، راٹھوی ، ڈڈیالوی، کلیالوی
ملت بے کس کا ان میں ترجماں کوئی نہیں
چوہدری پھجا ، نہالو اور نذیرے ہیں بہت
پر گروہ خاص میں گلباز خاں کوئی نہیں
قرب حاصل ہے سمگلر کو شہ جم جاہ کا
مخلصوں کا آج زیر آسماں کوئی نہیں
بات کرنے کے سلیقے سے جو تھے محروم کل
اللہ اللہ ان سا اب آتش بیاں کوئی نہیں

Scanned with CamScanner

دعوت نظارہ دیتے تھے جو کل ہر گام پر
چپ ہوئے یوں جیسے اب منہ میں زباں کوئی نہیں
کر دیا حالات نے مجبور اب اتنا کہ یاں
الف دیں کوئی نہیں اور الف خاں کوئی نہیں

****

ملت کے غم میں ٹسوے بہاتے ہیں آجکل
سو سو طرح کے کھیل رچاتے ہیں آجکل

کلفت زدوں کے غم کے مداوے کے نام پر
دربار خاص و عام لگاتے ہیں آجکل

مسجد میں جا کے دیتے ہیں درس امان و امن
اور جلسہ گہ میں فتنے جگاتے ہیں آجکل

کام و دھن کی فکر سے فرصت ملے تو پھر
اک دوسرے کو خوب لڑاتے ہیں آجکل

سادہ دلوں کو دیتے ہیں ہر موڑ پر فریب
اور اس طرح سے مال کماتے ہیں آجکل

تقریر جھاڑتے ہیں بڑی آن بان سے
اور سامعیں پہ رعب جماتے ہیں آجکل

گردانتے ہیں حزب مخالف کو بے وفا
اپنی وفا کی دھوم مچاتے ہیں آجکل

Scanned with CamScanner

اہل غرض رہین ہوس مبتلائے آز
دام فریب و مکر بچھاتے ہیں آجکل

قوم و وطن کی عزت و عظمت کو بیچ کر
بیلنس بینک اور بڑھاتے ہیں آجکل

متروکہ جائیداد مساجد یا مقبرے
اہل خلوص بیچ کے کھاتے ہیں آجکل

اوقاف کے طفیل پلاٹوں کے فیض سے
ہر رہگزر پہ بنگلے بناتے ہیں آجکل

مفتی سے دوستی ہے تو پیروں سے رسم و رہ
ان رابطوں سے لوٹ مچاتے ہیں آجکل

پھیلا کے دام مکر و ریا بندگان زر
سادہ دلوں کو الو بناتے ہیں آجکل

رہبر کے بھیس میں کئی راہزن گرم کار
اور آبروئے قوم لٹاتے ہیں آجکل

اہل وفا کے قتل میں جو لوگ تھے شریک
وہ اپنی پارسائی جتاتے ہیں آجکل

ناراض ہی سہی ولے خلوت میں شوق سے
الفی کے شعر چمٹے پہ گاتے ہیں آجکل

****

Scanned with CamScanner

دگر گوں ہر طور رنگ چمن ہے
چمن در چمن آج وقف محن ہے
ہر سو غم و یاس جلوہ فگن ہے
بساط چمن پر خزاں خیمہ زن ہے

مزے سے مگر باغباں سو رہا ہے
یہ کیا ہو رہا ہے ، یہ کیوں ہو رہا ہے ؟

ہم لڑنے مرنے پہ تیار ہیں سب
نبرد آزما گرم پیکار ہیں سب
خدا کی خدائی سے بیزار ہیں سب
مگر ہیرا پھیری میں ہشیار ہیں سب

خزاں ہنس رہی ہے چمن رو رہا ہے
یہ کیا ہو رہا ہے ، یہ کیوں ہو رہا ہے ؟

ٹھنی ہے بہم جنگ پھر راہبروں میں
وفا آشناؤں میں اور خود سروں میں
بپا ہے جدل آج دیدہ وروں میں
بساط سیاست کے سوداگروں میں

کوئی لٹ رہا ہے کوئی کھو رہا ہے
یہ کیا ہو رہا ہے ، یہ کیوں ہو رہا ہے ؟

قبائے شرافت میں ملبوس رہزن
مکرم ہیں لاریب مکار و پرفن
دیانت کی مسند پہ فائز ہیں خائن
بصیرت کے داعی کئی کور باطن

ہر اک ذی ہوس خار و خس بو رہا ہے
یہ کیا ہو رہا ہے ، یہ کیوں ہو رہا ہے ؟

Scanned with CamScanner

مشاغل ، ہیں اہل وطن کے نرالے
بہم گرم پیکار ہیں گورے کالے
ہوئے ہیں بلند اب کئی آہ و نالے
بقائے وطن اب خدا کے حوالے

ستم ٹوٹتا ہے غضب ہو رہا ہے
یہ کیا ہو رہا ہے ، یہ کیوں ہو رہا ہے ؟

الم خیز ہے آہ رنگ گلستاں
نگار وطن ہے پریشاں و حیراں
صداقت دیانت ہے پابند جولاں
مآل چمن پر ہے پرنم الف خاں

ندامت کے اشکوں سے منہ دھو رہا ہے
یہ کیا ہو رہا ہے ، یہ کیوں ہو رہا ہے ؟

****

دست ہوس کو اور مری جاں بڑھائے جا
ہے وقت سازگار کمائے جا کھائے جا

جلوت میں پارسائی کے اوصاف کربیاں
خلوت میں رنگ و راگ کی محفل سجائے جا

لے کر خدا کا نام بصد عجز و انکسار
ملت پہ اپنے زہد کا سکہ بٹھائے جا

اینٹیں بھی بیچ ، مٹی بھی ، گندم بھی ، کھانڈ بھی
بیلنس بینک اور خوشی سے بڑھائے جا

سادہ دلان قوم و وطن کو فریب دے
اور اپنی پارسائی کا ڈنکا بجائے جا

جہد و عمل کا شوق سے پرچار روز کر
چندے کے واسطے نئے دھندے چلائے جا

Scanned with CamScanner

ملت کے اتحاد کے بخیے ادھیڑ دے
باہم خلوص و پیار کا جذبہ مٹائے جا

یہ جاٹ ، وہ جرال ، یہ گوجر ، وہ راجپوت
نام و نسب کے روز تو فتنے جگائے جا

تیری بلا سے بوم بسے یا ہما رہے
تو اپنا کاروبار دھڑلے سے چلائے جا

گرگٹ کی طرح رنگ بدل وقت دیکھ کر
اپنے حواریوں کو نئے گر سکھائے جا

اوصاف اپنے برسر منبر بیان کر
اور اپنی آن بان کا ڈنکا بجائے جا

کھائے جا مال و زر غم ملت میں گھول کر
ہوٹل بنائے جا کبھی بنگلہ بنائے جا

شاہراہ عام پہ تو بجا ڈگڈگی نئی
بندر نچائے جا کبھی بھالو نچائے جا

جلسہ ہو یا جلوس ہو تو جھوم جھوم کر
الفی کے شعر شوق سے چمٹے پہ گائے جا

****

Scanned with CamScanner

دوستو !

راز داں دوستو ، ہم زباں دوستو
تم سے قائم ہے سود و زیاں دوستو

گرچہ پھیکا ہے پکوان تو کیا ہوا
پھر بھی اونچی ہے اپنی دوکاں دوستو

میرے اشعار پر میرے افکار پر
فخر کرتے ہیں پیر و جواں دوستو

حلوے مانڈے اڑاؤ بڑے شوق سے
قوم کے غم میں اے مہرباں دوستو

فتو دھوبی بھی اب شعر کہنے لگا
خوب ہے اس کا طرز بیاں دوستو

شربت انجبار اور تخم ملنگ
ہے علاج دل ناتواں دوستو

بحر رجز و رمل سے نہیں آشنا
پھر بھی ہوں شاعر خوش بیاں دوستو

اہل کشمیر کے غم میں ہیں رات دن
شاعران وطن ، نوحہ خواں دوستو

گرچہ کوئی بھی کل اس کی سیدھی نہیں
پھر بھی ہے اونٹ صاحب نشاں دوستو

رامش و رنگ میں کیوں نہ مشغول ہوں
لیڈران وطن ہیں جواں دوستو

خانساموں کو ہے دعویٰ لیڈری
رہبر قوم ہیں فیلباں دوستو

میرے اشعار کی ضرب بے باک سے
بچ کے جاؤ گے اب تم کہاں دوستو

شاعر بے بدل کی کروں ہمسری
اتنی طاقت ہے مجھ میں کہاں دوستو

شعر سن سن کے دھنتے ہیں سر اہل فن
ہے انوکھا طریق بیاں دوستو

ملت بے نوا ہے رہین ستم
لیڈران وطن ، سرگراں دوستو

خاک چھانو یا صحرا نوردی کرو
عام ہے اذن اے ساربان دوستو

Scanned with CamScanner

ڈنڈ پیلو شب و روز ورزش کرو
پیل تن دوستو ۔ پہلوان دوستو
قلب مجروح ہے اور زخمی جگر
ہو گیا ہوں بہت ناتواں دوستو
دولت خلق سے ہیں تہی آج کل
لیڈران وطن الاماں دوستو
ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گیا الف خاں
تم کہاں ہو ، کہاں ہو ، کہاں دوستو

****

متروکہ جائیداد کا بیوپار کیجیے
یوں اہتمام درہم و دینار کیجیے

موٹر خریدیے نیا بنگلہ بنائیے
اس زندگی کو اور بھی خود کار کیجیے

پھیلایئے گا دام ہوس گام گام پر
سادہ دلوں کو روز گرفتار کیجیے

مکر و ریا کا کھیل رچائے مگر حضور
کچھ تو لحاظ جبہ و دستار کیجیے

کب تک چلیں گے پاکی داماں کے تذکرے
سرکار اب تو کچھ نئے اذکار کیجیے

چڑھایئے گا قوم کو نیلام عام پر
لیکن تمیز تسبیح و زنار کیجیے

Scanned with CamScanner

مانا کہ آپ صاحب کشف القلوب ہیں
یہ تذکرہ نہ اب سر بازار کیجیے

ہر ناروا کو خیر سے کر دیجیے روا
یوں اپنی آن بان کا پرچار کیجیے

کرسی گئی تو کیا ہوا کھرپا سنبھالیے
پگ ڈنڈیوں کو شوق سے ہموار کیجیے

قول و عمل میں بعد مسلسل ہے ناگوار
وعدوں کا اب تو پاس بھی سرکار کیجیے

چندہ بنام شاعر مشرق بٹور کر
کسب کمال حضرت ابصار کیجیے

ہر سال مانگ تانگ کر لے آئے جو
کام و دہن کا فکر بہرکار کیجیے

ٹی اے کمائیے گا بصد شان ہاں مگر
کچھ تو خیال ملت نادار کیجیے

ففلو کے بوٹ چاٹیے ، سترو کی چپلیاں
سجدے تمام وقف در یار کیجیے

الفے کی بات مانئیے سرکار رات دن
رسوا نہ قوم کو سربازار کیجیے

****

Scanned with CamScanner

یہودیت کے تصرف میں قبلہ اول
بجا رہے ہیں مساجد میں برہمن قابوس
کسے امام کہیں کس کو مقتدر جانیں
پہن لیا ہے رذیلوں نے خرقہ جالوس

یہ پیرزادے یہ حجرہ نشین اور مفتی
معاملات مروت میں ہیں نرے کنجوس
یہ دھاندلی کے شب و روز لوٹ مار کے دن
محیط ہیں جو الف خاں یہ صورت قابوس

****

دگر گوں ہرطور رنگ چمن ہے
چمن در چمن آج وقف حزن ہے
ہر سو غم و یاس جلوہ فگن ہے
بساط چمن پر خزاں خیمہ زن ہے
مزے سے مگر باغباں سو رہا ہے
یہ کیا ہو رہا ہے ، یہ کیوں ہو رہا ہے

خود غرض ، خودکار ، بدعنوان ہوں
پھر بھی میں سرکار بدھی مان ہوں
ہوں بدلتا رنگ گرگٹ کی طرح
گاہے نتھو گاہے نتھا خان ہوں
میرے حسب و نسب سے واقف ہیں سب
خان اعظم رستم دوران ہوں
یہ بھی ہے حضرت میرا کسب کمال
صاحب احکام اور ارکان ہوں
تابع فرماں ہیں اکثر خاکروب
قافلہ سالار تانگہ بان ہوں
میرے دم سے گرم ہنگام و فساد
فتنہ پرور فتنہ سامان ہوں
کس کی طاقت ہے کرے کچھ چوں و چراں
فضل حق سے صاحب فرمان ہوں
ہیں کہ وہ خرکار بھی عیاری بھی
تاک ہر فن میں ہر عنوان ہوں
بندۂ اغراض پابند ہوس !!

Scanned with CamScanner

ہے بجا فرعون بے سامان ہوں
کچھ نہ تھا پہلے مگر لیکن دوستو
حکمت عملی سے اب پردھان ہوں
معترف ہیں میری عظمت کے سبھی
اپنے قصبے کا میں رانی خان ہوں
مکر و حیلہ میں ہوں خود اپنی مثال
محفل مکر و دغا کی جان ہوں
رات دن رہتا ہوں مصروف عمل
شاطراں قوم کا سلطان ہوں
جانتا ہوں میں سیاست کے رموز
نکتہ پرور اور نکتہ دان ہوں
خوبیاں ہیں مجھ میں جمع سب کی سب
بدزباں ، بد عہد ، بدعنوان ہوں
میں کلرکی سے بنا صدر الصدور
سوچئے کتنا سیاست دان ہوں

***

میں بھی حاضر ہوں ذرا سنئیے حضور
کاروان بلدیہ کی جان ہوں
گرچہ نابالغ ہوں لیکن پھر بھی میں
خان خانان اور ایس ڈی خان ہوں

طفل مکتب ہی سہی لیکن حضور
میں غلام خواجہ جیلان ہوں
جانتا ہوں میں مآل خیر و شر
باوجود اس کے بھی بدعنوان ہوں

کل تلک الفو تھا لیکن دوستو
دیکھئیے میں آج الفا خان ہوں

****

Scanned with CamScanner

فخر لیل و نہار ہیں ہم لوگ
باعث افتخار ہیں ہم لوگ

ہینگ لاگی نہ پھٹکڑی لاگی
پھر بھی سرمایہ دار ہیں ہم لوگ

گاہے ستّرو سے دوستی اپنی
گاہے فضلو کے یار ہیں ہم لوگ

کبھی مسجد میں محو سجدہ ہیں
کبھی قشقہ نگار ہیں ہم لوگ

نام نامی ہے زنگیٔ کافور
اس لئے نامدار ہیں ہم لوگ

حیلہ گر ، حیلہ ساز ، حیلہ طراز
فتنۂ روزگار ہیں ہم لوگ

ذات اور پات کے پجاری ہیں
خوگر انتشار ہیں ہم لوگ

ہیرا پھیری میں آپ اپنی مثال
پھر بھی شب زندہ دار ہیں ہم لوگ

قوم کو داؤ پر لگاتے ہیں
اس طرح گرم کار ہیں ہم لوگ

ہیں کبھی مائل قیود و سجود
اور کبھی بادہ خوار ہیں ہم لوگ

وہ کلرکی یہ دور سرداری
صاحب اختیار ہیں ہم لوگ

جن سے قائم ہے بزم شر و فساد
ایسے عالی وقار ہیں ہم لوگ

Scanned with CamScanner

گرچہ ہیں خود پسند اور خود کار
پھر بھی پرہیزگار ہیں ہم لوگ

شہرت و نام کے لئے لاریب
رات دن بے قرار ہیں ہم لوگ

لیڈری اور ممبری کے طفیل
خیر سے مالدار ہیں ہم لوگ

کیوں منائیں نہ جشن سلطانی
الف خاں شہریار ہیں ہم لوگ

****

میرے شہر میں

مکھیاں ، مچھر ہیں یارو عام میرے شہر میں
میونسپلٹی ہے برائے نام میرے شہر میں

مکھیوں کے فیض بے پایاں سے یکساں مستفید
کشتۂ مچھر ہیں خاص و عام میرے شہر میں

گندگی کے ہر طرف انبار ہی انبار ہیں
صحت کی خواہش خیال خام میرے شہر میں

اختلاج قلب ، ٹی بی ، کالرہ ، درد جگر
عام ہیں اب نزلہ و سرسام میرے شہر میں

ممبران بلدیہ ہیں رات دن گرم عمل
پھر بھی یارو ہیں سبھی بدنام میرے شہر میں

زنجی بیرس کاڈکو افیون اور برگ حشیش
بک رہے ہیں دوستو اب عام میرے شہر میں

لیڈران قوم و ملت آہ محو ناؤ نوش
پیر ملت ہیں رہین جام میرے شہر میں

قتل اور غارت گری ہے باعث صد افتخار
عاجزی کی صفت ننگ نام میرے شہر میں

مٹ گئے مہر و مروت کے درخشندہ اصول
ہے فزوں تر سلسلہ دشنام میرے شہر میں

شیخ برہمن ، تسبیح و زنار زہد و بندگی
ایک بھاؤ بک رہے ہیں عام میرے شہر میں

دندناتے ہیں درندے رقص کرتے ہیں نہنگ
بلبلیں لیکن ہیں زیر دام میرے شہر میں

سر بزانو ہے نگار امن و عافیت نہ پوچھ
جاں بلب ہے مسلک اسلام میرے شہر میں

پی رہے ہیں سب بقدر ظرف لیکن الف خاں
پیر میخانہ ہے بس بدنام میرے شہر میں

****

Scanned with CamScanner

قوم و ملت کو کئی روشن ضمیرے مل گئے
چوہدری پھجے ، گلابے اور نذیرے مل گئے

کور شب گم کردہ منزل اور اندھیرے کے نقیب
کچھ نصیرے مل گئے اور کچھ بصیرے مل گئے

اپنا اپنا راگ اپنا ڈھول اور اپنا رباب
کیا کہوں کتنے پراگندہ ضمیرے مل گئے

لیڈری کے بھیس میں ملبوس آوارہ مزاج
قوم کو کتنے صغیرے اور کبیرے مل گئے

اہل دانش میں ہوئے شامل کئی ابن جہال
بھگتوں کی صف میں اکثر بخیہ گیرے مل گئے

سر پہ رکھ کر پاؤں بھاگ اٹھے جیالے سورما
جب انہیں آگے سے کچھ پتھر بگیرے مل گئے

سینگ کٹوا کر بڑی سج دھج سے بچھڑوں میں حضور
کتنے پیرے مل گئے ، کتنے فقیرے مل گئے

انقلابات زمانہ ہیں کہ بے خوف و خطر
مجلس اشراف میں اکثر شریرے مل گئے

پٹ گئے کل بر سر رہ کچھ خدائی فوجدار
زخمیوں میں پھر کئی لاٹھی بگیرے مل گئے

ملت کشمیر کی لٹیا ڈبونے کے لئے
بددماغ مل گئے اور بد ضمیرے مل گئے

دیکھیئے ہوتا ہے کیا انجام اس آغاز کا
رسہ گیروں میں نئے کچھ رسہ گیرے مل گئے

ہو گئے خوشحال الفے خان سب دریوزہ گر
مل گئے شاداب گندم کے ذخیرے مل گئے

Scanned with CamScanner

ان سے ملیئے

ان سے ملیئے یہ بڑے سردار ہیں
حفظ مدت کے علم بردار ہیں
ان کا پیشہ ہے جہاد زرگری
ان کا مسلک خود پسندی خود سری
ان کے ہیں افکار تمہید فساد
مشغلہ ان کا ہے تائید فساد
فحش گوئی میں نہ ہوں کیوں بے مثال
ان کو اس فن میں تو حاصل ہے کمال
پارسائی ان کی ہے ضرب المثل
رات دن رہتے ہیں سرگرم عمل
کاروان قوم کے سالار ہیں
پہلے تھے بے کار اب باکار ہیں
اور یہ ہیں صاحب کسب و کمال
خاندان مغلیہ کے نونہال

جوش میں آتے ہی کھو دیتے ہیں ہوش
تاجر گندم ہیں لیکن جو فروش
ذکر مے ہے اور فکر جام ہے
پیر میخانہ عبث بدنام ہے
اور یہ ہیں مولوی بدر البدور
جن کے سر میں ہے فقط سودائے حور
فرض تھا گو ان کا تبلیغ جہاد
وائے لیکن ہیں یہ مصروف فساد
ان سے بھی ملیئے یہ ہیں فخر وطن
بیچتے پھرتے ہیں ملت کا کفن
اور یہ ہیں چوہدری افراسیاب
جن کے دم سے ہر طرف ہے اضطراب
ان سے بھی تو متعارف ہیں حضور
امن کے داعی مگر وقف فتور
ان سے بھی ملیئے یہ ہیں رنگیں بیاں
شاعر فطرت جناب الف خاں
الحذر کچھ اور ہی انداز ہے
مرغ بسمل مائل پرواز ہے

Scanned with CamScanner

اب تعارف کی جو چل نکلی ہے بات
طول ہے یہ داستان ذات و پات
آج تو ہیں سب فلاطون زماں
جانتا ہے خوب ان کو الف خاں

****

آزاد کشمیر کے غیر جریدہ ملازمین

افلاس و غریبی کی ہیں تصویر مجسم ...... یہ ادنیٰ ملازم
ہے جن کے مقدر میں فقط گریہ پیہم ...... یہ ادنیٰ ملازم
دن رات ہیں مصروف عمل آہ بے چارے ...... افلاس کے مارے
محنت ہے گراں بار تو تنخواہ بہت کم ...... یہ ادنیٰ ملازم
میراث میں پائی ہے فقط گھر کی افسر ...... ہائے ہائے مقدر
اف تلخی ماحول سے گھٹنے ہی کو ہے دم ...... یہ ادنیٰ ملازم
انبار ہے مثلوں کا تو احکام کی بھرمار ...... پھر بھی ہیں یہ تیار
سرکار کے نوکر ہیں تو لوگوں کے ہیں خادم ...... یہ ادنیٰ ملازم
لکھے گئے قسمت میں کلرکی کے شب و روز ...... پردرد جگر سوز
افلاس و ستم حسرت افکار کے ہمدم ...... یہ ادنیٰ ملازم
بچوں کی کفالت کا بھلا خاک ہو ساماں ...... کوئی نہیں پرساں
پابند الم اور رہین غم پیہم ...... یہ ادنی ملازم
کھانے کو میسر ہے نہ پینے کو میسر ...... یہ بے کس و بے زر
اندوہ و مصائب میں گرفتار ہیں ہر دم ...... یہ ادنیٰ ملازم
روداد الم کس سے کہیں، کس کو سنائیں ...... کیوں ڈوب نہ جائیں
شیرازۂ اخلاص و مساوات ہے برہم ...... یہ ادنیٰ ملازم

ہیں ضبط و تحمل کے ہر اک حال میں خوگر ...... اخلاص کے پیکر
مصروف تگ و دو ہیں بصد عزم مصمم ...... یہ ادنیٰ ملازم
منشی بھی زبوں حال ، مصدی بھی زبوں حال .... قاصد بھی ہے پامال
تھامے ہوئے ہیں پھر بھی روایات کا پرچم ...... یہ ادنیٰ ملازم
اے روز مکافات کہاں ہے تو خبر لے .... فاقوں سے بچا لے
دیباچۂ آلام ہیں اور قصہ پرغم ...... یہ ادنیٰ ملازم

****

عید آئی ہے

پھر کہیں سے مسرتوں کے چراغ
مانگ لاؤ کہ عید آئی ہے

گرد جھاڑو اداس چہروں سے
مسکراؤ کہ عید آئی ہے

نہ سہی قمقمے جگر کے داغ
تم جلاؤ کہ عید آئی ہے

مطمئن قلب ، پرسکوں ماحول
ڈھونڈ لاؤ ، کہ عید آئی ہے

کچھ نہ کچھ اہتمام عید کرو
ہم نواؤ کہ عید آئی ہے

سیلاب بلا

سکوت مرگ ہے طاری ، خیال موت محیط
ہر ایک موڑ پہ یاس و الم کا ڈیرہ ہے
زمیں بوس ہوئے عظمتوں کے گہوارے
فغاں کہ حد نظر تک گھنا اندھیرا ہے

نہ کوئی ساز ، نہ نغمہ ، نہ گیت ، نے سنگیت
نہ بربطوں کی صدائیں نہ زندگی کا خروش
مہیب سائے ہر سمت دندناتے ہیں
فضائے مغربی پنجاب ہے الم بر دوش

وہ رات ، صبح قیامت کا پیش خیمہ رات
جلو میں موت کا سامان لے کے آئی تھی
نگل لیں اف کئی شاداب بستیاں جس نے
وہ رات دھاڑتا طوفان لے کے آئی تھی

ردائے ستر سے محروم الامان و حفیظ
بساط ارض پہ بکھری ہیں بے کفن لاشیں
روح فرسا ہے لاریب دیش کی حالت
قدم قدم پہ ہیں محروم پیرہن لاشیں

مہیب اور غضبناک تندخو ریلے
بجھانے لپکے تھے لاکھوں زندگی کے چراغ
پلک جھپکتے ہی ویرانیوں میں ڈوب گئے
وہ مسکراتے مناظر ، وہ لہلاتے باغ

****

Scanned with CamScanner

ان کا کہا ۔ ان کا فرمانا
توڑ دیا سب تانا بانا
ہم نے سر آنکھوں پہ مانا
پھر بھی ہے ناراض شہانا
کیا کہیے سرکار
دما دم مست قلندر

سب کے سب ہیں مال ایواں
گل خیرو ، گلباز ، گلستاں
پیکر حشمت ، صاحب فرماں
الفو ، الفا اور الف خاں
سب کی جے جے کار
دما دم مست قلندر

بافندے ، تیلی گھسیارے
بن بیٹھے ہیں راج دلارے
شرفاء اور دیندار بے چارے
پھرتے ہیں کیوں مارے مارے
کون بتائے یار
دما دم مست قلندر

اس کو تاکا اس کو مارا
چلتا ہے ہر کام ہمارا
دور سے آیا ہے بنجارا
بیچ رہا ہے پتھر گارا
خوب ہے کاروبار
دما دم مست قلندر

رات کی رانی صبح کا راجہ
بین بجے یا باجے باجہ
مفت ملے ہے بھاجی کھاجہ
پیتے ہیں سب چنڈو گانجہ
لیڈر ہیں خودکار
دما دم مست قلندر

دیہہ کے نمبردار بھی آئے
ستِرو اور گلزار بھی آئے
سارے چوکیدار بھی آئے
پیدل آئے سوار بھی آئے
دھوم مچاتے یار
دما دم مست قلندر

Scanned with CamScanner

یہ دنیا ہے آنی جانی
دولت حشمت حسن جوانی
کبر و تکبر سب کچھ فانی
رہ جائے گی ایک کہانی

مت بھولو سرکار
دما دم مست قلندر

آن غلط ہے بان غلط ہے
دھن دولت کا مان غلط ہے
جھوٹی عز و شان غلط ہے
آپ کا ہر فرمان غلط ہے

سنئیے گا سرکار
دما دم مست قلندر

بیچ رہے ہیں دال چپاتی
تان کے سینہ کھول کے چھاتی
علیا ، خوشیا اور شبراتی
منصوبہ ہے بیس نکاتی

دال بٹے سرکار
دما دم مست قلندر

الفا گو ہر دور سے گذرا
ظلم سے گذرا جور سے گذرا
حرص و ہوس کے شور سے گذرا
جہلم اور لاہور سے گذرا

ہے فرمانبردار
دما دم مست قلندر

****

Scanned with CamScanner

قریہ قریہ پھر رہی ہے خاصہ برداروں کی فوج
لیڈروں کی رہبروں کی اور خودکاروں کی فوج
گھومتی پھرتی ہے آزادی سے میرے دیس میں
زاہدوں کے بھیس میں ملبوس عیاروں کی فوج
کل تلک گھوڑے گدھے جس راہ پر تھے گامزن
آج اس راہ پر رواں ہے دوستو کاروں کی فوج
رہروان راہ آزادی کا پتلا حال ہے
اور ہمدوش ثریا ہے ریاکاروں کی فوج
عہد محکومی میں جو معتوب تھے معتوب ہیں
مسند اجلال پر فائز ہے غداروں کی فوج
جیب کترے ہیں مکرم محترم ہیں چال باز
اور فخر قوم و ملت ہے جفاکاروں کی فوج
چاندنی راتوں پہ بھی لاریب ظلمت ہے محیط
چھپ گئی تاریکیوں میں آہ سیاروں کی فوج
خلوت و جلوت کے افکار و عمل میں بعد ہے
پردہ شبنم میں پوشیدہ ہے انگاروں کی فوج
ہیرا پھیری میں ہیں یکتا کچھ خدائی فوجدار
جن کے دم سے قائم و دائم ہے خرکاروں کی فوج

رہبروں کے بھیس میں رہزن ہیں مصروف عمل
پارسائی کے لبادے میں ہے مکاروں کی فوج
بھارتی نیتاؤں کے احساس پر غالب ہے آج
کبر و نخوت کا فسوں جنگی ستمگاروں کی فوج
یہ تو ہے حالات کے مد و جزر کی داستاں
پر ابھی پائندہ ہے ملت کے غمخواروں کی فوج

بے شبہ ہے آج بھی گرم عمل اے الف خاں
ملت بیضا کے جانبازوں کی جراروں کی فوج

****

Scanned with CamScanner

چپ سادھو

شور ہے گیرو دار الف خاں چپ سادھو
جینا ہے دشوار الف خاں چپ سادھو
لیڈر لوبھی رہبر لوبھی
لوبھی ہے سنسار الف خاں چپ سادھو
لوٹ پڑی ہے لوٹ رہے ہیں
منعم اور نادار الف خاں چپ سادھو
ہر اک جانب گرم ہے دیکھو
رشوت کا بازار الف خاں چپ سادھو
زہد و تقدس کے پردے میں
پھرتے ہیں میخوار الف خاں چپ سادھو
ایرے غیرے نتھو خیرے
بن گئے نمبردار الف خاں چپ سادھو
صاحب کے ہیں وارے نیارے
خوب ہے کاروبار الف خاں چپ سادھو

بکتی ہے سونے کے بھاؤ
مٹی بھی اب یار الف خاں چپ سادھو
کوٹھی اور حویلی بنگلا
مفت ہوئے تیار الف خاں چپ سادھو
وکلاء اور معلم دانا
پھرتے ہیں بے کار الف خاں چپ سادھو
چور اچکے اور گرہ کٹ
ہیں مالک مختار الف خاں چپ سادھو
علم کے بدلے قلم کا سکہ
چلتا ہے سرکار الف خاں چپ سادھو
شرم و حیا پر ہو گئی غالب
پائل کی جھنکار الف خاں چپ سادھو
حق و صداقت ہو گئی عنقا
جھوٹ کا ہے بیوپار الف خاں چپ سادھو
لٹتی ہے تسکین کی دولت
جلتا ہے گھر بار الف خاں چپ سادھو
طاق کی زینت ہیں سیپارے
بکتے ہیں اخبار الف خاں چپ سادھو

Scanned with CamScanner

راہ وفا میں چار قدم بھی
چلنا ہے دشوار الف خاں چپ سادھو
قوم کے غم میں جاہ طلب ہیں
قوم کے ٹھیکیدار الف خاں چپ سادھو
وقت کی ناہموار روش پر
روتا ہے بے کار الف خاں چپ سادھو

ڈول رہی ہے قوم کی کشتی
ٹوٹ گیا پتوار الف خاں چپ سادھو

******

آ پہنچے ہیں آن بان سے
پی کر دودھ ملائی ساتھی
قوم کے تاجر
اس کو تاکا اس کو لوٹا
لوٹی سب خدائی ساتھی
قوم کے تاجر
تاج محل پھر کیوں نہ بنا دیں
مفت میں ہر شے پائی ساتھی
قوم کے تاجر
نورو ، علیا ، خوشیا ، نتھو
سب ہیں بھائی بھائی ساتھی
قوم کے تاجر
ہیں تابع فرمان بے چارے
نائی اور حلوائی ساتھی
قوم کے تاجر
قریہ قریہ سب ہیں خان بہادر
کیا دھوبی کیا نائی ساتھی
قوم کے تاجر

Scanned with CamScanner

دائی سے اب پیٹ چھپانا
ناممکن ہے بھائی ساتھی
قوم کے تاجر
وقت برا جونہی آ پہنچا
بھول گئے چترائی ساتھی
قوم کے تاجر
یہ بھی بیچا وہ بھی بیچا
بچی ایک خدائی ساتھی
قوم کے تاجر
چور اچکے اور گرہ کٹ
سب نے لوٹ مچائی ساتھی
قوم کے تاجر
آج ہے الفا قوم کا رہبر
کل تک تھا ہرجائی ساتھی
قوم کے تاجر

****

دشت مہکے ، چمن ہوئے ویراں
اس کو کہتے ہیں گردش دوراں

خانسامے سے آبدار بنے
آبداری سے ناظم ذیشاں

ہیرا پھیری سے مقتدر ٹھہرے
اللہ اللہ حضور رنگو خاں

انقلابات کا کرشمہ ہے
میاں فتو ہیں صاحب عنواں

ہے تصرف میں زاغ کے گلشن
بلبلیں ہیں رہین آہ و فغاں

لیڈران کرام کی روداد
حرص و آز کا ہے سیل رواں

Scanned with CamScanner

اندھے کانے بصیرتوں کے نقیب
اور بزدل ہیں رستم دوراں

کچھ سمگلر ہیں کچھ بلیکی ہیں
میرے محبوب دیس کے نگراں

آبروئے وطن کے بیوپاری
قادرہ نور دین نور زماں

لوٹ کر لے گئے ہیں عزت قوم
بیچ کر کھا گئے ہیں قبرستاں

کس سے پوچھیں کہ شرم آتی ہے
اپنے گھر کا نہیں ہے نام و نشاں

حق بیانی سے ہیں ابھی محروم
واعظ قوم مفتی ذیشاں

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی
کس کی روداد کس کا ہے عنواں

آپ کا زہد اور مرا تقویٰ
ہے سراسر فریب میری جاں

دیر تو ہے مگر نہیں اندھیر
ٹوٹ جائے گا یہ طلسم گراں

تابکے چال بازیوں کا فسوں
کب تلک یہ فریب کا ساماں

ٹوٹ جائے گا آخرش الفا
یہ ریاکاریوں کا کوہ گراں

★★★★★

Scanned with CamScanner

روش روش پہ جلاتے چلو نئے فانوس
کہ آ رہا ہے بصد شان نور دیں کا جلوس

جہاں عصر ہوئے مقتدر خدا کی شان
پڑھے لکھے ہیں مآل حیات سے مایوس

رواں دواں ہیں بصد افتخار حضرت شیخ
سبک روی سے بجانب ترقی معکوس

صدائے نغمۂ سماعت پہ بار کیوں نہ ہو
متاع کیف سے خالی ہیں بربط و طاؤس

لٹیرے اور گرہ کٹ ہیں امن کے حافظ
نجیب زادے ہیں اب قید و بند میں محبوس

خوشی کی بات اسے اب کوئی نہیں بھاتی
ستم سے ہو گیا یارو دل حزیں مانوس

یہودیت کے تصرف میں قبلہ اول
بجا رہے ہیں مساجد میں برہمن ناقوس

کسے امام کہیں کس کو مقتدر جانیں
پہن لیا ہے رذیلوں نے خرقہ سالوس

وہ کھردرے سے لبادے کو بھی ترستے ہیں
حذر کہ جن کو میسر تھا ریشمی ملبوس

امیدوار وزارت جو ہو گئے ناکام
سنا ہے مل کے نکالیں گے اچکنوں کا جلوس

یہ پیرزادے یہ حجرہ نشین اور مفتی
معاملات مروت میں ہیں نرے کنجوس

یہ دھاندلی کے شب و روز لوٹ مار کے دن
محیط ہیں جو الف خاں پہ صورت قابوس

Scanned with CamScanner

گر گئی ایوان آزادی کی جست
کھا گیا آخر میاں نتھو شکست

مل گیا مٹی میں زعم لیڈری
فیصلہ ہو کر رہا دست بدست

آج ہے وہ زیر دستوں میں شمار
تھا جو کل تک دوستو بالائے دست

لیڈری کیسی کہاں کی لیڈری
اب تو سڑکیں ناپتا ہے جا پرست

لیڈری کے فیض سے خوشحال تھا
اب ہے بے چارہ نہالو تنگ دست

ہو گئے بچھڑوں میں شامل ہو گئے
سینگ کٹوا کر کئی پیلان مست

ڈھول ڈھپا دھاندلی مکر و فریب
لیڈران ذی حشم خنجر بدست

بھول جائیے جیپ و جھنڈے کو حضور
کیجیئے اب اور کوئی بندوبست

مے گئی ۔ ساقی گیا ۔ خلوت گئی
کٹ گیا ۔ اب سلسلہ مست واست

لوٹ میں شامل نہ ہونے کے سبب
الف خان ہر حال میں ہے تنگدست

*****

Scanned with CamScanner

میں نگار ہوس سے ہم آغوش
رہنمایان وادی گل پوش

طائفہ جا رہا ہے زنخوں کا
لیڈر شعلۂ زن کے دوش بدوش

مٹ گیا ہے وقار شرم و حیا
لٹ گئی ہے متاع عقل و ہوش

نہ رہا ذوق عزم و استقلال
تھم گیا ولولۂ جوش و خروش

وائے قسمت ہیں قوم کے رہبر
نشۂ ذات و پات میں مدہوش

عام ہے سلسلۂ جرم و گنہ
مقتیان کرام ہیں خاموش

تہی دامن ہیں ذوق عرفان سے
خواجۂ دوسرا کے حلقہ بگوش

اب بھلا کون احتساب کرے
محتسب خود ہیں محو ناؤ و نوش

منصب خاص پر ہیں جلوہ فگن
الامان الحفیظ قوم فروش

وہ سوداگر ہیں سونے چاندی کے
جن کے ابا تھے بیچتے خرگوش

علم پر فلم کا ہے سکہ رواں
مولوی سے ہے محترم سنتوش

اب الف خان کے تابع فرمان
رہ گئے ہیں غریب نان فروش

Scanned with CamScanner

سرد بازاری بھی دیکھی ، گرم بازاری بھی دیکھ
چوہدری قمر الزماں کی آج عیاری بھی دیکھ

تھام کر حمار کی دم کل جو تھے محو سفر
آج ان کی موٹروں کی برق رفتاری بھی دیکھ

مٹ گیا ہے امتیاز نیک و بد مگر وائے نصیب
ایک ہی حمام میں ننگے ہیں نرناری بھی دیکھ

وعدۂ فردا پہ ٹالا جا رہا ہے قوم کو
لیڈران ملک و ملت کی ریاکاری بھی دیکھ

رہروان راہ آزادی تو ہیں خستہ قدم
دشمنان قوم کی تو تیز رفتاری بھی دیکھ

ایک ہی مرکز پہ جمع ہیں جمالا اور حمید
ملحدوں سے مولوی جی کی وفاداری بھی دیکھ

کل سربازار کہتے تھے میاں عبدالحمید
ملت بیضا کا تو انداز زناری بھی دیکھ

زیب تن کھدر کا پاجامہ ، پاؤں میں لندن کا بوٹ
تخم کشمیری کی تو خوے ریاکاری بھی دیکھ

خادم کعبہ بت ہندی کے ہیں حلقہ بگوش
انقلابات زمانہ کی ستمگاری بھی دیکھ

ہو ملاحظہ ساربان کی خواہش فرماں روی
خشت سازوں کی تمنائے جہانداری بھی دیکھ

★★★★★★

ارتقاء کی منزلوں پر گامزن ملت فروش
اور الم انگیز ہے انجام دینداری بھی دیکھ

Scanned with CamScanner

جلوتوں میں تذکرہ ہے عظمت اسلام کا
خلوتوں میں شیخ جی کا شغل میخواری بھی دیکھ

بات کرنے کا سلیقہ تھا نہ جن کو الف خاں
منبروں پر آج ان کی شعلہ گفتاری بھی دیکھ

****

کس قدر ہیں دوستو اس قوم کے غمخوار ہم
بیچتے پھرتے ہیں ملت کو سربازار ہم

کوٹھی اور بنگلا ، حویلی پر نہیں ہے منحصر
فضل ربی سے ہیں پورے ملک کے مختار ہم

ہیں کبھی مرد قلندر اور کبھی مرد حریص
نت نئے انداز میں سرگرم کاروبار ہم

سیر بھر حلوہ مسلم مرغ اپنا ناشتہ
پھر بھی کم خوری کے ہاتھوں سخت ہیں لاچار ہم

نیند کو خود شرم آتی ہے ہماری نیند سے
پھر بھی ہیں احباب میں مشہور شب بیدار ہم

چادر زہرا ، قبائے مرتضیٰ ، شان جلیل
بیچنے والوں کے ہیں لاریب حصہ دار ہم

Scanned with CamScanner

قوم کا غم گھول کر پیتے ہیں مالحم میں
اللہ اللہ کس قدر ہیں صاحب ایثار ہم

ہیں کبھی غفاری ، کبھی غزنی ، کبھی ہجرہ نشیں
ملت بیضا کی عظمت کے ہیں ٹھیکیدار ہم

یوں تو کہلاتے ہیں ہم خود کو خدائی فوجدار
فطرت بد کی وجہ سے ہیں بڑے بدکار ہم

لوٹ ہے اپنا وطیرہ ، رہزنی اپنا شعار
اپنے ہم جنسوں میں ہیں یاروں بڑے ہوشیار ہم

مقتدر جو ہو اسی کی مدح خوانی ہے شعار
دوستو اس فن میں ہیں ہشیار در ہشیار ہم

کارواں در کارواں منزل سے بھٹکاتے رہے
پھر بھی مشہور جہاں ہیں قافلہ سالار ہم

کل تلک ہوتے تھے آوارہ مزاجوں میں شمار
ہیرا پھیری سے بنے ہیں قوم کے سردار ہم

خدمت کشمیر کرتے تھے زیر زمیں
اب تو ہیں بدقسمتی سے دوستو بے کار ہم

خادم ملت امیر قوم تھے کل الف خان
وائے قسمت آج ہیں پابند گیرو دار ہم

******

Scanned with CamScanner

قوم کے غمگسار آتے ہیں
لیڈر نام دار آتے ہیں

ہے نئی چال اور گھات نئی
مثل برق و شرار آتے ہیں

مشتری ہے کوئی ، کوئی بائع
دوستو ہوشیار آتے ہیں

سودا بازی کا شغل جاری ہے
بیچنے مرغزار آتے ہیں

عظمت ملک و قوم کے داعی
یعنی شب زندہ دار آتے ہیں

اہل ثروت کے حاشیہ بردار
خادم شہریار آتے ہیں

غم نصیبوں کے قافلہ سالار
چند سرمایہ دار آتے ہیں

ملت بے نوا کے ٹھیکیدار
بدزباں بدشعار آتے ہیں

پارسائی کا دھار کر بہروپ
رہزن و حیلہ کار آتے ہیں

دین سے بغض ہے جنہیں وہ بھی
صورت دیندار آتے ہیں

عام ہے سلسلۂ ناؤ نوش
بادہ کش بادہ خوار آتے ہیں

بیچ دی جن نے چادر زہرا
وہی سرگرم کار آتے ہیں

Scanned with CamScanner

یعنی معمار مسجد و محراب
عالم باوقار آتے ہیں

نت نئے روپ میں یہ بازیگر
ساتھیو بار بار آتے ہیں

ایک الفے پہ ہی نہیں موقوف
اور بھی فتنہ کار آتے ہیں

******

جنگ نامہ

میرپور کے سیاسی معرکہ کی منظوم داستان

پلا ساقیا بادۂ لالہ فام
کہ پینے پلانے کا ہے اذن عام
بڑھا جام اور ساتھ لاٹھی بھی دے
کہ رند آج ہیں سوئے مقتل چلے
انہی میں ہیں رستم بھی سہراب بھی
کئی معرکوں کے فتح یاب بھی
تبر، تیغ بھی اور بھالے بھی ہیں
وہ دیکھ ان میں دربار والے بھی ہیں
میرے بھائی بھی میرے لالے بھی ہیں
کئی فوج میں سے نکالے بھی ہیں
سمگلر بھی ہیں اور چرم ساز بھی
فتح شیر بھی ہیں فتحباز بھی
نیا ان کا رنگ اور نیا طور ہے
ہر اک ان میں شہباز، شہ زور ہے

Scanned with CamScanner

پلا جام اے ساقی گلبدن
کہ پڑنے کو ہے جانبازوں میں رن
پلا مجھ کو اک جام آتش نشاں
کہ ہو جائے کچھ معرکہ کا بیاں
جونہی پرچم " لیگ " ظاہر ہوا
پڑی ڈھول پر تھاپ نعرہ لگا
فضاؤں میں اک شور محشر اٹھا
زمین کانپ اٹھی فلک جھک گیا
بڑھایا کماندار نے اپنا دل
کہ تھا دشمنوں کو پیام اجل
" مجاہد " بڑھے لیگ والے ہٹے
ذرا کاٹ کر راہ پھر چل پڑے
مگر راستے میں تھے سنگ گراں
مجاہد ہر اک جیسے برق تپاں
کماندار ان کا وہ مرد دلیر
سیاست کے پیشہ کا غرندہ شیر
ہے نسبت جسے تاج اور راج سے
محبت اسے اپنی افواج سے

کروں اس سے کیا اور آگے بیاں
کہ پسپائی تھی ان کی عبرت نشاں
سجا کر جو تیغ و تبر آئے تھے
مٹانے کو دشمن کا گھر آئے تھے
وہ سودائے جاہ و حشم چھوڑ کر
یوں بھاگے نشان و علم چھوڑ کر
بہت ان میں " گوشہ نشیں " ہو گئے
کئی ہوٹلوں میں مکیں ہو گئے
کئی گھر جو لوٹے تو دھوتی نہ تھی
کسی کے بدن پر لنگوٹی نہ تھی

★★★★★★

Scanned with CamScanner

ڈول اس ڈھب سے ہے سرکار نے ڈالا یارو
ہو گئی عظمت شلوار دوبالا یارو

مقتدر ہو کے وہی آگ لگے برسانے
پھینکتے تھے جو کبھی برف کا گالا یارو

لاکھا ڈھیری کے خرابے میں وہ بیروں کی تلاش
گھپ اندھیرے میں محبت کا اجالا یارو

رونق عارض گل رنگ جونہی مات ہوئی
نہ رہا اپنا کوئی چاہنے والا یارو

ملت بیضا کا ملبوس ہے شلوار قمیض
اور پتلون ہے شیطان کی خالہ یارو

دین فطرت کا تقدس ہے بہرحال عزیز
ہم نے اس نخل کو خوں دے کے ہے پالا یارو

معترف کرتہ و شلوار کا ہے نور زماں
اور پاجامے کا دلدادہ ہے کالا یارو

کل سر راہ یہ کہتے تھے جناب مفتی
سوٹ کو ہم نے دیا دیس نکالا یارو

زہد و تقویٰ کے تقدس کا سہارا لے کر
پیر نے نام بہت اپنا اچھالا یارو

اب چھپائے سے کسی طور نہیں چھپ سکتا
دال میں یہ جو نظر آتا ہے کالا یارو

ہم کو معلوم ہیں ماضی کے کئی افسانے
جن کا ہر باب ہے ہر رنگ نرالا یارو

اب بدل جائیں گے پارینہ مزاج کے اسلوب
الف خان نے ہے نیا رنگ نکالا یارو

Scanned with CamScanner

ووٹ ملے سرکار ہمیں بھی ووٹ ملے
ہم ہیں خدمت گار ہمیں بھی ووٹ ملے

دور سے آئے ہیں ہم چل کر
حاضر ہیں اب آپ کے در پر
دل میں ووٹ کی حسرت لے کر
لیڈر اور سمگلر رہبر
ملت کے غمخوار ، ہمیں بھی ووٹ ملے
ووٹ ملے سرکار ، ہمیں بھی ووٹ ملے

ساتھ ہمارے خانا آیا
شکرو اور فرمانا آیا
علیا اور سلطانا آیا
یوسف اور رمضانا آیا

کرتے مار و مار ہمیں بھی ووٹ ملے
ووٹ ملے سرکار ہمیں بھی ووٹ ملے

خیر سے جب ممبر بن جائیں
حلوہ مانڈہ مفت اڑائیں
مل کر مرغ مسلم کھائیں
ہر منٹ بائیں دائیں بائیں

چمکے کاروبار ، ہمیں بھی ووٹ ملے
ووٹ ملے سرکار ، ہمیں بھی ووٹ ملے

ہر اک سے ہے یاری اپنی
تھیلا اور پٹاری اپنی
تیسہ اپنا آری ...... اپنی
گل بوٹے پھلواری اپنی
لیلا اپرم یار ، ہمیں بھی ووٹ ملے
ووٹ ملے سرکار ، ہمیں بھی ووٹ ملے

Scanned with CamScanner

زاہد شب بیدار ہمیں ہیں
ملت کے غمخوار ہمیں ہیں
قوم کے ٹھیکیدار ہمیں ہیں
مالک اور مختار ہمیں ہیں

جانے سب سنسار ہمیں بھی ووٹ ملے
ووٹ ملے سرکار ہمیں بھی ووٹ ملے

منصب کے صدقے میں پایا
اینٹیں بجری سیمنٹ سریا
بھان متی نے کنبہ جوڑا
اور پھر ہم نے محل بنایا

جھوٹ نہیں ہے یار ہمیں بھی ووٹ ملے
ووٹ ملے سرکار ہمیں بھی ووٹ ملے

ساتھ ہمارے یار بھی آئے
دیہہ کے نمبردار بھی آئے
الفا اور گلزار بھی آئے
نورو اور سردار بھی آئے

دھوم مچاتے یار ہمیں بھی ووٹ ملے
ووٹ ملے سرکار ، ہمیں ووٹ ملے

****

Scanned with CamScanner

ملت کے رکھوالے لیڈر
عزت حشمت والے لیڈر
ناز و نعم کے پالے لیڈر
گورے لیڈر کالے لیڈر

آج ہیں سارے یار ، بھکاری ووٹوں کے
آ پہنچے سرکار ، بھکاری ووٹوں کے

نگر نگر میں راج ہے ان کا
تخت ہے ان کا تاج ہے ان کا
اور ہر اک محتاج ہے ان کا
چھلنی ان کی چھاج ہے ان کا

عظمت کے مینار ، بھکاری ووٹوں کے
آ پہنچے سرکار ، بھکاری ووٹوں کے

جلسے اور جلوس رچائیں
نعروں کا طوفان اٹھائیں
مانگا تانگا چندہ کھائیں
مل کر باہم مرغ اڑائیں

ہم ٹھہرے خوددار ، بھکاری ووٹوں کے
آ پہنچے سرکار ، بھکاری ووٹوں کے

دکھیا ہے سب قوم بے چاری
بچے بالے اور زناری
خلقت ساری ہے دکھیاری
گلو ، فضلو ، عبدالباری

کس سے کہیں ہم یار، بھکاری ووٹوں کے
آ پہنچے سرکار ، بھکاری ووٹوں کے

Scanned with CamScanner

زندہ باد جناب لیڈر
صدر مکرم اور سکتر
گل خیرو گل باز مچھندر
غازی ، غزنی اور سکندر

وقت کی پیداوار ، بھکاری ووٹوں کے
آ پہنچے سرکار ، بھکاری ووٹوں کے

قوم و وطن کی آن کے داعی
عزت ، حشمت ، شان کے داعی
عظمت اور ایمان کے داعی
عزم کے اور ایقان کے داعی

ملت کے غمخوار ، بھکاری ووٹوں کے
آ پہنچے سرکار ، بھکاری ووٹوں کے

مسند اور کرسی کی خاطر
گرم عمل ہیں قوم کے رہبر
لنگر اور لنگوٹے کس کر
گھوم رہے ہیں ، گھر گھر ، در در

کرتے مارو مار ، بھکاری ووٹوں کے
آ پہنچے سرکار ، بھکاری ووٹوں کے

سادھو ، سنت ، معلم ، دانا
رسلا ، سلا اور رمضانا
خوشیا ، علیا ، صمدا ، خانا
نورو ، سترو اور فرمانا

سب ہیں نمبردار بھکاری ووٹوں کے
آ پہنچے سرکار ، بھکاری ووٹوں کے

Scanned with CamScanner

آؤ ہم بھی راس رچائیں
چھوٹا سا پنڈال بنائیں
اچھلیں کودیں دھوم مچائیں
کورس کے انداز میں گائیں

الفے کے اشعار ، بھکاری ووٹوں کے
آ پہنچے سرکار ، بھکاری ووٹوں کے

★★★★★★★

امیدواران اقتدار کا مقابلہ

ہوس نصیب ، اسیر غم جہاں ہیں ہم
تلاش ووٹ میں ہر وقت سرگراں ہیں ہم

بنا دیا ہے حوادث نے ہم کو قائد قوم
غریب قوم کے ہمراز و ہم زباں ہیں ہم

لکھی گئی ہے قیادت ہماری قسمت میں
خدا کے فضل سے سالار کارواں ہیں ہم

خلوص اور مروت سے گرچہ ہیں محروم
مگر بہ فیض ریا صاحب نشاں ہیں ہم

حصول جاہ و چشم کے لئے ہیں گرم عمل
کبھی یہاں تو کبھی دوستو وہاں ہیں ہم

Scanned with CamScanner

ہمیں عزیز ہے ڈھائی ضلعوں کی سرداری
رموز فرماں روائی کے راز داں ہیں ہم

ہے کاروبار حکومت کا تجربہ ہم کو
یقین جانئیے کہ خوشخرواں ہیں ہم

ہمارا دادا تھا لاریب تاجدار جہاں
خدا گواہ ہے کہ سرمایۂ غرور و مثال ہیں ہم

ہے زندہ باد کے نعروں پہ زندگی اپنی
اسی ہوس میں شب و روز سرگراں ہیں ہم

ہمیں ہے ووٹ کی حسرت ہمیں ہے ووٹ کی دھن
صمیم قلب سے ملت کے ترجمان ہیں ہم

خدا کے واسطے ہم کو بھی ووٹ مل جائے
کہ قوم و ملک کی عزت کے پاسباں ہیں ہم

زہے نصیب اگر اب کے پاس ہو جائیں
بڑے خلوص سے مصروف امتحاں ہیں ہم

اگرچہ بیچتے پھرتے ہیں ہینگ اور اینٹیں
بہ فیض جیب ہرسو رواں دواں ہیں ہم

بغیر ووٹ کے کچھ یاد ہی نہیں ہم کو
تمہیں بتاؤ ہمیں دوستو کہاں ہیں ہم

کئی مقام سے گزرے ہیں ممبری کے لئے
رجاؤ بیم کی لاریب داستاں ہیں ہم

حضور ابا خوشامد کے فن میں تھے ماہر
مگر طفیل زر و مال خود شاں ہیں ہم

نیاز مندی سے ہم عرض حال کرتے ہیں
ہمیں نہ بھولنا سرکار الف خاں ہیں ہم

Scanned with CamScanner

مانگتے ووٹ کئی یار نظر آتے ہیں
غول در غول سبک سار نظر آتے ہیں

پا پیادہ ہے کوئی اور کوئی موٹر پہ سوار
یعنی ہر روپ میں فنکار نظر آتے ہیں

قوم کے غم میں پریشاں فسردہ مغموم
ان دنوں مولوی گلزار نظر آتے ہیں

خواہش ووٹ میں سرکار لئے جاہ طلب
صورت مرغ گرفتار نظر آتے ہیں

آج کہیں ہے کوئی اور نہ کوئی ساؤ
ایک ہی صف میں سبھی یار نظر آتے ہیں

شرق میں چوہدری فضلے کی سپہ داری ہے
غرب میں راجہ جہانداد نظر آتے ہیں

بیل کر بیلنے چھلکے سے ہزاروں پاپڑ
پھر بھی خرکار کے خرکار نظر آتے ہیں

جن کو تخریب کے فن میں تھی مہارت حاصل
آج وہ صورت معمار نظر آتے ہیں

اوڑھ کر زہد و تقدس کا لبادہ اکثر
رہنماؤں میں ریاکار نظر آتے ہیں

اب تو میخانے میں رندان کہن کے ہمدوش
صاحب جبہ و دستار نظر آتے ہیں

ملک و ملت کی حفاظت کے جو داعی تھے کبھی
آج کل خادم سرکار نظر آتے ہیں

کس کی قسمت میں ہے لیلائے صدارت دیکھیں
دھندلے دھندلے کئی آثار نظر آتے ہیں

Scanned with CamScanner

پہلے الفے پہ تھے ناراض چچا نور جمال
اب میاں شرفو بھی بے زار نظر آتے ہیں

****

کوٹھی ہم نے نئی بنائی ہے
نئے انداز سے سجائی ہے

منصب خاص کی وساطت سے
واللہ ہر چیز مفت پائی ہے

اینٹیں بھی مفت اور سیمنٹ بھی
ریت بجری بھی مفت آئی ہے

شیشم و دیودار کی لکڑی
ہاں بہت دور سے منگائی ہے

کرسیاں کوچ اور حسین صوفے
ہذا من فضل کبریائی ہے

خاص تحفہ ہے ایک دوست کا یہ
یہ جو قالین اب کے آئی ہے

Scanned with CamScanner

ریڈیو ، فرج اور ٹیلی ویژن
عہدۂ خاص کی کمائی ہے

مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے
اس مقولے سے لو لگائی ہے

افسری کے طفیل ہی ہم نے
دل کی ہر اک مراد پائی ہے

پارسائی کا دھار کر بہروپ
بارہا پی ہے اور پلائی ہے

حقہ پیتا ہے شعر کہتا ہے
اور الفے میں کیا برائی ہے

******

وہ حقیقت ہے سر بسرائے دوست
داستان میں نے جو سنائی ہے

بندگان ہوس نے چار طرف
رات دن دھاندلی مچائی ہے

لوٹ اور مار مشغلہ ہے مگر
پھر بھی دعویٰ پارسائی ہے

روپ میں عاجزی کے پوشیدہ
خود سری اور خودنمائی ہے

ہم ہیں وہ ننگ خانداں جن نے
عزت نفس بیچ کھائی ہے

اب بجز اس کے کیا کہیں الفا
قادر کل تیری دھائی ہے

Scanned with CamScanner

منقلب رنگ ہے زمانے کا
تیز ہے بھاؤ آب و دانے کا

چوہدری چور اور لٹیرے میر
جیب کترے ہیں صاحب توقیر

دامن شرف چاک چاک ہے آج
اور شرافت بزیر خاک ہے آج

سربزانو ہے آبروئے بہار
لٹ رہی ہے متاع صبر و اقرار

ہے دگر گوں نظام روز و شب
چھن گئی ہے متاع تاب و تب

آدمی ، آدمی کا ہے دشمن
ہر طرف لوٹ مار خیمہ زن

پوچھتے کیا ہو صورت احوال
قوم بھوکی ہے رہنما خوشحال

بھنگ ، افیون اور گانجہ ہے
اب تو اندھوں میں کانا راجہ ہے

جن کو دیکھو وہی ہے رستم خاں
خود غرض ، خود پسند ، نافرماں

کاروان خلوص خستہ قدم
کاکل کائنات ہے برہم

ہر طرف آہ گھپ اندھیرا ہے
اور حرص و ہوس کا گھیرا ہے

ہذا من فضل کبریائی ہے
جھوٹ اور مکر کی کمائی ہے

Scanned with CamScanner

کوٹھیاں بن رہی ہیں عالیشان
دم بخود ہے غریب الفا خان

****

حرف و حکایت

ملت بیضا کے غمخواروں میں شامل ہو گئے
چوہدری نتھو بھی سرداروں میں شامل ہو گئے

بیچتے پھرتے تھے جو آلو چنے کل تک جناب
ہیرا پھیری سے وہ زرداروں میں شامل ہو گئے

قتل ارباب وفا میں ہاتھ تھا جن کا وہی
کس صفائی سے عزاء داروں میں شامل ہو گئے

ہینگ لاگی اور نہ لاگی پھٹکری لیکن حضور
حکمت عملی سے وہ یاروں میں شامل ہو گئے

خستہ پائی جن کی تھی ضرب المثل یارو وہی
ملت مرسل کے سالاروں میں شامل ہو گئے
رنگ گرگٹ کی طرح یارو بدل کر خیر سے
جو ثوابت تھے وہ سیاروں میں شامل ہو گئے

Scanned with CamScanner

گاہے گنگا جا کے پایا نام گنگا رام کا ۔
اور گۂ جمنا کے زناروں میں شامل ہو گئے

دشمنان ملک و ملت سے بڑھا کر ربط و ضبط
قافلہ سالار غداروں میں شامل ہو گئے

کچھ بلیکی رہنما لبادہ اوڑھ کر
حفظ ملت کے علمداروں میں شامل ہو گئے

خطہ کرمان سے نسبت تھی جن کو آخرش
پٹخنی کے خوف سے یاروں میں شامل ہو گئے

ضعف پیری سے جنہیں دوبھر تھا چلنا چند گام
اللہ اللہ وہ سبک ساروں میں شامل ہو گئے
چاپلوسی او تملق کے صلہ میں الف خاں
کچھ خذف ریزے گہر پاروں میں شامل ہو گئے

****

صبح بکتے ہیں شام بکتے ہیں
لیڈران کرام بکتے ہیں

گاہے بکتے ہیں بر سربازار
گاہے بالائے بام بکتے ہیں

رسم جاری ہے خوب بکنے کی
خاص بکتے ہیں عام بکتے ہیں

کبھی پاتے ہیں یہ بڑی قیمت
کبھی بے درم و دام بکتے ہیں

شیخ بکتا ہے پیر بکتا ہے
اور بصد احترام بکتے ہیں

بک رہے ہیں خطیب شعلہ نوا
مفتیان عظام بکتے ہیں

Scanned with CamScanner

ہو رہا ہے ہر ایک کا نیلام
شاعران کرام بکتے ہیں

اللہ اللہ یہ تاجری کا عروج
پیشوا اور امام بکتے ہیں

کاڈکو اور زنجی بیرس کے
جام بکتے ہیں عام بکتے ہیں

گرم بازار ہے سیاست کا
جس میں سب خاص و عام بکتے
ہیں

پہلے کچھ امتیاز تھا لیکن
اب حلال و حرام بکتے ہیں

ہو رہا ہے ہر ایک کا سودا
گل رخ و لالہ فام بکتے ہیں

کونسی شے ہے جو نہیں بکتی
دانے بکتے ہیں دام بکتے ہیں

زاہدان سحر ہوئے نیلام
بادۂ خواران شام بکتے ہیں

بک گئے ذاکران خوش آواز
اور ابو الکلام بکتے ہیں

ہر قدم پر ہے گرم کاروبار
ہر روش پر عوام بکتے ہیں

اس ترقی کے دور میں ہر سمت
عہدے بکتے ہیں نام بکتے ہیں

★★★★★★

Scanned with CamScanner

ہر مرحلۂ سخت پھر آسان ہو گیا
یعنی علاج تنگیٔ دامان ہو گیا

متروکہ جائیداد کو ہتھیا کے حکم دیں
فضل خدا سے مالک ایوان ہو گیا

اللہ رے سیاست دوراں کے فیض سے
نتھو میاں بھی صاحب فرمان ہو گیا

سونے کے بھاؤ بکنے لگی خاک کوئے یار
اس کے طفیل عیش کا سامان ہو گیا

ملت کے غم میں ان دنوں صاحب فراش ہے
کہتے ہیں نور دین کو یرقان ہو گیا

بیلوں نے پایا رستم دوران کا خطاب
بھیا بھی اب تو خیر سے گل خان ہو گیا

ادرک کی ایک گانٹھ پہ چوہا بنا حکیم
اور دیکھتے ہی دیکھتے لقمان ہو گیا

کل جنگ زرگری میں پھٹی تھی فقط قبا
لو آج چاک چاک گریبان ہو گیا

چھائی ہوئی ہے مرکز شادی پہ خامشی
شوق عروس ہدیۂ طوفان ہو گیا

فتو نے مکر و حیلہ سے پایا بڑا مقام
الفو بصد فریب الف خان ہو گیا

****

Scanned with CamScanner

کشیری

آمادہ پیکار ہیں جرار کشیری
آزادی کامل کے طلبگار کشمیری

آتا ہے انہیں سیل حوادث سے الجھنا
دبتے نہیں باطل سے جگر دار کشیری

ہیں موئے مبارک کے تقدس کے محافظ
لاریب کہ ہیں پیکر ایثار کشیری

الحاد کے طوفاں میں اسلام کے داعی
ظلمت میں ہیں انوار کا مینار کشیری

جنگاہ میں ہر چند یہ بے تیغ و تبر ہیں
پہ شوق شہادت سے ہیں سرشار کشیری

ہاں نرغۂ کفار میں بھی گرم عمل ہیں
جاں دار جگر دار وفادار کشیری

جا کر کوئی بھارت کے مہابیروں سے کہہ دے
ہر حال میں لڑنے کو ہیں تیار کشیری

کشمیر کا ہر قریہ ہے اسلام کی میراث
کشمیر کے ہیں مالک و مختار کشیری

سہرا

بتقریب شادی خانہ آبادی
عزیز القدر چوہدری محمد محمود خان انجینئر
خلف الرشید جسٹس چوہدری رحیم داد خان
صاحب آف چوکی منگ، کوٹلی آزاد کشمیر

نظر نواز، سکوں بخش دلنشیں سہرا
حیات تازہ کی تمہید عنبریں سہرا

نئی فضا نئے لیل و نہار کا ضامن
فروغ مہر و مساوات کا نگیں سہرا

خوشا کہ عارض محمود کا حسیں زیور
مسرتوں کے شب و روز کا امیں سہرا

نئی امنگوں نئے ولولوں کا دیباچہ
سرور و کیف کی روداد احمریں سہرا

Scanned with CamScanner

دل رحیم کی خواہش کا آئینہ بردار
اور اقرباء کے خیالات کا نگیں سہرا

سراپا حسن سراپا جمال موج طرب
عروس زیست کا دمساز مرمریں سہرا

نبی بنے کے بہم ربط و ضبط کامل
خلوص و پیار کا پیماں بالیقیں سہرا

عزیز بہنوں کے جذبات کا علمبردار
برادروں کی تمناؤں کا نگیں سہرا

چچا کے قلب کی دھڑکن پدر کی آنکھ کا نور
قلوب ماں کے لئے راحت جبیں سہرا

ضیاء نے گوندھا ہے گلہائے شعر معنی سے
حریف لالہ و نرگس ہے عنبریں سہرا

نعت

اے کہ تیرے فیض سے قائم ہے نظم بحر و بر
اے کہ تیری ذات ہے سرمایہ قلب و نظر

عارض ہستی کی رونق دیدۂ ہستی کا نور
ساقی تسنیم و کوثر قاسم حور و قصور

باعث تخلیق عالم واقف راز حیات
مخزن جود و سماء آس آپ فخر کائنات

دائمی فطرت شہنشاہ امم مولائے کل
مخبر صادق امام مرسلاں ختم الرسل

خواجۂ کونین نور لم یزل سرکار دیں
پیکر لطف و عنایت رحمۃ اللعالمیں

Scanned with CamScanner

ضیاء الحسن ضیاء

داستان غم سنائیں کس کو سرکار عرب
گل ہیں پژمردہ چمن مجروح انساں جاں بلب

عظمت دین مبین ہے آج مغموم و ملول
حیف کہ مرجھا گئے ہیں امن و عافیت کے پھول

شرم آتی ہے مجھے کہتے ہوئے کیسے کہوں
عارض ملت ہے مولا آج وقف خاک و خوں

کاروان قوم کو منزل سے بھٹکایا گیا
ارض پاکستان کی عظمت کو دھندلایا گیا

★★★★★★

Scanned with CamScanner

ضیاء الحسن بنیادی طور پر صحافی ہیں۔ صحافتی رنگ انکی سنجیدہ اور مزاحیہ شاعری پر بہر طور غالب ہے۔ میونسپل کمیٹی اور اسکی کارکردگی، حفظان صحت کی صورت حال، ممبری، چیئرمین بلدیہ بننے کی آرزو، اسمبلی ممبر اور پھر وزارت کے خواب، انتخاب اور انتخابی مہم، معاشرتی اخلاقیات، پامال ہوتی ہوئی معاشرتی قدریں، انسانی رویے، دولت اور ثروت کے معیار، وہ مختلف موضوعات ہیں جن پر ضیاء اکثر طبع آزمائی کرتے نظر آتے ہیں۔

پروفیسر محمد نذیر تبسم

ارشد بک سیلرز

علامہ اقبال روڈ، میرپور آزاد کشمیر

Scanned with CamScanner